www.naqshbandiaowaisiah.com

قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

اللہ رسول محمد

# ماہنامہ المرشد لاہور

جولائی 2001

قرضوں سے نجات اور نفاذِ اسلام کیلیئے الاخوان کی

**تاریخی پیشکش**

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

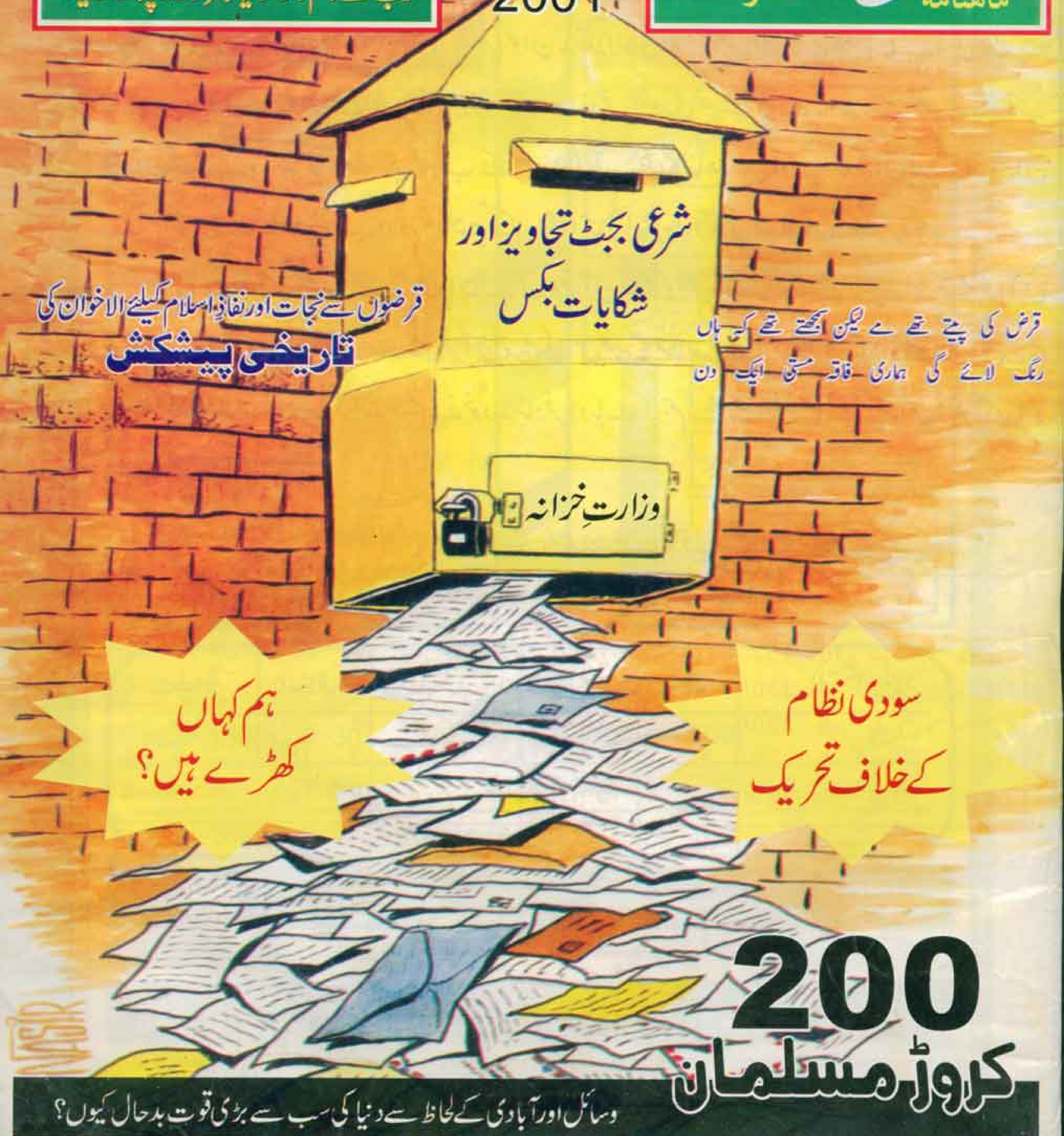


هم کہاں کھڑے ہیں؟

سودی نظام کے خلاف تحریک

## 200 کروڑ مسلمان

وسائل اور آبادی کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی قوت بدحال کیوں؟

www.naqshbandiaowaisiah.com


# ماہنامہ المُرشد لاہور

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

ناظم اعلیٰ : کرنل (ریٹائرڈ) مطلوب حسین نشرواشاعت : چودھری غلام سرور

جولائی 2001ء (ربیع الثانی 1422ھ)

جلد نمبر 22 ✵ شمارہ نمبر 12

مدیر ——— چودھری محمد اسلم

مجلس ادارت

الطاف قادر گھمن، اعجاز احمد اعجاز، سرفراز حسین

سرکولیشن مینیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ کمپوزنگ : عبدالحمید

قیمت فی شمارہ 25 روپے

CPL No. 3


## اس شمارے میں


| | | | |
|---|---|---|---|
| 1- | اداریہ۔قرض کی پیتے تھے مے | محمد اسلم | 3 |
| 2- | انجام باطل | امیر محمد اکرم اعوان | 5 |
| 3- | 200 کروڑ مسلمان اور اسلام | امیر محمد اکرم اعوان | 12 |
| 4- | ایک تاریخی پیش کش | امیر محمد اکرم اعوان | 18 |
| 5- | باطل کی پشت پناہی | امیر محمد اکرم اعوان | 24 |
| 6- | ہم کہاں کھڑے ہیں | امیر محمد اکرم اعوان | 31 |
| 7- | گناہ کے اثرات (اقتباس از اسرار التنزیل) | مرسلہ عائشہ سطوت | 39 |
| 8- | انٹرویو اسامہ بن لادن | ------- | 40 |
| 9- | امیر محمد اکرم اعوان کے بیانات اخبارات کی روشنی میں | (تراشے) | 44 |
| 10- | حق کی آواز | سیف الرحمن سیفی | 50 |
| 11- | من الظلمت الی النور | محمد اکرم اویسی | 52 |
| 12- | عید میلاد النبی ﷺ کا حقیقی فلسفہ | امیر محمد اکرم اعوان | 55 |
| 13- | صلح واصلاح میں ہے ملت بیضا کی فلاح | عبدالعزیز خالد | 58 |
| 14- | آدھی ملاقات | خطوط | 63 |



| بدل اشتراک | سالانہ | تاحیات |
|---|---|---|
| پاکستان | 200 روپے | 3000 روپے |
| بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش | 700 روپے | 8000 روپے |
| مشرق وسطیٰ کے ممالک | 100 ریال | 750 ریال |
| برطانیہ۔یورپ | 30 اسٹرلنگ پاؤنڈ | 150 اسٹرلنگ پاؤنڈ |
| امریکہ | 50 امریکن ڈالر | 350 امریکن ڈالر |
| فار ایسٹ اور کینیڈا | 50 امریکن ڈالر | 350 امریکن ڈالر |

رابطہ آفس = اے۔ٹی۔ایم۔بلڈنگ، پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد۔فون 041-668819

ناشر۔پروفیسر عبدالرزاق انتخاب جدید پریس ۔ لاہور 042-6314365

ہیڈ آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ، ٹاؤن شپ، لاہور۔فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

# اداریہ

## قرض کی پیتے تھے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
## رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

وہی بجٹ...... وہی تقریریں...... وہی اعداد و شمار...... قوم کو گمراہ کرنے کے وہی طریقے...... قوم کو سہانے سپنے دکھانے کے وہی وعدے۔ غریب پر مزید بوجھ...... مزید ٹیکس، مزید مہنگائی، ان کو نچوڑنے کے کچھ نئے کچھ پرانے حربے...... وہی پروگرام، وہی آقا، وہی محکوم...... وہی زمین وہی آسمان...... وہی کہنہ نظام، وہی بے حس عوام...... کچھ بھی تو نہیں بدلا چہروں کے سوا۔

یہ ہے بجٹ...... ایسا بجٹ عوام پچھلے 50 سال سے سن رہے ہیں۔ 50 سال سے کما کما کر عالمی اداروں کے آگے ڈھیر کر رہے ہیں...... لیکن عوام کی تقدیر میں صرف دو وقت کی روٹی...... جس کا ملنا بھی اب یقینی نہیں رہا، دوائی کے لئے پیسے نہیں، سکول کے لئے فیس نہیں، بے روزگار کے لئے روزگار نہیں مظلوم کے لئے انصاف نہیں۔

حکومت کیا کھیل کھیل رہی ہے۔ کس سے کھیل رہی ہے۔ عوام کو کیوں بے وقوف بنایا جا رہا ہے 751 ارب کے بجٹ میں شامل 297 ارب روپیہ کے غیر ملکی قرضہ جات کو اگر منہا کر دیا جائے تو پاکستان کی نیٹ سالانہ آمدنی 454 ارب روپیہ رہ جاتی ہے۔ جس میں سے 329 ارب روپیہ قرضہ، بمعہ سود، آئی ایم ایف، ورلڈ بنک اور دوسرے سودخوروں کو دیا جا رہا ہے۔ پیچھے بچا کیا ہے عوام کے لئے؟ یہ قرضے جو بڑھتے ہی جا رہے ہیں کیا عوام نے لئے تھے...... کیا عوام پر خرچ ہوئے ہیں...... ؟ نہیں! ...... یہ قرضے اہل اقتدار نے لئے تھے جو اس وقت جدہ، دوبئی اور لندن میں بیٹھے ہیں...... یہ بات قرضہ دینے والے بھی جانتے ہیں، لینے والے بھی اور اوپر سے آنے والے موجودہ حکمران بھی...... عوام کیوں یہ قرضے اتاریں، یہ ان سے لئے جائیں جن کی رقمیں لندن اور سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں پڑی ہیں۔ مغرب کو کہا جائے کہ ہم نہیں دیتے پیسے۔ جن کو دیئے تھے ان کے اکاؤنٹس سے واپس نکلوائے جائیں جو آپ کے بینکوں میں پڑے ہیں۔ ٹیکس کی شکل میں حکومت نے سر غریبوں کا توڑ رکھا ہے، کھا گئے ہیں جو قوم کا پیسہ ان لٹیروں کو چھوڑ رکھا ہے

نہ جانے یہ کھیل کب ختم ہوگا۔ ہر کوئی اس قوم سے کھیلتا ہے۔ لیکن یہ قوم بھی اپنے انداز کی ایک ''وکھری'' ہی قوم ہے۔ اس کی مثال تو یہ ہے کہ:-

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

کبھی پارلیمانی نظام کے پیچھے، کبھی صدارتی کے...... کبھی جمہوریت پہ نچھاور، کبھی مارشل لاء کو خوش آمدید...... کبھی بی ڈی ممبری عزیز اور کبھی یونین کونسلیں عزیز تر...... دین سے بے خبر قوم...... لیکن...... کچھ علاج اس کا اے چارہ گراں ہے کہ نہیں...... علاج تو ہے، سکہ بند علاج...... مجرب اور آزمودہ علاج...... لیکن مریض ابھی سمجھتا ہی نہیں کہ وہ بیمار ہے...... قوموں کی بیماریوں کا علاج تو ''کتاب ہدایت'' میں موجود ہے...... شفاء کے لئے تو نسخہ استعمال کرنا ضروری ہے مگر ہم نے اسے خوبصورت پیکنگ میں محفوظ کر رکھا ہے...... اس کے اجزائے ترکیبی، اس کی Dose، اس کی جزیات سب کچھ ہی تفصیل کے ساتھ تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے بھی حکومت کو لکھ کر دی تھیں، اس کا طریقہ استعمال بھی بتایا تھا، اس سے شفایابی کا وقت بھی متعین کر دیا گیا تھا...... مگر بات تو استعمال کی ہے...... نظام عشر و زکوٰۃ اور غیر سودی معیشت ہی اس پارینہ بیماری کا علاج ہے...... رہے قرضے...... تو قرضے بھی انہوں نے اپنے ذمے لئے تھے لیکن حکمرانوں کو یہ منظور نہیں ہے اسلام کا مالیاتی نظام نہ جاگیردار قبول کرتا ہے نہ سرمایہ دار...... عجیب بات یہ ہے کہ عدالتیں...... ہاں عدالتیں! ...... مسلمان ملکوں کی عدالتیں کہہ رہی ہیں کہ سود کو مزید ایک سال جاری رہنا چاہئے...... اللہ اکبر...... اور حکومتیں عدالتوں سے اللہ کے قانون پر عمل نہ کرنے کی اجازت طلب کر رہی ہیں...... ایسے میں روؤں دل کو کہ پیٹوں جگر کو میں...... وہ جنہیں راہبر بننا تھا اقوام عالم کے لئے...... پوچھتے ہیں اس کا کوئی ماڈل لاؤ...... مسلمان پوچھتا ہے کہ غیر سودی نظام کا نمونہ لاؤ...... وہ جنہیں راہبر بننا تھا تقلید مغرب میں عافیت محسوس کر رہے ہیں...... اور قوم...... معجزوں پر یقین رکھنے والی قوم کہ کوئی آئے اور یہ سب کچھ کر دے......

www.naqshbandiaowaisiah.com

# انجامِ باطل

مخالفت میں کالم لکھنے والوں کو، خبریں تراش کر لکھنے والوں کو، الزام لگانے والوں کو میں دعوت دیتا ہوں تجربے کے لئے آ جاؤ یا دس دن ہمارے پاس رہ کر تو دیکھو۔ ہم تمہاری خدمت کریں گے، تمہیں کھانا دیں گے، اچھے بستر دیں گے، گرم پانی دیں گے وضو کے لئے، تمہارا جی چاہے نماز پڑھنا نہ جی چاہے نہ پڑھنا۔ اس ماحول میں رہ کر تو دیکھو۔ دیکھتے ہیں تمہارا سر بھی جھکتا ہے کہ نہیں۔ ہم نہیں کہیں گے خود اللہ کی محبت تمہاری پیشانیوں کو اپنے دروازے پہ جھکا لے گی۔ کیوں ڈرتے ہو اسلام سے؟

**خطاب امیر محمد اکرم اعوان**
**دارالعرفان 23-2-2001**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

اللہ کریم نے ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ اب نفاذِ اسلام کے لئے جو وطن عزیز کے حصول کا مقصد تھا، صرف الاخوان نہیں بلکہ ملک بھر کے علماء حق جوق در جوق اس کوشش میں اس سعی میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور یہ بہت بڑی نیک فال ہے کہ اللہ کے بندے جن کی عمریں مساجد میں راتیں مسجدوں میں اور دن قال اللہ و قال الرسول ﷺ میں بسر ہوتے ہیں انہی کے یکسو ہونے کی ضرورت تھی۔ اور یہی ایک قوت ہے جو امین ہے اسلام کی دین کی۔ علماء کی حیثیت ایسی ہے جیسے کسی فصل کا بیج ہوتا ہے بیج ایک دانہ ہوتا ہے بظاہر وہ چھوٹا سا دانہ ہوتا ہے لیکن اس کے اندر اللہ نے ایک کائنات رکھی ہوئی ہوتی ہے وہ جب خاک میں ملتا ہے اور جب وہ پھوٹتا ہے پھلتا ہے پھولتا ہے تو بہاریں لہلہانے لگتی ہیں ایک دانے پہ سینکڑوں دانے اگتے ہیں، ایک دانے پہ سینکڑوں شاخیں اگتی ہیں، ایک دانے پہ فصلیں بڑی بڑی پیداوار دیتی ہیں۔

علماء حق کی مثال اس بیج کی ہے اور یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ الاخوان کی آواز پر اب صرف الاخوان کے جانباز ہی نہیں ملک بھر کے علماء حق اس میں جوق در جوق شامل ہو رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ علماء حق کی شمولیت تائید باری ہے اللہ کا احسان ہے اور احباب کے خلوص کی دلیل ہے۔ ہوتا یہ ہے، یہ اصول ہے فطرت کا اور تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب بھی حق کے لئے آواز بلند کی گئی تو باطل قوتیں جہاں بھی تھیں، جیسی بھی تھیں ہر ممکن مخالفت پر انہوں نے کمر باندھ لی اور سب سے بڑا حربہ، سب سے بڑا ہتھیار جو باطل قوتوں نے آزمایا وہ جنگ نہیں تھی، تلوار نہیں تھی بلکہ وہ تھی الزام تراشی۔ نبی کریم ﷺ پر سب سے پہلا حربہ اور سب سے موثر حربہ یہ سمجھا گیا کہ طرح طرح کے الزام اور بہتان لگا کر آپ ﷺ کی شخصیت کو ایسا متنازعہ بنا دیا جائے کہ عام آدمی آپ ﷺ کی بات نہ سنے۔

اہل مکہ نے ایک میٹنگ بلائی اکابرین مکہ اور مشرکین وہاں شامل ہوئے اور سب نے یہ سوچنا شروع کیا کہ حج کا موسم آ رہا ہے اور عہد جاہلیت میں بھی حج کی رسم تھی لوگ پورے عرب سے جمع ہوتے بازار لگتے تجارت بھی کرتے اور اپنے طور پر مختلف رسومات بھی عبادت کے نام پر کرتے تھے۔ بہت بڑا اجتماع ہوتا تھا انہیں خدشہ پیش آ گیا کہ اگر یہ باتیں پورے عرب سے آنے والے لوگ سنیں گے تو یہ بات تو بہت پھیل جائے گی تو کوئی ایسا الزام تراشا جائے کہ ہر آنے والے کو یہ بتایا جائے کہ اس آدمی کی بات نہ سننا اس کا یہ نقصان ہے۔ کسی نے کہا کہیں گے شاعر ہے، کسی نے کہا جادوگر ہے، کسی نے کچھ کسی نے کچھ لیکن اس ساری مجلس کو وہ بات پسند نہ آئی اور اس کا رد ہوتا رہا۔ بالآخر ان کا اتفاق اس بات پر ہوا کہ ہر آنے والے سے ہم کہیں گے کہ ان کی بات جو سنتا ہے وہ بھائی بھائی سے جدا ہو جاتا ہے۔ لوگ خاندانوں سے الگ ہو جاتے ہیں بیوی بچوں کو چھوڑ دیتے ہیں ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں اور

www.naqshbandiaowaisiah.com



لوگوں میں خاندانوں میں جدائی پڑ جاتی ہے اللہ کریم فرماتے ہیں میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال یہ ہے کہ :-

کنتم اعداء فالف بین قلوبکم

کہ تم سب ایک دوسرے کے دشمن تھے میرے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی۔

وہ الزام لگا رہے ہیں کہ یہ دوستوں کو رشتہ داروں کو عزیزوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیتے ہیں۔ لیکن عجیب بات یہ ہوئی اس کارگہہ حیات کا مالک جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے جتنا شور انہوں نے مچایا اور جتنے باہر پھیل گئے ہر آنے والے راستے پر بندے بٹھا دیئے کہ ہر آنے والے کو بتاؤ ہر آنے والے کو منع کرو ان کے منع کرنے کا اثر یہ ہوا کہ ہر آنے والے کے دل میں تجسس پیدا ہوا کہ مل کر دیکھا تو جائے ان کی تحقیق پر رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسی کیا بات ہے جس سے یہ ہمیں یہاں روکنے آئے ہیں تو اتنی شاید اس وقت جو چند نفوس قدسی مسلمان تھے وہ محنت کرتے تو اتنے لوگوں کو متوجہ نہ کر پاتے جتنوں کو مخالفین نے متوجہ کیا اور جو بھی بارگاہ رسالت ﷺ میں پہنچا' کوئی انتہائی بدبخت تھا جو محروم رہا ورنہ اکثریت نور ایمان سے فیض یاب ہوئی اور لوگوں کے قلوب منور ہوتے چلے گئے۔ یعنی پورے مشرکین کے جو دانا تر لوگ تھے انہوں نے مل کر جو صورت بنائی روکنے کی' اللہ نے اسی کو حق کے پھیلنے کا سبب بنا دیا۔ تب سے اب تک جس بستی میں' جس شہر میں' جس قریے میں اور تاریخ کے جس عہد میں جس کسی نے حق کی آواز بلند کی مخالفین نے اس کے لئے عجیب و غریب الزام تراشے۔ بدنام کرنے کی کوشش کی' پھر قتل کرنے کی کوشش کی پھر دبانے کی کوشش کی لیکن حق تو حق ہے اللہ کریم فرماتے ہیں۔

جاء الحق و زھق الباطل سورج طلوع ہوتا ہے تو تاریکی کو بھاگنا ہی پڑتا ہے حق آتا ہے تو باطل رخصت ہو جاتا ہے۔ ان الباطل کان زھوقا باقی رہنا حق کا مقدر ہے اور باطل کی تقدیر ہی تباہی ہے انجام ہی تباہی ہے۔ باطل ہوتا ہی تباہ ہونے کے لئے ہے باطل

> کوئی آدمی چنگیز خان اور ہٹلر کو محبت سے یاد نہیں کرتا ...... جنہوں نے ظلم کی حکومت قائم کی وہ عبرت کا نشان بن گئے

کبھی باقی رہنے کے لئے نہیں ہوتا باطل ہوتا ہی تباہ ہونے کے لئے ہے باقی رہنا حق کی خصوصیت ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں الحمدللہ کہ الاخوان کے غازی اور جانباز اللہ کے احسان سے مخلص ہیں حق کے بیان کے لئے بھی اور اس پر جان نچھاور کرنے کے لئے بھی اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قوتیں جو وطن عزیز میں اسلام کو روکنا چاہتی ہیں وہ ساری قوتیں چیخ اٹھیں۔ امریکہ سے لیکر ہندوستان تک' ٹیلی ویژن سے لیکر ریڈیو تک اور اخبارات سے لیکر روزمرہ کی مجالس تک ہر وہ شخص جسے حق کے نام سے تکلیف ہوتی ہے' جس کی رگوں میں باطل رس چکا ہے' جو باطل ہی کو باقی رکھنے کا خواہش مند ہے سارے بیک وقت اس طرح چلا رہے ہیں جس طرح رات کی تاریکی میں گیدڑ چلاتے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندوں کی قربانیوں کی کامیابی کی رسید ہے کہ تاریکیوں کو باطل قوتوں کو روشنی کے آنے کا احساس تو ہوا اور اس منفی پراپیگنڈے سے وہ چاہتے ہیں کہ یہ تحریک ختم ہو جائے حالانکہ ان کا یہ منفی پراپیگنڈہ دنیا کے ان لوگوں کو بھی ہماری طرف متوجہ کر رہا ہے جن تک شاید ہماری آواز نہ پہنچتی' یہ تو اس قادر کے اپنے کام ہیں۔ اور باطل قوتوں کی لڑائی یکطرفہ نہیں ہے جو کبھی لڑ رہے ہیں۔ الزام تراشی بھی کر رہے ہیں' یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ انہیں کہیں مقدمات میں پھنسایا جائے' یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ کس طرح ان کی روزی ہم روک سکتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ حکومت کو ان کے خلاف رکھا جائے' حکمرانوں کے کان بھرے جائیں' اہل اقتدار کو بتایا جائے حالانکہ ہمارا محاذ حکومت کی مخالفت ہرگز نہیں ہے۔ ہم تو بحیثیت الاخوان کے پلیٹ فارم سے جو بات کہتے ہیں اس میں عام آدمی کا بھی بھلا ہے اور حکومت کا بھلا بھی اسی میں ہے۔

جنرل ایوب خان سے لیکر آج تک پاکستان کا ہر بجٹ قرض لیکر پورا ہوتا آیا ہے۔ آپ ایک گھر تصور کر لیجئے جس کے گھر کے لوگ محنت بھی کرتے ہیں کماتے بھی ہیں لیکن اپنا سال پورا کرنے کے لئے ہر سال سود پر قرض لیتے ہیں۔ اور کوئی ایسا سال نہیں آتا جس میں قرض

www.naqshbandiaowaisiah.com



اتارنے کی بجائے مزید قرض نہ لیں۔ کیا وہ گھر آباد رہ سکے گا؟ اس طرح جب قومیں اور ملک اپنا بجٹ چلانے کے لئے ہر سال سود پر قرضے لیتے ہیں تو یہ تباہی کی دلیل ہے یہ ذلت وخواری کی دلیل ہے اور یہ محکومی کی دلیل ہے' یہ کامیابی نہیں ہے۔ اب کامیاب حکومت وہ تصور ہوگی جو کم از کم اپنا بجٹ اس طرح پورا کرلے کہ اسے غیر ملکی قرضے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ ہم جو بات حکومت سے گوش گزار کررہے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر اسلام کا نظام ٹیکس کا اپنایا جائے اور وہ ٹیکس لگائے جائیں جو قرآن وسنت میں مسلمانوں پر اور صاحب حیثیت مسلمانوں پر ہیں اور وہ وصول کیے جائیں تو نہ صرف غیر ملکی قرضہ لینا نہیں پڑتا بلکہ جو لے چکے ہیں اسے بھی ہم قسط وار واپس لوٹا سکتے ہیں' اپنا بجٹ پورا کرسکتے ہیں' قرضے لیکر ہم کسی غریب کی مدد نہیں کررہے بلکہ غریبوں پر بوجھ بڑھا رہے ہیں۔ قرضوں کا سود دینے کے لئے ہمیں ٹیکس بڑھانے پڑتے ہیں' بجلی مہنگی کرنی پڑتی ہے' تیل' پٹرول' ڈیزل مہنگے کرنے پڑ رہے ہیں' گیس مہنگی کرنی پڑ رہی ہے اور دن بدن عام آدمی پر بوجھ بڑھتا جارہا ہے۔ اگر اسلامی نظام معیشت اپنایا جائے تو یہ بوجھ بڑھانے کی بجائے ہم کم کرسکتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ٹیکس فری کرسکتے ہیں بلکہ پھر رفاہی ریاست بنائی جاسکتی ہے تاکہ ہر بیمار کو علاج میسر ہو' تعلیم عام کی جاسکتی ہے تاکہ ہر بچے کو تعلیم کا موقع نصیب ہو۔ بے روزگاروں کو الاؤنس دیئے جا سکتے ہیں' یتیموں اور بیواؤں کو الاؤنس دیئے جا سکتے ہیں' بے گھر افراد کو چھت مہیا کی جاسکتی ہے' ایک رفاہی ریاست وجود میں لائی جاسکتی ہے۔

اب غور فرمایئے کہ کوئی حکمران جو وطن عزیز کو ان قرضوں کے بجٹ سے نجات دلا کر رفاہی ریاست بنادے کیا وطن کا ہر بندہ اس کے لئے دعا گو نہیں ہوگا۔ ہم مقدمہ تو لڑ رہے ہیں مجبور اور بے کس انسانوں کا' مقدمہ تو لڑ رہے ہیں غریب اور بیمار لوگوں کا' ہم مقدمہ تو لڑ رہے ہیں بھوک اور پیاس سے بلکتے ہوئے لوگوں کا۔ لیکن اس کا فائدہ دونوں طرف ہوگا۔ اگر غریبوں

**بھٹو نے کہا تھا ''ادھر تم ادھر ہم'' آپ دیکھیں نہ ''تم'' رہے نہ ''ہم'' رہے**

کو فائدہ ہوگا تو حکومت کی بقا کا سبب بھی بنے گا۔ لیکن کمال دیکھئے

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

کمال دیکھئے ان لوگوں کا جو اسلام سے خوفزدہ ہیں' جو اللہ کے نام سے خوفزدہ ہیں' جو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے خوفزدہ ہیں' جنہیں قرآن سے ڈر آتا ہے وہ ہماری اس کاوش کو جو عام آدمی سے لیکر حکومت تک کے لئے بہتری کی حامل ہے' ایسی بہتری کی کہ اِس عالم میں بھی بہتری ہے اور اُس عالم میں بھی بہتری ہے اسے بھی دشمنی بنا کر حکمرانوں تک پہنچا رہے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ ان غیر اسلامی طاقتوں کو ملک سے محبت ہے' اس لئے نہیں کہ انہیں عوام سے محبت ہے' اس لئے بھی نہیں کہ انہیں حکمرانوں سے محبت ہے یہ تو صرف کفر کی گود میں شراب و کباب اور حسن وشباب کی محفلوں میں زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ ان کی مجبوری یہ ہے کہ انہیں شراب خانہ خراب ملتی رہے' ان کی مجبوری یہ ہے کہ انہیں شباب میسر ہو۔ کاش کبھی یہ سوچا کریں کہ بیٹیاں تو اللہ ہر ایک کو دیتا ہے اگر تم شراب پی کر پرائی بیٹیوں سے عیاشی کرتے ہو تو تمہاری بیٹیوں کی آبرو کا محفوظ رہنا بھی مشکل ہو جائے گا۔ تم کسی کے گھر میں موج کررہے ہوگے کوئی تمہارے گھر میں بھی ہوگا۔ یہ نظام ہے اللہ کریم کا۔ جسے اپنی عزت کا احساس ہوگا اسے دوسرے کی عزت محفوظ رکھنا پڑے گی' جسے اپنی جان بچانے کی ضرورت ہوگی وہ دوسروں کی جان بچانے کی سعی بھی کرے گا۔ جسے اپنا گھر محفوظ رکھنا ہوگا وہ دوسروں کے گھر لوٹنے کی کوشش نہیں کرے گا' جو دوسروں کو لوٹتا ہے اس کے اپنے بھی لٹتے ہیں۔ ہم تم ان کے لئے بھی دعا گو ہیں کہ یہ نام کے مسلمان تو ہیں' مسلمان گھروں میں پیدا تو ہوئے' پاکستانی بھی ہیں' اسلام سے ڈرتے کیوں ہو' اسلام کا مطالعہ کرو' اسلام کو سٹڈی کرکے دیکھو' قرآن وسنت کو پڑھو' ہر زبان میں ترجمہ ملتا ہے اور دیکھو اس میں تمہارے لئے بھی سلامتی ہے۔ تم اس کی مخالفت کیوں کررہے ہو بلکہ اسلام کا دروازہ تو کھلا ہے ہر کافر کے لئے بھی اور دعوت عام ہے کہ جب بھی آجاؤ ساری خطائیں معاف کرکے تمہارے دل اللہ کے نور سے روشن کر دے گا۔ تو اس سے بڑی کیا بات ہے کہ اسلام نسل انسانیت کا دشمن نہیں خیر خواہ ہے' دوست ہے' محبت کرنے والا ہے اور اگر کوئی پچاس ساٹھ

اسی برس اسلام سے دور رہا' نافرمانی کرتا رہا' ایک لمحے میں واپس آئے تو اسلام اسے اپنی گود میں لے لیتا ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ اس طرف تو اسی سال سفر طے کیا اب واپس بھی اسی سال لگیں گے آنے میں بلکہ وہیں سے لے لیتا ہے۔ اور آن واحد میں صدیوں کے کفر' شرک کو دھو کر دل کو اللہ کے نام سے روشن کر دیتا ہے۔ اسلام سے ڈرنے والی بات نہیں ہے اسلام تو آب حیات ہے۔ اسلام ہی دراصل آبحیات ہے وہ جو سلطان باہو نے فرمایا تھا کہ

نام فقیر تنہاں دا باھو قبر جنہاں دی جیوے ہو

اسلام تو وہ اکسیر ہے کہ قبریں بھی زندہ رہتی ہیں وجود ہی نہیں اسلام تو وہ حیات آفریں آب حیات ہے کہ جس کے دل میں اتر جائے وجود ہی نہیں بلکہ اس کی قبر بھی زندہ رہتی ہے۔ مخالفت میں کالم لکھنے والوں کو' خبریں تراش کر لکھنے والوں کو' الزام لگانے والوں کو میں دعوت دیتا ہوں تجربے کے لئے آجاؤ یار دس دن ہمارے پاس رہ کر تو دیکھو۔ ہم تمہاری خدمت کریں گے' تمہیں کھانا دیں گے' اچھے بستر دیں گے' گرم پانی دیں گے وضو کے لئے' تمہارا جی چاہے نماز پڑھنا نہ جی چاہے نہ پڑھنا۔ اس ماحول میں رہ کر تو دیکھو دیکھتے ہیں تمہارا سر بھی جھکتا ہے کہ نہیں۔ ہم نہیں کہیں گے خود اللہ کی محبت تمہاری پیشانیوں کو اپنے دروازے پہ جھکا لے گی کیوں ڈرتے ہو اسلام سے۔ اسلام تمہارا بھی خیر خواہ ہے اسلام تمہیں بھی محبتیں دیتا ہے۔ اسلام کے دامن میں تمہارے لئے بھی بہاریں ہیں اور جنہیں ذکر الٰہی کا مزہ آ گیا اس کے مقابلے میں شراب کی حیثیت کیا ہے۔ میں یہ صرف بات نہیں کر رہا۔ یہاں ہزاروں شرابی ہیروئین کے عادی اور ایسے لوگ آئے جو سونے سے پہلے دس دس سگریٹ چرس کے نہ پیتے تو انہیں نیند نہیں آتی تھی۔ اللہ کے نام نے انہیں وہ لذت دی کہ دنیا کے سارے نشے بھول گئے اور ایک ہی نشہ باقی رہ گیا جو اللہ کے نام کا ہے۔ ارے تم شراب پی کر ہر چیز بھول جاتے ہو' خرافات بکتے ہو' یہاں اللہ کا نام یاد کر کے لوگ دو عالم کا نظارہ کرتے ہیں تم دنیا کی بات کرتے ہو۔ یہاں آخرت بھی منکشف ہو جاتی ہے تجلیات باری دیکھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے' بارگاہ رسالت پناہی ﷺ دیکھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ خدا کے لئے اپنی بہتری سوچو۔ ہم جب اللہ کا کام کر رہے ہیں اور الحمد للہ خلوص سے کر رہے ہیں تو ہمارے ساتھ اللہ کافی ہے ہمیں کسی کی حمایت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اس کا احسان ہے الحمد للہ آج تک کسی سے چندہ مانگا نہیں ہے اور جب تک زندہ ہیں اللہ اپنے سوا کسی سے مانگنے کی توفیق بھی نہ دے۔ نقشبندیہ اویسیہ نے اور الاخوان نے نہ کبھی چندے کے لئے رسید بک چھپوائی نہ کسی کو چندے کی اپیل کی نہ کسی اخبار میں شائع کرایا نہ کسی رسالے میں اور

**آپ سلامتی چاہتے ہیں تو وہ طرز حیات اپنانا پڑے گا جو اسلام نے دیا ہے۔ اس کے علاوہ کہیں سلامتی نہیں ہے**

الحمد للہ اللہ ہر ضرورت پوری کر رہا ہے' یہ اس کا احسان ہے۔ یہ واحد تنظیم ہے جس نے اپنے عہد کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کو اسی مسجد کے صحن میں یہ کہا تھا کہ آپ کی تشریف آوری کے ممنون ہیں لیکن ہمیں آپ سے چاہیے کچھ نہیں۔ اللہ کی بارگاہ موجود ہے اور اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے سے مانگتے شرم آتی ہے۔ اور یہ آن ریکارڈ ٹیپ پر اب بھی موجود ہے ضیاء الحق صاحب بھی ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے سامنے بات ہوئی اور اس نے اپنی تقریر میں تائید کی کہ مجھے دس سال ہو گئے ہیں ملک پر حکومت کرتے' میں جہاں گیا ہوں سب کی جھولی دراز دیکھی ہے سوائے اس ایک جگہ کے۔ اس لئے ہمارے خلاف پراپیگنڈہ کرو گے تو ہمارا کونسا چندہ رک جائے گا جب کہ ہم چندہ مانگتے ہی نہیں۔

اور اگر تمہیں تو یہ نصیب نہیں ہے تو پھر اور بھی لکھو ہر زبان میں لکھو تا کہ جہاں ہم آواز نہیں پہنچا سکتے تم وہاں ہماری بات ہمارے خلاف کر کے ہی پہنچا دو۔ لوگوں کو اللہ نے عقل دی ہے وہ خود دیکھ لیں گے کہ تمہاری بات میں صداقت کتنی ہے۔ میں یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ احباب کو اسلام مخالف لوگوں کے اس رویے سے گھبرانا نہیں چاہیے۔ اور مخالف سے کبھی محبت کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔ یہ حوصلے اللہ کے ہیں کہ جو نہیں مانتے ان کی پرورش بھی کرتا ہے یہ حوصلے رسول اللہ ﷺ کے ہیں کہ کفار کی جان و مال و آبرو کے تحفظ کا حکم بھی دیتے

ہیں۔اور یہ حوصلے اللہ کے بندوں کے ہوا کرتے ہیں کہ جو ان کی مخالفت بھی کرے اسے بھی دعا دیتے ہیں۔اس کے علاوہ کوئی چوتھا ایسا شخص نہیں ہے جو مخالف کے لئے بھی اچھا سوچے۔ لوگ تو اپنوں کے لئے بھی برا سوچتے ہیں مخالف کے لئے اچھا کون سوچتا ہے لہٰذا بات گھبرانے کی نہیں ہے بلکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ چند آدمیوں سے امریکہ کیوں خوف زدہ ہے مٹھی بھر افراد کے لئے برطانیہ کے اخبارات کے پیٹ میں کیوں مروڑ اٹھتا ہے۔یورپ کو کیا تکلیف ہو رہی ہے ہندوستان کیوں پریشان ہے اردو پنجابی انگریزی ریڈیو ٹی وی پر پروگرام پہ الاخوان اور اکرم اعوان کا چرچا ہو رہا ہے کہ ظلم کر رہے ہیں زیادتی کر رہے ہیں' کیا ہم ہندوستان میں نفاذ اسلام کا مطالبہ کر رہے ہیں۔گھر ہمارا' ملک ہمارا' زمین ہماری' فوج ہماری' حکومت ہماری' لوگ ہمارے' ہم اپنی بات کر رہے ہیں کہ یہاں یہ نظام ہونا چاہئے تمہیں تکلیف کیوں ہے؟ یہ لوگ پاگل نہیں ہیں' نہ امریکہ بے وقوف ہے نہ ہندوستان۔ہندوستان کو بھی یہ خبر ہے کہ اگر پاکستان اسلامی ریاست بن گیا تو صرف یہ ٹکڑا پاکستان نہیں ہوگا بلکہ خلیج بنگالہ تک سارا پاکستان ہی جائے گا۔برصغیر کو پھر ہندوستان کے نام سے کوئی نہیں جانے گا۔پھر ایک سرے سے دوسرے سرے تک اور ہمالہ سے سری لنکا تک سارا پاکستان ہی ہوگا۔وہ اس لئے چیخ رہا ہے مغرب اس لئے چیخ رہا ہے کہ دنیا میں ایک ریاست بھی ایسی وجود میں آگئی جہاں اللہ کا انصاف اور اللہ کے دین کا امن اور سکون اور اللہ کے نبی ﷺ کی محبت تقسیم ہوئی تو ان کے اپنے اتنے لوگ کلمہ پڑھ لیں گے کہ بیٹھی بٹھائی ریاستیں اسلامی ریاستوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔اب مزے کی بات یہ ہے کہ اس طوفان کو وہ ان چھچھوندروں سے رکوانا چاہتے ہیں جن کی روزی روز کے کالم پر ہے۔جن کی حیثیت یہ ہے کہ چند حروف لکھ کر شام کو کھانا کھاتے ہیں اگر اخبار ان کے کالم چھاپنا چھوڑ دیں تو نہ یہ مزدوری کے قابل ہیں اور نہ تجارت کی اہلیت رکھتے ہیں۔

ان کی حیثیت تو ان چھچھوندروں کی ہے جو کسی دکان کی بوریوں سے سوراخ کر کے اپنا پیٹ بھر لیتی ہیں یہ تو اخبار کے مالکان کے چھچھوندرے ہیں یہ ہمارے خلاف لکھیں گے تو کیا تیر چلائیں گے اور پھر صحافت کے پیشے میں سب چھچھوندرے تو نہیں ہیں ان میں شیر بھی ہیں۔اگر چھچھوندریں چیخیں گی تو کہیں کوئی شیر بھی دھاڑے گا۔اللہ کے سپاہی بھی ہیں' اللہ کے بندے بھی ہیں اور ایسے بھی ہیں جو روزی کے لئے کالم نہیں لکھتے جن کو سارے اخبار لکھنا چھاپنا چھوڑ دیں تو بھی وہ لکھتے رہیں گے' کہتے رہیں گے' بتاتے رہیں گے اور جن کے کالموں میں آج بھی ایک ایک حرف میں حق کی صدا گونجتی ہے۔ صحافت کے جنگل میں بھی صرف چھچھوندریں اور نیولے ہی نہیں ہیں صحافت کے جنگل میں شیر بھی بستے ہیں۔اس لئے احباب کو نہ پریشان ہونے کی ضرورت ہے نہ ان کا جواب دینے کی ضرورت ہے کہ جنگل کے گیدڑوں کو جنگل کے شیر خود ہی بھگا دیا کرتے ہیں کوئی انہیں مشورے دینے نہیں جاتا۔تو ہمیں ان کے کسی الزام' ان کے کسی بہتان یا ان کے کسی کالم کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے جہاں یہ گیدڑ چیخ رہے ہیں وہاں شیر بھی بستے ہیں ان کا حساب وہ کرلیں گے اللہ کریم کا ایک اپنا نظام ہے اور اس کے مطابق:

ہر فرعونے راموسیٰ

جہاں باطل سر اٹھاتا ہے وہاں کوئی حق بیان کرنے والا بھی وہ کھڑا کر دیتا ہے۔

ہاں میں یہ بات صاف کر دینا چاہتا ہوں کہ جو غلط فہمیاں یہ حکومت کو پیدا کر رہے ہیں حکمرانوں کو بھی چاہیے کہ وہ ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر غور تو کرلیں یہ تو پہچان لیں کہ ان کا دوست کون ہے اور دشمن کون ہے۔یہ وقتی طور پر اپنے مفادات کے حصول کے لئے چیخنے والے لوگ ان کے دوست ہیں یا ان کے دوست وہ ہیں جو انہیں وہ مشورہ دے رہے ہیں جس میں عام آدمی کی بھلائی بھی ہو' ملک کی سلامتی کی ضمانت بھی ہو' امن اور سکون کی ضمانت بھی ہو' عدل اور انصاف کی ضمانت بھی ہو اور جہاں یہ چیزیں جمع ہو جاتی ہیں وہاں حکومتوں اور حکمرانوں کو بھی دوام نصیب ہو جاتا ہے اور عرصہ دراز مل جاتا ہے۔

یاد رکھیں حکومت کے لئے دو طریقے ہوتے ہیں ایک طریقہ ظلم کا کہ لوگوں کو اتنا مجبور اور بے بس کر دیا جائے اتنا ڈرا دیا جائے کہ وہ آواز نہ اٹھا سکیں اور ان پر حکومت کی جائے یہ طریقہ اب بہت پرانا ہو چکا ہے اور اس موجودہ

www.naqshbandiaowaisiah.com



عہد میں اس پر عمل کرنا ممکن نہیں رہا۔ یہ میڈیا کا دور ہے اور بات دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتی ہے لہذا یہ ممکن نہیں رہا۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں پر حکومت کی جائے ان کی جان مال آبرو کا تحفظ' ان کے روزگار کے وسائل' ان کے بیماروں کا علاج' ان کے بچوں کی تعلیم اور ان کے ساتھ ایسی شفقت کی جائے کہ وہ حکمرانوں سے محبت کرنے لگیں اور ان کو دعائیں دینے لگیں۔ یہ کامیاب حکومت کا نسخہ ہے اور یہ کامیاب حکومت کا طریقہ ہے۔ جب ذرائع ابلاغ اس طرح نہیں تھے اور بات دنیا میں نہیں پھیلتی تھی تو اس عہد کی تاریخ بھی اٹھا لو جنہوں نے ظلم سے حکومت کی وہ خود بھی ظلماً مارے گئے۔ دوسروں پر ظلم ڈھانے والے آخر ایک دن خود بھی ظلم کا شکار ہو کر تباہ ہو گئے اور جنہوں نے عدل و انصاف مہیا کیا ان کی قبریں بھی لوگوں پر حکومت کر رہی ہیں۔ ان کے مزارات کا احترام بھی لوگوں کے دلوں میں باقی ہے۔ صلاح الدین ایوبی' محمود غزنوی' قطب الدین ایبک' شمس الدین التمش آج بھی جب ان کا نام آتا ہے تو لوگوں کے دل بھر آتے ہیں اور لوگوں کے دلوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔ ان کی قبر کو دیکھ لیں تو آج بھی احترام پیدا ہو جاتا ہے' ادب سے چلتے ہیں' ادب سے نام لیتے ہیں۔ چنگیز خان اور لینن کا نام تو ادب سے کوئی نہیں لیتا' ہٹلر کو تو محبت سے کوئی یاد نہیں کرتا۔ جنہوں نے بھی ظلم کی حکومت قائم کی وہ عبرت کا نشان بن گئے۔ اور جن حکمرانوں نے لوگوں کو اتنی سہولتیں دیں کہ لوگوں نے ان سے محبت کی میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی تو قبریں بھی حکومت کر رہی ہیں۔ وہی احترام وہی شاہی دبدبہ قبر کا بھی باقی ہے جو زندہ سلطان کا تھا۔ کیسی عجیب بات ہے۔ کتنے خوش نصیب بادشاہ تھے کہ جن کی قبروں کی زیارت کو لوگ جاتے ہیں صدیوں پہلے حکومت کر کے چلے گئے لیکن صدیوں بعد آنے والے لوگ بھی ان کی قبروں کی زیارت کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔

تو عدل و انصاف کی طرف لانا' اس کی راہیں بتانا' اس کے طریقے بتانا' اور اس قرض کی لعنت اور سود کی معیشت سے نکلنے کے لئے تعاون کرنا یہ حکومت کی مخالفت نہیں بلکہ یہی سب سے بڑی امداد ہے حکومت وقت کی جو اسے دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ فیصلے کرنا حکومت کا اور حکمرانوں کا کام ہے کہ ان کا دوست کون ہے اور دشمن کون ہے۔ بہر حال اپنی تو دعا یہ ہے کہ اے اللہ ان لوگوں کو بھی ہدایت نصیب فرما دے جو تیرے دین کی مخالفت کر رہے ہیں اور جو اسلام سے ڈر رہے ہیں انہیں اسلام کا تعارف سکھا دے۔ انہیں بھی اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت عطا کر دے' حکمرانوں کو بھی چشم بصیرت عطا کر اور ایک بات جو میں تقریباً ہر بار دہراتا ہوں میں آج بھی دہرا رہا ہوں کہ میرا صرف یقین نہیں میرا ایمان ہے' انشاء اللہ یہ ملک قائم رہے گا اور اس پر اسلام کی حکومت قائم ہوگی۔ یہ کشمیر کے جھگڑے' یہ مسلم کش فسادات ہندوستان کے یہ سب ختم ہو جائیں گے اور دوسرے سرے تک ہانگ کانگ اور برما تک اسلامی ریاست جائے گی اور یہ سارا پاکستان ہوگا انشاء اللہ العزیز اور اس پر قرآن و سنت کی حکومت ہوگی آج نہ سہی کل سہی اللہ کے ہاں دن اور راتیں بڑی ہیں ہمارے دن اور راتیں چھوٹی ہیں۔ ہم چھوٹے لوگ ہیں چھوٹے چھوٹے لوگوں کی چھوٹی چھوٹی باتیں چھوٹے چھوٹے دن اور چھوٹی چھوٹی راتیں۔

ان یوما عند ربک کالف سنته مما تعدون تمہارے ایک ہزار سال گزرتے ہیں تو آسمان پر ایک دن گزرتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام جب دنیا سے اٹھائے گئے دنیا میں دو ہزار سال گزر گئے وہاں دو دن گزر رہے ہوں گے ان کی عمر میں کوئی فرق نہیں پڑا اس عمر میں دو دن بعد یا چار دن بعد زمین پہ آ جائیں گے یہاں دو ہزار سال گزر گئے ہیں۔ تو یہ تو اللہ جانے کہ اپنے دن کے حساب سے کس دن وہ یہ نعمت اس وطن کو عطا کرے گا لیکن میں ہر دعا میں یہ دعا ضرور کیا کرتا ہوں کہ اے اللہ تیری تو ہر چیز محتاج ہے ہم خود محتاج اور مجبور اور بے کس قبر کے دہانے پر کھڑے ہیں رات اور دن' اتنی مہربانی فرما کہ ہماری گنہگار آنکھوں کو نفاذ اسلام کی سعادت دیکھنے کی قوت اور وقت اور مہلت عطا فرما اور ہمارے ہوتے ہوئے اس ملک پر اسلام نافذ فرما کہ اس کی برکات ہم بھی دیکھیں۔ حکومت اگر اپنا وعدہ پورا کرے اور اللہ کرے ضرور پورا کرے یکم جولائی سے صرف سود ختم کر کے دیکھ لو انشاء اللہ زمین اپنے خزانوں کے منہ کھول دے

www.naqshbandiaowaisiah.com



گی' آسمان سے ابر رحمت برسنا شروع ہو جائے گا۔ یہ کر کے بھی دیکھو یار۔ جیسا اعلان کیا ہے حکومت نے کہ نیا سال' نیا مالی سال سود کے خاتمے سے شروع ہوگا دعا کیا کرو کہ اللہ حکومت کو اس میں کامیابی دے اور اس پر قائم رکھے۔ ایک عمل کا نتیجہ ہی دیکھ لینا یار' سارے ازم آزمائے' سوشل ازم آزمایا' صدارتی نظام آزمایا' مغربی جمہوریت آزمائی۔ دنیا کے کون کون سے بکھیڑے ہیں جو آپ نے نہیں آزمائے' اسلام کو کم از کم آزما کر ہی دیکھ لو۔ اسی ایک پر عمل کر کے دیکھو انشا۔اللہ زمین بھی اپنے خزانے اگل دے گی اور آسمان سے بھی ابر رحمت آپ پر برسے گا۔ یہ اس کا کرم ہے کہ برکت ہوتی ہے اللہ کے نام کی اللہ کے دین کی رزق حلال کی۔

اللہ کریم توفیق دے اور یہ بھی اس کا احسان ہے کہ ہماری آواز میں اس نے اتنی قوت پیدا کی کہ خلاف اسلام کوئی دنیا کے جس کونے میں بھی ہے اس کی چیخ تو نکل گئی۔ یہ بھی اللہ کا احسان ہے' یہ جو خلاف لکھ رہے ہیں یہ گھبرانے کی بات نہیں ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہم نے انہیں بے مزہ تو کر ہی دیا ہے۔ یہ بے سوادے ہو کر چلا رہے ہیں۔ اللہ کرے انہیں بھی ہدایت نصیب ہو جائے اور اگر ہدایت نہیں پائیں گے تو یہ قرآن کریم کو پھر پڑھ لیں۔

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا حق آیا اور باطل چلا گیا رخصت ہوا اس لئے کہ باطل کے مقدر میں تباہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ اللہ انہیں ہدایت دے دے یہ واپس آ جائیں نہیں آئیں گے تو تباہی مقدر بن جائے گا باطل کی حمایت میں کوئی شخص باقی نہیں رہے گا۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین

## سالانہ اجتماع عام۔ دار العرفان منارہ ۔ چکوال

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دار العرفان ۔ منارہ ۔ میں 12 جولائی 2001ء بروز جمعرات سے

# سالانہ اجتماع

## شروع ہو رہا ھے

اجتماع 12 اگست 2001ء بروز اتوار تک جاری رہے گا

**قارئین کرام زیادہ سے زیادہ شرکت فرما کر فیضیاب ہوں**

www.naqshbandiaowaisiah.com

# دوسو کروڑ مسلمان اور اسلام

دہشت گردی تاریکی ہے' دہشت وخون تاریکی ہے' بے گناہ لوگوں کی قتل و غارت گری یہ ظلمت ہے اور قرآن وسنت کا نظام عدل شمع ہے' نور ہے' روشنی ہے۔ اس ملک والو اور اللہ کے دین کا قرآن وسنت کا نظام عدل دیجئے دہشت گردی ختم ہوجائے گی۔ اور اگر نہیں دیں گے تو آپ کے جلسے چند لوگوں کو چاہے پلاٹ پر ختم ہوجائیں گے اور خطرہ یہ ہوگا کہ آپ کے جلسوں میں جانے والے لوگ بھی سلامت گھر پہنچتے ہیں کہ نہیں

خطاب امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 19-01-2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایتہ زادتہم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون الذین یقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون اولیک ھم المومن حقا لھم درجت عند ربھم ومغفرہ و رزق کریم

کسی بھی چیز کا دعویٰ کرنا ایک بات ہے اور اس دعوے کو ثابت کرنا اس سے الگ دوسری بات ہے جو ضروری ہوتی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے الحمدللہ کہ ہم مومن ہیں ہم مسلمان ہیں ہم ایمان رکھتے ہیں۔ یہ دعویٰ ہے اب اسے ثابت کرنا اللہ کے نزدیک کون مومن ہے' قرآن حکیم کسے مومن تسلیم کرتا ہے' اللہ کے دیئے ہوئے اصول کس کو ایماندار مانتے ہیں۔ یہاں اس پر بات ہو رہی ہے سورۃ الانفال کی نویں پارے کی آیت ہے اللہ کریم فرماتے ہیں۔

یقینی بات ہے ایمان والے لوگ وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر آئے وجلت قلوبھم تو ان کے دل اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ لرز جاتے ہیں۔ واذا تلیت علیھم ایتہ اور جب انہیں اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جائیں۔ زادتھم ایمانا ان کے یقین میں اضافہ ہوتا ہے۔ وعلی ربھم یتوکلون۔ اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

الذین یقیمون الصلوۃ جو اللہ کی عبادت کے قائم کرنے والے ہوتے ہیں۔ قائم کرنا عبادات کا یہ صرف عبادت کرنا نہیں ہوتا بلکہ عبادات الٰہیہ کا قیام یہ ہوتا ہے کہ ایسا ماحول پیدا کر دیا جائے کہ جو لوگ اس سے محروم ہیں انہیں بھی عبادت کا شوق پیدا ہو اور دوسرے لوگ بھی اللہ کی عبادت میں مصروف ہوں۔ ومما رزقنھم ینفقون۔ اور جو نعمتیں اللہ نے انہیں دی ہیں انہیں اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ کسی کے پاس علم ہے' کسی کے پاس طاقت ہے' کسی کے پاس اقتدار ہے یہ سب اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں اور انفاق ہوتا ہے ان اشیاء کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرنا' گویا پانچ باتیں ہیں۔

جب اللہ کا ذکر آئے تو ان کا صرف دماغ نہیں سمجھتا بلکہ دل میں بھی گھنٹیاں بجنے لگتی ہیں اور ان کے قلوب لرز اٹھتے ہیں عظمت الٰہی سے اور جب اللہ کی کتاب' اللہ کی آیت ان کے سامنے تلاوت کی جائیں تو ان کے یقین اور ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ کہ اللہ کے احکام پر عمل کرتے وقت کسی غیر اللہ سے نہیں ڈرتے اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ وہ ہماری حفاظت بھی کر سکتا ہے اور وہ ہمارا مالک بھی ہے جب ہم اس کی اطاعت کر رہے ہیں تو کوئی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور ان لوگوں میں ایک اور وصف ہوتا ہے' ایسا ماحول پیدا کر دیتے ہیں کہ جو بھی ان سے متعلق ہوتا ہے اسے عبادت الٰہی کی توفیق ارزاں ہوتی جاتی ہے۔ یقیمون الصلوۃ۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ عبادت کرنا اور بات ہے اور عبادات کو قائم کرنا اور بات ہے اور پانچواں وصف یہ ہوتا ہے کہ اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں' اقتدار دیا ہے' قوت دی ہے' حکومت دی ہے' سلطنت دی ہے' ریاست دی ہے یا دولت دی ہے' علم دیا ہے ان تمام نعمتوں کو اللہ کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں فرمایا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



اولٰئک ھم المؤمنون حقا۔
جن لوگوں میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں حقیقی مومن وہ ہیں۔ لھم درجت عند ربھم ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس بڑے بلند درجات ہیں۔ ومغفرۃ اور بحیثیت انسان جو کمی یا کوتاہی اپنی کوشش کے باوجود رہ جاتی ہے' غلطی ہو جاتی ہے اس کے لئے اللہ کی بخشش کافی ہے' ان کے لئے بخشش ہے اللہ کی۔ ورزق کریم اور بہت بے انتہا خوبصورت اور عظیم نعمتیں ہیں ان کے لئے۔

اب عالم یہ ہے کہ اس وقت روئے زمین پر سب سے بڑی قوم مسلمان ہے۔ اقوام عالم کی آبادی کم و بیش چھ سو کروڑ کے لگ بھگ ہے یعنی چھ ارب کے لگ بھگ ہے۔ جس میں دو سو کروڑ یا دو ارب مسلمان ہیں اور چار ارب میں دنیا کی ایک سو بائیس قومیں ہیں یعنی دنیا کی ایک سو بائیس قومیں مل کر چار سو کروڑ یا چار ارب بنتی ہیں اور صرف مسلمان جو روئے زمین پر ہیں یہ دو ارب یا دو سو کروڑ بنتے ہیں گویا پوری دنیا کی آبادی کا ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے۔ اگر دنیا کی ساری آبادی کو ایک پلیٹ فارم پر لایا جائے تو ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے۔ عالم یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس چھپن کے قریب خود مختار حکومتیں ہیں اور کتنی عجیب بات ہے کہ چھپن ریاستوں پر کافروں کا نظام مسلط ہے۔ چھپن ریاستوں میں سود چلتا ہے بنیادی طور پر معاشی نظام میں سود وہ لعنت ہے جسے اسلام نے اتنی شدت سے ختم کیا تھا۔ ظہور اسلام کے وقت روئے زمین پر سود ہی مسلط تھا اور سود خوروں کا ہی قبضہ تھا اللہ کریم نے اسے صرف حرام قرار نہیں دیا بلکہ فرما دیا کہ اس کے بعد جو سودی کاروبار کرے گا' جو سود کھائے گا' سود لے گا یا سود دے گا' سود کے کاروبار سے باز نہیں آئے گا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ تو اسے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ یعنی سود کھانا' سود لینا' سود دینا' سودی بزنس' سودی کاروبار' اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلان جنگ ہے۔ اور ایسا وقت آ گیا

**مسلمانوں کے پاس چھپن کے قریب خود مختار حکومتیں ھیں اور کتنی عجیب بات ھے کہ چھپن ریاستوں پر کافروں کا نظام مسلط ھے**

ہے' اس حال سے ہم دوچار ہیں کہ دنیا کی چھپن مسلمان ریاستوں کا نظام سودی ہے۔ عرب میں جہاں حرمین شریفین ہیں' جہاں بیت اللہ شریف ہے' جہاں روضہ اطہر ہے' دو چار حدود تو رائج ہیں لیکن سارا معاشی نظام ان کا بھی سود پر ہے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک شخص بڑے دور سے آئے گا' بڑا لمبا سفر کرے گا' لباس پھٹ جائے گا' چہرہ گرد آلود ہو گا' بال پریشان ہوں گے' سفر کی صعوبتیں اور مشکلات سے اور بڑے درد سے اپنے رب کو پکارے گا بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے' اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں' لبیک اللھم لبیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اسے جواب نہیں دیا جائے گا۔ اللہ اس کی پکار سنے گا نہیں۔ اس کی پرواہ نہیں فرمائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ اس کا کھانا حرام کا ہو گا' اس کے لباس میں حرام ہو گا' اس کے وجود کے گوشت میں حرام ہو گا' اس کے کسی درد کو اللہ محسوس نہیں کرے گا۔ اس کے دکھ کو نہیں سنے گا۔ یہ تو اس کی بات ہے جس نے شاید چوری کا حرام کھا لیا کوئی اور کسی طرح سے حرام کھا لیا۔

اب سب حراموں میں شدید حرام کھانے کی چیزوں میں خنزیر ہے جس کی اصل میں حرام ہے۔ خنزیر ایسا حرام ہے کہ اس کی اصل میں حرام ہے۔ اس کی ہڈی' اس کی کھال' اس کا چمڑہ' اس کا گوشت' اس کا خون سب حرام ہے۔ اجرت پر خنزیر چرانا حرام ہے' کوئی گاڑی والا کسی دوسرے کے خنزیر کرائے پر لاد کر لے جاتا ہے تو کرایہ لینا حرام ہے' یعنی اس کی اصل میں حرام ہے' جہاں بھی وہ آئے گا وہاں حرمت آ جائے گی۔ اب اگر کوئی ٹرک پر لاد کر لے گیا تو اس کا اس سے کیا تعلق ہے۔ اس نے تو اپنی مزدوری کی' کرایہ لے لیا لیکن اگر خنزیر لاد کر لے جاتا ہے اور کرایہ لے گا تو وہ کرایہ اس کے لئے حرام ہے۔ پھر سود ایسا حرام ہے کہ جس کی اصل میں حرام ہے۔ سود دینے والا اتنا ہی گنہگار ہے جتنا سود لینے والا گنہگار ہے اور جو پاس بیٹھا ہوا فارم لکھ دیتا ہے یا ان کا معاہدہ لکھتا ہے وہ بھی اتنا ہی گنہگار ہے۔ جو اس پر گواہی ڈالتا ہے گنہگار وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com



بھی اتنا ہی ہے۔اس کی اصل میں حرمت ہے۔

آپ نے دیکھا آج کل لوگ پہلے سے زیادہ حج پر جاتے ہیں۔اس لئے کہ وسائل بڑھ گئے ہیں' آنا جانا آسان ہوگیا ہے۔ مجھے یاد ہے جب 74ء میں ہم مکہ مکرمہ تھے تو رات ایک ڈیڑھ بجے کے بعد جب ہم حرم جاتے تھے تو آٹھ دس بارہ بندے ہوتے تھے اور حجر اسود کو بوسہ دینا بھی آسان ہوتا تھا اور طواف بھی آسان ہوتا تھا اور 80ء تک طواف کی جگہ محدود رہی۔ ایک سرکل بنا ہوا تھا اس کے باہر لائیٹیں وائیٹیں لگی ہوئی تھیں اور باقی سارا مسجد کے اندر اور بیت اللہ کے درمیان جو علاقہ ہے اس میں راستے بنے ہوئے تھے لیکن کنکریاں پڑی ہوئی ہوتی تھیں' اتنے لوگ نہیں ہوتے تھے کہ اس مطاف سے باہر نکلنا پڑے۔اب یہ عالم ہے کہ جب طواف ہوتا ہے تو سارا صحن بھر جاتا ہے' انڈر گراؤنڈ ایک منزل ہے وہ بھر جاتی ہے' پہلی منزل بھر جاتی ہے' دوسری منزل بھر جاتی ہے اور دوسری کی چھت پر بھی لوگ طواف کر رہے ہوتے ہیں۔اور اب دو سال سے یہ عالم ہے کہ بیت اللہ کے باہر جو سڑک گرداگرد گھومتی ہے اتنا رش ہو جاتا ہے کہ چھت پر بھی لوگ پورے نہیں ہوتے اس باہر والی سڑک پر طواف کا چکر لگا رہے ہوتے ہیں۔ اتنے حاجی ہر سال پاکستان سے بھی جاتے ہیں۔تو کیا نمونے کے طور پر کوئی چند حاجی پیش کیے جا سکتے ہیں جن کا مزاج بدل گیا ہو' وہ نیک ہو گئے ہوں' جن کا کردار بدل گیا ہو' جنہوں نے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا ہو' جو کاروبار میں دیانت دار ہو گئے ہوں' جن کو مل کر یا جن سے معاملہ کر کے یہ سمجھ آئے کہ یہ بندہ حج پر جانے سے پہلے کچھ اور تھا' حج کر کے آیا ہے تو یہ دوسرا بندہ ہے۔کوئی ایسی مثال آپ پیش کر سکتے ہیں۔حج معمولی عبادت نہیں ہے۔اللہ نے اس بندے پر جس کے پاس آنے جانے کے وسائل ہوں زندگی میں ایک حج فرض کیا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ حج پر جانے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح وہ آج دنیا میں پیدا ہو۔جس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اسے نیا گناہ کرنے سے ڈر لگتا ہے۔گناہ کی معافی کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ

**گداگر کبھی خوش حال نہیں ہوتا۔خوش حالی اور گداگری کا آپس میں کوئی تعلق نہیں**

بندے کو مزید گناہ کرنے سے ڈر آتا ہے۔ یہ بالکل ایسا ہوتا ہے جیسے کوئی گہرا زخم ہو اور جب وہ مندمل ہو جائے' نئی جلد پیدا ہو جائے تو اس پر ذرا سی بھی انگلی لگے تو درد زیادہ ہوتا ہے' زیادہ حساس ہوتی ہے' اسی طرح جب گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو دل کا عالم یہ ہوتا ہے کہ وہ نئے گناہ کا بوجھ سہارنے کو تیار نہیں ہوتا۔ ایسا حاجی پیش کرنا تو شاید ممکن ہی نہ ہو۔تو کیا یہ حج نہیں کرتے؟ کرتے ہیں۔زم زم پیتے ہیں' طواف کرتے ہیں' حرم بیت اللہ میں نمازیں پڑھتے ہیں تو پھر تبدیلی ان میں کیوں نہیں آتی۔سود خوروں اور حرام کھانے والوں کے وجود پر اور ان کے دل پر اثر نہیں ہوتا۔ یہاں جو حج کے لئے پیسے جمع کرا دیتے ہیں جن بنکوں میں وہ ہوتے ہیں ان پر بھی حکومت سود لیتی رہتی ہے آٹھ مہینے۔ جو حاجی جمع کرا دیتے ہیں۔ اس لئے حج سے بھی ہماری صحت پر اثر کوئی نہیں پڑتا۔ پکنک ہو جاتی ہے' سیر سپاٹا ہو جاتا ہے چل پھر کے آجاتے ہیں لیکن وہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔

ہم مجبور و بے بس نمازیں تو پڑھے جا رہے ہیں لیکن یہ جو میرے آپ کی مسجد میں جانماز پڑے ہیں بنتے یہ بھی وہیں ہیں جہاں سودی کاروبار ہے۔ ہماری ملیں' ہمارے کارخانے' ہمارا سوت' ہمارا دھاگہ' ہمارا کپڑا سب سود پہ چلتا ہے۔ہم مرنے والے کو جو کفن پہناتے ہیں سود کی تاریں اس میں موجود ہوتی ہیں' جس کے لئے ہم دعا کر رہے ہوتے ہیں کہ اللہ اسے جنت میں پہنچا دے' سود سمیت۔

تو کیا یہ دو سو کروڑ یا دو ارب مسلمان اتنے بے بس ہیں' اتنے مجبور ہیں؟ اللہ کریم فرماتے ہیں مجھ پر اعتماد کرلو۔امریکہ سے ڈرتے ہیں' مغرب سے ڈرتے ہیں' برطانیہ سے ڈرتے ہیں' ہندوستان سے ڈرتے ہیں' چین کی دوستی نہ ٹوٹ جائے' جاپان نہ روٹھ جائے' یہاں میرے پاس اگلے دن ایک دانشور بیٹھا ہوا تھا میں ان کی سوچ پر حیران ہوتا ہوں اوجی یہ کام ہو جائے تو پاکستان کو پہلے جو امداد ملتی تھی' خیرات ملتی تھی' اتنے ارب اس میں اتنے ارب اور اضافہ ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com



جائے گا اور ہم بڑے خوش حال ہو جائیں گے۔ میں نے کہا' جی گداگر کبھی خوش حال نہیں ہوتا۔ خوش حالی اور گداگری کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ آپ نے یہاں دیکھے نہیں ساری عمر جو گدا کرتے ہیں ان میں کسی کو رئیس بنتے دیکھا ہے۔ آپ گدا پر عمارتیں تعمیر کرنے کے خواب نہ دیکھا کریں۔ یہ جتنے خانہ بدوش یہاں آتے ہیں ان کی کتنی پشتیں گزر گئی ہیں گدا کرتے اور کونسا دروازہ ہے جس پر انہوں نے نہیں مانگا اور کیا چیز ہے جو یہ نہیں مانگتے۔ پیسہ' دھیلا' آٹا' دانا' کپڑا' جوتا' نیا' پرانا۔ صبح اٹھ کر گدا کے لئے نکل جاتے ہیں' سارا دن مانگتے ہیں' ان میں سے آپ نے کسی کو خوشحال ہوتے دیکھا ہے؟ اسی لئے کہ گدا سے کوئی خوشحال نہیں ہوتا اور گداگر کے پاس اگر دولت جمع بھی ہو جائے تو اللہ اسے استعمال کی توفیق نہیں دیتا۔ وہ رہتا گداگر اور بے حال ہی ہے۔ یہ عام گداگر ہیں' کچھ ایسے گداگر ہیں پروفیشنل جو بڑے باعزت بارعب ہیں اربوں روپے انہوں نے چندوں میں جمع کر لیے لیکن پھر بھی کہتے ہیں یار کچھ دے دو ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ بات وہیں رہتی ہے۔ اگر ان کے پاس کروڑوں روپے بھی ہیں پھر بھی انہوں نے ہاتھ پھیلایا ہوا ہوتا ہے اور کسی کو اگر جوں لڑ جائے نا جلسے میں بیٹھے پہلو کو ہاتھ لگائے تو اس کی نظر اس پر ٹک جاتی ہے کہ شاید کچھ جیب سے نکال رہا ہے پھر ان کروڑوں پیسوں کا کیا فائدہ۔ یعنی وہ کروڑوں رکھنے کا کیا فائدہ۔ اس لئے گداگری اور خوشحالی دو مختلف چیزیں ہیں۔ خوشحالی یہ ہوتی ہے کہ اللہ سے اس طرح حاصل کیا جائے جس طرح حاصل کرنے کے طریقے اس نے بتائے ہیں۔ اللہ سے رزق حلال طلب کیا جائے' محنت سے مزدوری سے کام کاج سے' تجارت سے' ملازمت سے' جائز وسائل سے۔ رزق حلال تلاش کیا جائے تو خوشحالی آتی ہے۔

سود حرام کر دیا محمد رسول اللہ ﷺ نے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ اسلامی ریاست کا سارا نظام تجارت اور ساری معیشت دنیا سے کٹ کر الگ ہوگئی اور اسلامی ریاست کیا تھی چند

**لوگوں کو عدل نصیب نہیں ہے جہاں ظلم ہوتا ہے وہاں امن کیسے ہوگا**

ہزار نفوس قدسیہ تھے مدینہ منورہ کی ریاست قائم تھی اور پھر مکہ مکرمہ فتح ہوگیا چلو کچھ ہزار اور مل گئے یا زیادہ سے زیادہ جزیرہ نمائے عرب تھا۔ اب بین الاقوامی ریاستوں میں جزیرہ نمائے عرب کی کیا حیثیت تھی۔ جب آپ ﷺ نے سود حرام فرمایا آپ ﷺ نے فرمایا آج کے دن سارے سود ختم کر دیئے ہیں میں نے۔ کوئی کسی سے سود کا مطالبہ نہیں کر سکے گا۔ اپنی اصل رقم کا وہ حق دار ہے' حاصل کر سکے گا۔ عالم یہ تھا کہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں ایک مہمان آ گیا کاشانہ نبوی ﷺ پہ اللہ کا نام ہی تھا کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر عزیز میں کبھی خانہ اقدس پر دو وقت کا کھانا نہیں بنا۔ کوئی ایک دن ایسا نہیں ہے سیرت نبوی ﷺ میں کہ دو وقت کا کھانا کاشانہ نبوی ﷺ پہ موجود ہو۔ اور حضرت عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ایک چاند طلوع ہوتا تھا پھر وہ گزر جاتا تھا اور کاشانہ نبوی ﷺ پر آگ نہیں جلائی جاتی تھی۔ اس لئے کہ پکانے کو کچھ ہوتا ہی نہیں تھا۔ عرض کیا گیا تو پھر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت اور اہل خانہ کس طرح گزارا کرتے تھے؟ فرمایا ! کبھی ہدیے میں دودھ آ گیا اس پر رات بسر ہوگئی' کبھی کھجوریں مل گئیں وہ کھالیں تو اس طرح سے دو دو مہینے گزر جاتے تھے۔ اس رات بھی کوئی ایسا عالم تھا آپ ﷺ نے فرمایا ایک مہمان ہے۔ صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ساتھ لے جاتا ہوں میرے پاس کھانا ہے۔ اب وہ دو میاں بیوی تھے اور ان کے پاس ایک بندے کا کھانا تھا کہ آدھا آدھا کھا لیں گے۔ مسجد نبوی ﷺ سے مہمان کو بھی ساتھ لے گیا۔ بیوی سے کہا چراغ تو گھر میں ویسے ہی نہیں ہے' ایسا کرتے ہیں مہمان کے ساتھ کھانے پہ بیٹھ جاتے ہیں ہم صرف کھانے کے اس برتن کو ہاتھ لگا کر منہ کی طرف لے جائیں گے اور منہ ہلاتے رہیں گے' کھائیں گے کچھ نہیں اور اس کا پیٹ بھر جائے گا۔ جس بات کے لئے اللہ نے ان کی تعریف فرمائی اور قرآن میں یہ آیت نازل ہوئی۔

الذین یوثرون علی انفسھم

کیسے عجیب لوگ ہیں بھوکے رہ کر دوسروں کا پیٹ پال رہے ہیں۔

یہ معاشی حالت تھی اسلامی ریاست

ں اور حرمت سود کا حکم آ گیا اور نافذ ہو گیا تو موجودہ سوچ کے مطابق وہ ریاست تو ختم ہو جانی چاہیے تھی' لوگوں کو مر جانا چاہیے تھا' بین الاقوامی معاشی نظام سے تو وہ کٹ گئے لیکن تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہ ریاست پھلی پھولی بڑھی اور معلوم دنیا کے تین حصوں سے اس نے سود ختم کر کے اسلامی معاشی نظام رائج کر دیا اور جہاں تک اس کی سرحدیں گئیں خوشحال قدم چومتی چلی گئی۔ وہیں مدینہ تھا جہاں لوگ بھوکے سوتے تھے اور وہی مدینہ منورہ تھا جہاں قیصر و کسریٰ کے تاج اور ان کے سونے اور چاندی کے تخت چھینیوں اور ہتھوڑوں سے توڑ کر غرباء میں بانٹ دیئے گئے گلیوں میں دھکے کھاتی تھی دولت۔ اس لئے کہ انہیں اپنے رب پہ بھروسہ تھا اور وہ مومن تھے۔ ہمیں خطرہ ہے ہم اسلام نافذ کریں گے' مغرب ناراض ہو جائے گا۔ نہیں کریں گے تو اللہ ناراض ہو گا' اللہ کا حبیب ﷺ ناراض ہو گا تو وہ خیر ہے اللہ کیا کرے گا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہمیں کیا کام ہے' مغرب والوں سے ہم نے گدا گر کے کھانا ہے۔ بھئی دیتا مغرب تمہیں کیا ہے؟ یہ پرانے کپڑے جو آپ کے لنڈا بازاروں میں بکتے ہیں اور جن میں ایڈز کا وائرس آتا ہے۔ او ظالمو! تم ان کے پرانے غلیظ کپڑے استعمال کر کے ایڈز جیسی لعنت میں مبتلا ہونا قبول کر لیتے ہو۔ دنیا میں ایڈز کس نے پھیلایا انہی بدمعاشوں نے اور ان کے پرانے کپڑوں نے اور پھر تمہیں وہ دیتے ہیں ایڈ مدد کے نام پر جس پر کئی گنا سود ہوتا ہے اور ایسے بدمعاش ہیں کہ اگر سو روپیہ دینا ہے بیس روپے سود ہے تو اسی دیتے ہیں کہتے ہیں پہلی قسط تو کاٹ لی۔ جس طرح آج کل ہمارے یہ جو منی سود خور ہیں یہاں جو چھوٹے چھوٹے سود کے گھروندے بن گئے ہیں یہ بھی ایسے بدمعاش ہیں کہ جسے سود لینا ہوا سے اسی دیتے ہیں کہ بیس تو کٹ گئے۔ یہ بھی امریکہ سے درآمد ہوا ہے یہودیوں سے درآمد ہوا ہے۔ اس حد تک چلا کہ اوپر سے چل کر سرکاری نظام سے ہوتا ہوا اب یہاں پیڑے پر بھی کسی کو کسی سے کام پڑ جائے تو وہ سود کی بات کرتا ہے۔ اب اس عالم میں روزے بھی رکھتے ہیں' دعائیں بھی مانگتے ہیں'

**جو اسلامی نظام نہیں چاہتے وہ اعلان کریں کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے**

عبادتیں بھی کرتے ہیں اور شکوہ بھی ہے ہمیں اللہ کریم سے کہ مسلمانوں پہ تو بڑی رحمتیں ہوتی تھیں' ہم پہ رحمت ہی نہیں کرتا اللہ۔ تو دو میں سے ایک بات جو ہے وہ بے اثر ہو گی۔ ہمیں فیصلہ کرنا ہو گا۔

یہی بات میں نے حکومت کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ یا تو اسلام کو چھوڑ و سیکولر سٹیٹ کا اعلان کر دو کہ ہمارا دین سے کوئی تعلق نہیں جھگڑا ختم ہو جائے' امریکہ ہی کا حصہ بن جاؤ' ضم ہو جاؤ اس میں' تم بھی موج کرو جس طرح وہ کر رہے ہیں۔ آخرت میں جب جائیں گے ہر ایک کا حساب ہو جائے گا اور اگر تمہیں اقرار ہے یہ اسلامی ریاست ہے تو اسلام کہاں ہے؟ اگر ریاست اسلامی ہے تو نہیں اسلام بھی تو نظر آنا چاہیے۔

الحمدللہ اعلان تو کیا ہے حکومت نے کہ جی یکم جولائی سے سودی کاروبار ختم ہو جائے گا بنکوں میں بھی سود بند ہو جائے گا اور جو لوگ یہ ذاتی طور پر سود لیتے اور دیتے ہیں ان کو بھی سات سال قید بامشقت اور تیس کوڑے بھی کھانے پڑیں گے۔ میں بڑے خلوص سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ حکومت کو اس پر قائم رکھے اور اسے نافذ کرنے کی توفیق دے۔ اگر صرف یہ ایک سود کی لعنت ختم ہو جائے تو اتنی برکات ہوں کہ آسمان سے بھی رزق کے دروازے کھل جائیں اور زمین بھی اپنا سینہ کھول کر رکھ دے۔ اگر یہ لعنت جو سود کی ہے یہ ایک ختم ہو جائے تو اللہ رزق حلال کھانے والوں کو ایمان و یقین کی توفیق بھی دے دے' سجدوں میں لذت بھی پیدا کر دے' حج بھی قبول ہونے لگ جائیں اور خوشحالی بھی نصیب ہو' قتل و غارت گری سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ ہمارے حکمران علماء کا اجلاس بلاتے ہیں کہ شیعہ سنی دیوبندی بریلوی اکٹھے ہو جاؤ۔ بھئی' سارے مل کر امن قائم کریں۔ سارے مل کر امن قائم کیسے کریں گے۔ جن لوگوں کو عدل نصیب نہیں ہے جہاں ظلم ہوتا ہے وہاں امن کیسے ہو گا۔

آپ کی عدالتیں امیروں کے لئے کچھ اور ہیں غریبوں کے لئے کچھ اور ہیں۔ آپ کا عدالتی قانون انگریز کا بنایا ہوا ہے' خدا اور خدا کے رسول ﷺ کے قانون کو آپ نے نظر انداز کیا

ہوا ہے۔ قرآن وسنت اور اسلام عدل ہے اور اسلام کے خلاف ہر فیصلہ ظلم ہے۔ اگر ہم قرآن و سنت کو صحیح مانتے ہیں تو قرآن وسنت کے خلاف سارا نظام ظلم ہے اور ظلم سے امن قائم ہوتا ہے؟ اللہ کریم فرماتے ہیں قصاص میں قوموں کی حیات ہے۔

ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب اگر تم میں کچھ شعور ہے تو جرم و سزا کا جو بھی اسلامی نظام ہے اس میں قوموں کی زندگی ہے' حیات ہے' جلسوں سے یہ ختم نہیں ہوگا۔ قوم کو عدل دیجئے' عدل اسلامی دیجئے' خدا اور خدا کے رسول ﷺ کا قانون دیجئے' قرآن و سنت کا قانون دیجئے۔ عدل ہوگا تو فساد ختم ہو جائے گا' ظلم مٹ جائے گا۔ اندھیرے دور کرنے کے لئے بہت سے لوگوں کو اکٹھا بٹھا لیا جائے تو اندھیرا چھٹ نہیں جاتا۔ ایک شمع روشن کر دی جائے تو اندھیرا چھٹ جاتا ہے۔ ظلم تاریکی ہے' دہشت گردی تاریکی ہے' کشت و خون تاریکی ہے' بے گناہ لوگوں کی قتل و غارت گری یہ ظلمت ہے اور قرآن وسنت کا نظام عدل شمع ہے' نور ہے' روشنی ہے۔ اس ملک کو اللہ اور اللہ کے دین کا قرآن وسنت کا نظام عدل دیجئے دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ اور اگر نہیں دیں گے تو آپ کے جلسے چند لوگوں کو چائے پلانے پر ختم ہو جائیں گے اور خطرہ یہ ہوگا کہ آپ کے جلسوں میں جانے والے لوگ بھی بہ سلامت گھر پہنچتے ہیں کہ نہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جو دوسروں کے امن کی کوشش کرنے کے لئے جلسوں میں جاتے ہیں خود خیریت سے گھر نہیں پہنچتے۔ راستے میں قاتل گھات لگائے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ ذمہ داریاں تو حکومت کی ہیں لیکن حکومت ہے کون۔ ہم سب حکومت ہیں ہم سب اس دوڑ میں شریک ہیں اور ہم میں سے ہر ایک اب ضلعی ناظم بننے کا امیدوار بنا ہوا ہے۔ کسی کو یہ فکر نہیں ہے کہ یہ نظام صحیح بھی ہے یا غلط۔ کسی کو یہ فکر نہیں کہ اس میں انصاف ہے بھی کہ نہیں۔ کسی کو یہ فکر نہیں ہے کہ مسلمانوں اور اسلام کے حق میں ہے یا اس کے خلاف ہے اور کسی کو یہ بھی سوچنے کی فرصت نہیں

**جس ملک کے چار صوبے الگ الگ چار قومیں بن گئیں اور آپس میں لڑتے رہتے ہیں اس ملک کی ایک سو سات ضلعی حکومتوں کو ایک جگہ کون بٹھائے گا**

ہے کہ جس ملک کے چار صوبے الگ الگ چار قومیں بن گئیں اور آپس میں لڑتے رہتے ہیں اس ملک کی ایک سو سات ضلعی حکومتوں کو ایک جگہ کون بٹھائے گا۔ تقسیم در تقسیم کر کے ایک پاکستان کو آپ ایک سو سات پاکستان بنا دیں گے۔ بنایئے بنا سکیں تو اللہ اس کی حفاظت فرمانے والا بھی ہے' ذرا یہ بھی دھیان رہے۔

ان بطش ربک لشدید جب وہ پکڑتا ہے سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے کیسے اس نے پکڑ لیا۔ آج تک ہمارے سامنے جتنی حکومتیں گئیں ساری عالم شباب میں گئیں اور ان نعروں میں گئیں جب وہ کہہ رہے تھے کہ ہماری کرسی بہت مضبوط ہے۔ بھٹو صاحب نے فرمایا تھا ہم جائیں گے تو ہمالہ روئے گا لیکن ان کا جنازہ پنڈی جیل سے گڑھی خدا بخش تک گیا کوئی چڑیا بھی نہیں روئی۔ ضیاء الحق بڑی مضبوط حکومت تھی کسی نے قتل کا سراغ بھی نہیں لگایا کہ مارا کس نے۔ مجرم نہیں ٹریس ہوئے۔ بے نظیر بڑے جوبن پر تھی جس وقت اسے رخصت ہونا پڑا اور نواز شریف صاحب پوری صحت میں ہیوی مینڈیٹ کے ساتھ تھے جب جانا پڑا۔ اقتدار میں رہنے والوں کو اپنے آگے چلنے والوں کا انجام دیکھنا چاہئے۔ ہر حکمران کو یہ یقین ہوتا ہے کہ میں بڑا طاقتور ہوں اور سب یہی کہتے ہیں میں کسی سے نہیں ڈرتا لیکن جو اللہ سے نہیں ڈرتے وہ ہر ایک سے ڈرتے ہیں۔ کہنے کو تو یہ جملہ بڑا آسان ہے اگر نہیں ڈرتے تو آپ مسلمان ہیں تو پھر اسلام نافذ کیوں نہیں کرتے تو یہ کیا مسلمانی ہے کہ کافر سے ڈر کر اسلام پر عمل نہ کیا جائے۔ اور ہم میں سے ہر ایک جواب دہ ہے اللہ کے حضور کہ اس نے دین کے لئے کیا کیا۔

اللہ کریم حکومت کو بھی توفیق دے ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم بھی اس معاملے میں حکمرانوں کے معاون بن سکیں انہیں نفاذ اسلام کی توفیق ہو۔ بحیثیت مسلمان ہماری بقا اسلام میں ہے۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

# ایک تاریخی پیشکش

ایک سال کے اندر اندر قرض اتارنے کا ذمہ ہم لیتے ہیں۔ حکومت نفاذ اسلام کا اعلان کرے

**خطاب امیر محمد اکرم اعوان**

**دارالعرفان 12-1-2001**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ کل مجلس اکابرین ملت کا اجلاس تھا اسلام آباد میں۔ پورے ملک سے وہ حضرات جو بنیادی اور پہلے اجلاس میں تشریف نہیں لا سکے کسی وجہ سے۔ کراچی سے وزیرستان تک اور کوہستان سے لاہور تک اکابرین جمع تھے۔ نامور اساتذہ' شیوخ الحدیث' شیوخ القرآن اور دینی اداروں کی تنظیموں کے سربراہان تشریف فرما تھے۔ آج تک جو کام ہوا حکومت پاکستان کے ساتھ معاہدہ کرنے کے بعد وہ ان سب کے سامنے پیش کیا گیا اور اس سارے کی تحریر انشاء اللہ ''المرشد'' میں آکر تمام احباب تک پہنچ جائے گی۔

حکومت کا رویہ ابھی تک بہت مثبت ہے۔ حکومت خود اس معاشی پریشانی سے نکلنا چاہتی ہے۔ حکومت خود چاہتی ہے کہ امن وامان قائم ہو اور دہشت گردی ختم ہو سکے۔ یہ وہ ساری باتیں ہیں جو حکومت کی بنیادی ضرورت ہیں' جو اس کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔ ہم یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ معاشیات کا راستہ بھی اسلامی معاشی نظام ہے اور اگر یہ ٹیکسز جو روزانہ غریب لوگوں پر ڈالے جا رہے ہیں اور بوجھ بڑھایا جا رہا ہے ان کی جگہ وہ ٹیکسز لیے جائیں جو اللہ نے مسلمانوں پر فرض کیے ہیں' زکوٰۃ لی جائے' زمیندار اور کاشت کار سے عشر لیا جائے' کارخانہ دار سے لیا جائے اور اس کا ایک مرکزی محکمہ بنایا جائے۔ ساڑھے تین کھرب کم و بیش ہم سالانہ بیرونی قرضوں کی مد میں دیتے ہیں اور تین کھرب ملکی بجٹ ہے اور ساڑھے چھ کھرب ہماری ضرورت ہے جبکہ زکوٰۃ صدقات عشر ان کو باقاعدہ جمع کیا جائے تو یہ دس کھرب سے متجاوز ہو جاتے ہیں۔ اور غیر ملکی قرضوں کی صرف قسط نہیں بلکہ غیر ملکی قرضے اتارے بھی جا سکتے ہیں کہ زائد رقم قرضے اتارنے میں دی جائے۔ امن وامان کا تعلق عدل سے ہے۔ جلسے کرنے سے' میٹنگیں کرنے سے اور وزیر داخلہ صاحب کے علماء کو بلانے سے امن وامان قائم نہیں ہوگا۔ جب آپ انصاف دیں گے' عدل دیں گے' ہر شخص کو یہ علم ہوگا کہ مجھے انصاف کا سامنا کرنا پڑے گا تب عدل قائم ہوگا اور قرآن حکیم نے قوموں کو جو زندگی کی نوید دی ہے وہ یہی ہے کہ

**ولکم فی القصاص حیوٰۃ**

**یااولی الالباب** کہ اے صاحب دانش لوگو! قوموں کی زندگی قصاص یعنی عدل میں ہے' جب انصاف ہوگا تو امن بھی قائم ہوگا۔ حکومت نے یکم جولائی سے سود ختم کرنے کا اعلان کیا ہے اور اس قانون کا یہ حصہ بھی ہے کہ جو لوگ ذاتی طور پر پرائیویٹ طور پر غریبوں کو سود میں پھنسا لیتے ہیں اور سال ہا سال ان سے رقوم وصول کرتے ہیں انشاء اللہ یکم جولائی کے بعد جو سود کی رقم ہے سرکاری یا کسی کی ذاتی وہ تو یکسر ختم ہو جائے گی اور اگر کوئی پرائیویٹ طور پر کرے گا تو اس کے لئے سات سال قید با مشقت اور تیس کوڑے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔ ایک سود کی لعنت سے ملک پاک ہو جائے تو انشاء اللہ زمینیں بھی خزانے اگلنا شروع کر دیں گی اور آسمان سے بھی رحمتیں برسیں گی۔ آج تنخواہ دس ہزار بھی کر دو تو گزارا نہیں ہوتا چونکہ اس پیسے میں ہماری آمدن میں ہمارے رزق میں برکت نہیں ہے۔ اس سے سود نکل جائے گا تو تنخواہ نہ بڑھا کر بھی اللہ اس میں

www.naqshbandiaowaisiah.com



اتنی برکت دے گا کہ ہر آدمی آسودہ حال ہوگا۔
اس کے ساتھ ہمارے الاخوان کے ماہرین نے تعلیمی نظام بنا کر پیش کیا ہے' عدلیہ کا پورا سٹرکچر پیش کیا ہے' اقتصادیات کا پورا نظام بنا کر پیش کر دیا ہے اور پہلی دفعہ اسلامی نظریاتی کونسل میں صدر مملکت بھی تشریف لائے اور چیف ایگزیکٹو صاحب نے بھی اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبران سے ملاقات کی الحمدللہ اس پہ پیش رفت جاری ہے۔لیکن ایک خدشہ اپنی جگہ قائم ہے کہ کیا حکومت اس وعدے کو پورا کرنے میں مخلص ہے۔اب پیشگی کسی بات کی سند تو اللہ ہی دے سکتا ہے' دلوں کے حال تو رب العلمین جانتا ہے جو رویہ اب تک حکومت کا ہے اس سے ہمیں اس پر اعتماد ہے اور اللہ کرے اللہ حکمرانوں کو توفیق دے کہ وہ ایسا کریں۔ پاکستان کی سب سے بڑی مجبوری غیر ملکی قرضے ہیں۔ ہم کیوں غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں' ہمیں کیوں مغرب کی بات قبول کرنا پڑتی ہے' ہماری پالیسیاں ویسٹرنائیزڈ کیوں ہو جاتی ہیں' ہم پر وزیر باہر سے کیوں مقرر کیے جاتے ہیں' بیرونی اداروں کے ملازم وہاں سے چھٹی پر آکر یہاں وزیر بن جاتے ہیں اور ملازمت ان کی بحال رہتی ہے' انہیں واپس جانا ہوتا ہے' یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لئے کہ ملک اڑتیس ارب ڈالر کے قرضے میں جکڑا ہوا ہے۔ میں حکومت کو الاخوان کی جانب سے یہ پیشکش کرتا ہوں کہ وہ الاخوان کو ایک رجسٹرڈ فاؤنڈیشن بنا کر اجازت دے سرکاری طور پر' ہم انشاءاللہ ایک سال میں ملک کے سارے قرضے اتارنے کا ذمہ لیتے ہیں جو کٹھن منزل حکومت طے نہیں کر سکتی میں دعوت دیتا ہوں حکومت کو کہ وہ الاخوان کی ایک باقاعدہ فاؤنڈیشن بنا کر اس کا اعلان کرے اور اسے ایک بااختیار ادارہ بنائے ہم دنیا میں امریکہ سے لیکر جاپان تک ان مسلمانوں کے پاس جائیں گے جو وہاں محنت کر رہے ہیں' ہم ان بھائیوں کے پاس جائیں گے جو یورپ میں ہیں' ہم ان عزیزوں کے پاس جائیں گے جو مڈل ایسٹ میں ہیں اور انشاءاللہ العزیز ایک سال کے اندر اندر ملک کے تمام قرضے اتارنے کا ہم ذمہ لیتے ہیں شرط یہ ہے کہ حکومت نفاذ اسلام کا اعلان کر دے۔

اب اس کے ساتھ میں نے کل حکومت پر واضح کر دیا ہے کہ ہمیں آپ پر امید ہے' اعتماد ہے' آپ کیجئے لیکن اگر کسی حکمران کو کسی حکومت کو یہ غلط فہمی ہو کہ انہیں دو مہینے کا وعدہ دے کر ڈاج کیا جائے اور پھر بات کمیٹیوں پہ ڈال دی جائے اور پھر اسے لمبا کیا جائے تو اس دھوکے میں ہم نہیں آئیں گے اگر سات مارچ تک حکومت نے نفاذ اسلام کا فیصلہ اور اعلان نہ کیا تو ہم حق بجانب ہوں گے کہ ہم حکومت سے مطالبہ کریں کہ جو اسلامی نظام چاہتے ہیں ان کو بھی شمار کر لیا جائے اور جو اسلامی نظام کے حق میں نہیں ہیں ان کو بھی شمار کر لیا جائے اور اس کی تعداد کے مطابق ہمارے ساتھ ملک تقسیم کر لیں پاکستان کے چار صوبوں کی بجائے دو صوبے بنا دیں' دو حصے بنا دیں۔ایک ان لوگوں کا جو اسلام چاہتے ہیں اور ایک ان لوگوں کا جو مغربی نظام چاہتے ہیں۔اور پھر انہیں کم از کم پورا مغربی نظام دیں کوئی اسلامی شق ان پر لاگو نہ کریں اور جو اسلام چاہتے ہیں ان پر کوئی مغربی شق لاگو نہ کی جائے۔ ہم انشاءاللہ حکومت کو ثابت کر کے دیں گے کہ اسلامی نظام میں اس کے نظام سے بہتر تعلیم بھی ہوگی' بہتر انصاف بھی ہوگا' بہتر معیشت بھی ہوگی اور خوشحال لوگ بھی ہوں گے اور اس کی فوج اسلامی حصے کی فوج روئے زمین کے کفر کا مقابلہ کرنے کی جرات بھی رکھتی ہوگی۔

میں آپ کو ایک بات بتاؤں امریکہ میں کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم لباس نہیں پہنیں گے۔ عجیب بات ہے۔لیکن انہوں نے کہا ہم نہیں پہنیں گے۔جس طرح سے ہم پیدا ہوئے تھے اسی طرح زندگی گزاریں گے' اسی طرح مر جائیں گے۔ عجیب فلاسفی ہے اس دنیا میں' اس زمانے میں' اکیسویں صدی میں' تم مرد عورتیں باپ بیٹی بہن بھائی بچہ بوڑھا سب بےلباس رہو گے' یہ کیسے ہو سکتا ہے۔لیکن آزاد ملک ہے انہوں نے کہا جی اگر آپ لباس نہیں پہننا چاہتے تو آپ اپنے الگ شہر بسا لیں۔ نیکڈ سٹیز NAKED CITIEC وجود میں آ گئے۔ ایسے شہر بن گئے جن کا نام ہی بےلباس شہر ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ان شہروں میں کوئی لباس نہیں پہنتا بلکہ جو سرکاری آفیسرز پولیس یا میونسپلٹی یا دوسرے تیسرے جو وہاں ہیں' وہاں پولیس افسروں نے پیٹی باندھ رکھی ہوتی ہے اس کے ساتھ ڈنڈے اور پستول لٹک رہے ہوئے ہیں' سر پر ٹوپی ہوتی ہے اور پاؤں میں جوتے اور کوئی

www.naqshbandiaowaisiah.com



لباس نہیں ہوتا۔ حالانکہ وہ اس بے لباسی کے حق میں نہیں ہیں لیکن ان کی ڈیوٹی نیکڈ سٹی میں ہے۔ اور شہر والے نہیں چاہتے کہ یہ لباس پہنیں۔ باہر کا کوئی بندہ کسی سے ملنے جانا چاہے تو وہ کہتے ہیں جناب لباس یہاں اتار دو اور اندر جا کر مل لو اور اگر لباس میں رہنا ہے تو ہمارے شہر میں مت آؤ۔ اگر ایسے لوگوں کے لئے نیکڈ سٹیز بن سکتے ہیں تو جو لوگ شریعت محمد یہ ﷺ پر چلنا چاہتے ہیں انہیں کیوں مجبور کرتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ سود کھائیں' حرام کھائیں۔ آپ کی یہ فحش نگاری اس ٹیلی ویژن پہ دیکھیں اور یہ ساری خرافات اور بے حیائی سنیں اور رات دن یہ راگ رنگ اور شراب خانے چلتے رہیں شہروں میں اور لوگ موج میلا کرتے رہیں۔ غریب بھوکا مر جائے اور بسنت منانے کے لئے ایک ایک شہر میں دو دو ارب خرچ ہو جائیں۔

صرف کراچی کے ایک شہر میں ٹرانسپورٹ کی جو رشوت ہے رکشہ تانگہ موٹر گاڑی بگھی ٹیکسی ٹرک بس ٹرانسپورٹ کی رشوت کراچی کی اوسط دو کروڑ یومیہ ہے جو ٹرانسپورٹ پر رشوت لی جاتی ہے صرف ایک شہر میں اس کی ایوریج دو کروڑ روزانہ ہے کون لیتا ہے یہ رشوت؟ حکومت لیتی ہے' حکومت کے اہلکار لیتے ہیں' حکومت کے افسر لیتے ہیں۔ دو کروڑ سپاہی تو نہیں کھا سکتا۔ دو کروڑ روزانہ کوئی تھانیدار' کوئی ایس پی بھی ہضم نہیں کر سکتا' کوئی ڈی آئی جی بھی ہضم نہیں کر سکتا' یہ وزارتوں تک جاتی ہے۔

تو کیا اس نجاست سے اور اس ظلم سے نجات کا وقت ابھی نہیں آیا کیا ان لوگوں پر جو اپنے ایماندار ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں وہ گھڑی نہیں آئی جوان کے دل میں خوف خدا پیدا ہو' ان کے دل میں اللہ کی اور اللہ کے حبیب ﷺ کی محبت پیدا ہو؟ کیا کفر کے رنگ میں رنگ کر رہنا مسلمانی ہے؟ کافروں کے اطوار' کافروں کے قوانین' کافروں کے ضابطے اور کافروں کی معیشت اختیار کرنا' کیا مسلمانی ہے۔ ہم صرف ملک کے وفادار نہیں ہم ملک کے محافظ ہیں بفضل اللہ۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر عہد میں قربانیاں دیں' ہم ہی وہ لوگ ہیں جو 65ء میں

## کیا کافروں کے ضابطے اختیار کرنا مسلمانی ھے

بھی قربان ہوئے' 71ء میں بھی قربان ہوئے۔ ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کے گھروں میں کارگل سے بھی موت کی اور شہادت کی خبریں آئیں۔ حکمرانوں نے تو بڑی آسانی سے کارگل سے WITH DRAW کر لیا لیکن جن چھ بہنوں کا ایک بھائی' سات بچوں کا ایک باپ' بوڑھے والدین کا ایک سہارا کارگل میں دفن ہو گیا' اس کا کیا ہوا۔ اگر وہ غیر ضروری تھا تو آپ نے چھیڑا کیوں اور ضروری تھا تو آپ نے WITH DRAW کیوں کیا۔

اب یہ تماشے قوم کے ساتھ زیادہ دیر نہ کیے جائیں اور اگر حکومت کو کسی بھی طرح نفاذ اسلام میں ہچکچاہٹ ہو' اگر وہ قرض سے ڈرتی ہے تو قرض اتارنے کا ذمہ ہم لیتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز ایک سال سے پہلے پہلے ملک کا سارا قرضہ اتار دیا جائے گا۔ اور اگر حکومت ہمیں اجازت دے کہ لوگوں سے ناجائز دولت ہم چھین سکیں تو سال کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو کہہ رہے ہیں والینٹیر یلی اتنا پیسہ ہم جمع کر لیں گے انشاء اللہ کہ ملک کا قرضہ اتر جائے گا لیکن حکومت اگر یہ اجازت دے کہ یہ دو کروڑ روزانہ رشوت لینے والوں سے اور بے نام جائیدادوں سے اور ظلم سے بنائے ہوئے دولت کدوں کو تم چھین سکتے ہو تو چند مہینوں میں اڑتیس ارب ڈالر نہیں اس سے چار گنا زیادہ سرمایہ اسی ملک سے اکٹھا ہو جاتا ہے۔

حکومت نے کیا لیا؟ آصف علی زرداری سے حکومت نے کیا لیا ہے؟ بے نظیر سے حکومت نے کیا لیا ہے؟ نواز شریف سے حکومت نے کیا حاصل کیا؟ شہباز شریف سے اور ان کی ساری کیبنٹس جو یہاں قرض لے لے کر الیکشن لڑتے رہے اور اب کھرب پتی ہیں ان سے کیا لیا حکومت نے؟ ہمیں اجازت دے دے ہم وصول کر کے دیتے ہیں' کیسے وصول نہیں ہوتا؟ اور اگر اس سے بھی حکمران ڈرتے ہیں تو ہم اس موضوع کو نہیں چھیڑتے ہم پھر سے مسلمانوں سے ان کا خون جگر لیکر ملک کو آزاد کرانے کی مہم اپنے ذمے لینے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر اس پر بھی حکمرانوں کو یہ شبہ رہے تو پھر انشاء اللہ ریاست اسلامیہ پاکستان اسی پاکستان میں ہم متعین کر دیں گے۔ اور ان لوگوں کے لئے اس

www.naqshbandiaowaisiah.com



کے دروازے کھلے ہوں گے جو ان لوگوں میں پھنس جائیں جہاں انگریزی راج ہوگا۔ وہ مہاجر ہوں گے اور مقامی' انصار کا کردار ادا کریں گے اور ہم بتائیں گے آپ کو کہ اس طرح اسلامی ریاست ہوتی ہے اور اس طرح اس کا نظام چلتا ہے۔ انتخاب حکمرانوں پر ہے جو راستہ وہ چاہیں منتخب کر لیں' ہمیں ملک کی بقا سے غرض ہے' غریب کی تکلیف دور کرنا ہماری غرض ہے' بیمار کی شفا سے غرض ہے۔ ان معصوم بچوں کی تعلیم ہمارا مقصد ہے۔ ملک کو دنیا کے ملکوں کی صف اول میں کھڑا کرنا ہمارا مقصد ہے۔ الاخوان کا ریکارڈ ہے کہ یوم اول سے لے کر آج تک الاخوان نے کہیں دہشت گردی نہیں کی' کہیں امن وامان کا مسئلہ پیدا نہیں کیا۔ کسی کو کوئی دکھ نہیں دیا' کسی کی توہین نہیں کی کسی کے ساتھ سخت کلامی نہیں کی اور الحمد للہ کسی سے ایک پیسہ چندہ نہیں مانگا۔ اور اپنے لئے انشاء اللہ آئندہ بھی نہیں مانگیں گے۔ اللہ کارساز ہے اور وہ ہمیں ہماری ضرورت سے زیادہ دیتا ہے۔ حکومت کی ساری ایجنسیاں سارا زور لگا چکی ہیں کہ ان کی مدد کون کرتا ہے؟ میں انہیں بتاتا ہوں' اللہ کرتا ہے۔ اللہ پر انہیں یقین نہیں آتا زمینوں سے تلاش کرتے ہیں ایجنسیوں اور اداروں سے تلاش کرتے ہیں' غیر ملکی حکومتوں سے تلاش کرتے ہیں' ہمارا کسی سے رابطہ نہیں ہے۔ غیر ملکی حکومتیں تو ہم سے پریشان ہیں یہ کیوں اسلام کا نام لیتے ہیں۔ وہ ہماری مدد کریں؟ پاکستان بننے سے لیکر آج تک اگر کسی حکومت نے کوئی دھیلا کوئی پائی ہمیں دی ہو تو مطالبہ کر لے۔ ہم نے اللہ کے سوا کسی سے مانگا ہی نہیں بلکہ ویڈیو کیسٹ پر موجود ہے۔

یہاں جنرل ضیاء الحق مرحوم تشریف لائے اور خطبہ استقبالیہ میں سٹیج پر میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ ہمیں آپ کا احترام ہے' عزت ہے اور آپ پہلے حکمران ہیں جس نے ایوان سلطنت سے اسلام کی آواز بلند کی ہے' اس لئے ہم نے آپ کو افتتاح کے لئے تکلیف دی ہے۔ جہاں تک کچھ لینے کا تعلق ہے تو وہ ہمیں اللہ کی بارگاہ کے علاوہ کسی سے مانگتے ہوئے حیا آتی ہے اور یہ الفاظ آج بھی ویڈیو کیسٹ پر موجود ہیں۔

**جو اس جہاد میں شریک ہوا' وہ اپنا تعارف نہ لکھا کرے بلکہ صرف اپنے نام کے ساتھ غازی کا اضافہ کرلے**

اس لئے حکومت یہ کریدنے کی بجائے کہ یہ کہاں سے لیتے ہیں ہماری بات مان لے۔ جہاں سے ہم لیتے ہیں وہاں سے سب کو مل سکتا ہے لیکن **اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیو منوا بی** وہ بڑی کھری بات فرماتا ہے۔ فرماتا ہے ! جب بھی کوئی مجھ سے مانگتا ہے میں قبول کرتا ہوں۔ **اجیب دعوۃ الداع** ۔ ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں اذا دعان ۔ جب بھی مجھ سے مانگے لیکن شرط یہ ہے۔ **فلیستجیبوالی** ۔ وہ مجھے مانتا بھی ہو۔ **ولیو منوا بی** ۔ میرے ساتھ ایمان بھی رکھتا ہو۔ اگر وہ مجھے پروردگار ہی نہیں مانتا' اگر وہ میری ذات اور صفات پر یقین ہی نہیں رکھتا تو اس کی دعائیں سننے کی مجھے بھی ضرورت نہیں ہے۔

حکومت بھی ثابت کرے کہ اسے اللہ کی عظمت کا احساس ہے' اللہ کے دین کی عظمت کا احساس ہے' قرآن وسنت کو ملک کا آئین و دستور بنا دے بغیر مانگے دینا اس کی شان ہے۔ مانگنے والوں کو تو وہ فرماتا ہے دیتا بھی ہوں' بغیر مانگے اتنا دیتا ہے کہ بندہ مانگ کر اتنا نہیں لے سکتا۔ جن لوگوں نے جانیں ہتھیلی پر رکھ کر رمضان المبارک کے پرنور اور پراز برکات مہینے میں ان سنگلاخ چٹانوں پر مجاہدہ کیا اور جنہیں حسرت ہے کہ ہم زندہ کیوں واپس گئے' ان کی قربانی رائیگاں نہیں جائے گی اور یہ جذباتی فیصلہ نہیں تھا کہ تاخیری حربوں سے یہ درد دلوں سے نکل جائے گا' ایسا نہیں ہوگا بلکہ وہ لوگ بیتاب ہیں کہ جب کبھی ضرورت پڑے ان کی جانیں ان کا خون ان کا مال ہر چیز حاضر ہے اور پھر بھی اللہ کے لئے قربان کرنے پر تیار ہیں۔ یہ جذباتی باتیں ہوتی ہیں جن میں سے ہوا نکل جاتی ہے۔ تاخیر ہو جائے تو جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے' یہ جذباتی فیصلے نہیں' یہ ایمان و یقین کے فیصلے ہیں' یہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے وفا کے فیصلے ہیں اور ہر وہ ساتھی جسے قیام نصیب ہوا جو اس جہاد میں شریک ہوا' وہ اپنا تعارف نہ لکھا کرے بلکہ صرف اپنے نام کے ساتھ غازی کا اضافہ کر لے یہ شرف انہیں اللہ نے بخشا ہے اور یہ ان

سے کوئی نہیں چھین سکتا۔ یہ وہ غازی ہیں جنہوں نے بدر وحنین کی یاد تازہ کر دی یہ وہ غازی ہیں جنہوں نے صحرائے عرب کے خیموں کی یاد زندہ کر دی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بے سروسامان حکومت وقت سے ٹکرانے کے لئے میدان میں اترے۔ اور کسی کے چہرے پر پریشانی نہیں تھی بلکہ جب مارچ کا اعلان ہوا تو ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے تھے کہ الحمد للہ امید بر آئی۔ اور جب حکومت نے تفہیم کا راستہ اپنایا تو اللہ کی قسم ایک ایک بندے کا دل اس بات سے دکھی ہے کہ میں بچ کیوں گیا' مجھے قربان ہونے کا موقع ملنا چاہئے۔ یہ تمام لوگ ان کا شرعی حق ہے اور یہ ان کا اعزاز ہے اور میدان حشر میں بھی یہ اعزاز انشاء اللہ انہیں نصیب ہوگا۔ ان سب کو حق حاصل ہے کہ اپنے نام کے ساتھ غازی لکھا کریں۔

اللہ کریم اس ملک کو قائم رکھے گا انشاء اللہ۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئیوں کے مطابق یہاں یقیناً اسلام نافذ ہوگا اگر موجودہ حکومت کر لے تو یہ اس کی سعادت ہے نہیں کرے گی اللہ کسی اور کو توفیق دے دے گا۔ اسلام نافذ ہوگا پھر جب کفر کی طاقتیں اس کو دبانے کے لئے اٹھیں گی تو پھر غزوۃ الہند برپا ہوگا۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مقابلے کو غزوہ قرار دیا۔ یاد رکھیں! غزوہ ان جنگوں کو کہا گیا ہے جن میں نبی علیہ السلام بنفس نفیس شریک ہوئے۔ عہد نبوی ﷺ کی وہ جنگیں جن میں حضور ﷺ بنفس نفیس شریک نہیں ہوئے بلکہ کسی اپنے خادم کو ذمہ دار بنا کر بھیج دیا انہیں سریہ کہا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ حضور ﷺ کے حکم پر ہی لڑی گئیں' حضور ﷺ کے زمانے میں لڑی گئیں لیکن انہیں سریہ کہا جاتا ہے اور جس میں حضور ﷺ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی اسے غزوہ کہا جاتا ہے۔

اس دن لاہور میں ایک میٹنگ ہوئی' اس میں آزاد کشمیر کے' مقبوضہ کشمیر کے رہنما بھی تھے' لشکر طیبہ کے امیر بھی تھے' ڈاکٹر اسرار صاحب بھی تھے' میں بھی تھا' یہ سوال بھی پیش ہوا کہ غزوۃ الہند تو صحیح احادیث سے ثابت ہے لیکن

**جمعہ کے خطبے میں فاروق لغاری صاحب کے اپنے گاؤں میں ابوبکر و عمر و عثمان و حیدر رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی جگہ لغاری خاندان کا نام ہوتا تھا**

اسے غزوہ کیوں کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے یہ تعبیر پیش کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تو غزوہ کہا جاتا تھا ان جنگوں کو جن میں حضور ﷺ شریک ہوتے تھے لیکن بعد کے زمانے میں ممکن ہے رواج ہو گیا ہو ہر جنگ کو غزوہ کہا جانے لگا ہو۔ تو میں نے تردید کی میں نے عرض کیا تھا کہ ایسا نہیں ہے اس جہاد کا نام غزوۃ الہند بعد میں نہیں رکھا گیا اسی زمانے میں رکھا گیا۔ اسی صادق الامین ﷺ کی زبان حق ترجمان نے اسے غزوہ کہا' خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا غزوۃ الہند۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس جہاد میں نبی کریم ﷺ کی توجہ اس طرح غازیوں کو نصیب ہوگی جس طرح ان جنگوں میں نصیب ہوتی تھی جن میں حضور ﷺ خود شرکت فرماتے تھے۔

یہ ہو کر رہے گا۔ لوگ شہید بھی ہونگے' شہادت سے بھی سرفراز ہونگے اور فاتح بھی ہونگے' انشاء اللہ۔ صرف پاکستان نہیں پورا برصغیر اسلامی ریاست بنے گا اور اس سے روئے زمین پر اسلام پھیلے گا۔ الاخوان کا جھنڈا روئے زمین پر مہر نبوت ثبت کیے ہوئے ہے ہم روئے زمین پر امن چاہتے ہیں۔ ہم اللہ کی ساری مخلوق کے لئے انصاف کے طالب ہیں۔ ہم اللہ کی ساری مخلوق کے لئے عزت و آبرو کے تحفظ کے طالب ہیں۔ ہم ان کو بھی انصاف دینا چاہتے ہیں جو اللہ کو نہیں مانتے' جو اللہ کے رسول ﷺ کو نہیں مانتے' جو اللہ کے منکر ہیں۔ انہیں بھی اسلام انصاف عطا کرتا ہے۔ اور یہ تاریخ ہے کہ کافر کو بھی کبھی انصاف نصیب ہوا تو اسلامی آئین وضوابط اور اسلامی ریاست کے تابع ہو کر ملا۔ پھر سے انشاء اللہ

پھر سے دیوانے تیرے ہونگے جنوں میں بتلا
پھیر کے رکھ دیں گے پہیہ گردش ایام کا

زمانے کو یہ روش بدلنا ہوگی' یہ ریاست اسلامی ریاست ہوگی' اس میں جمہوریت شموریت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ جمہوریت بدمعاش ہے' یہ فراڈ ہے کون سی جمہوریت ہے یہ؟ آپ بلدیاتی الیکشن کرا رہے ہیں کیا ان الیکشنز میں وہی طبقہ جو برسر اقتدار ہے' جو لوگوں پر مسلط ہے انہی کے بھانجے بھتیجے

نہیں آ رہے جو جاگیردار ظالم بیٹھے ہیں' جاگیریں کھا رہے ہیں۔ان کی جاگیروں پر بسنے والے غریب سوچ سکتے ہیں ان کے مقابلے میں کھڑا ہونے کے لئے یا ان کے خلاف ووٹ دینے کے لئے۔ یہ تو فرعونوں کی زمین بنی ہوئی ہے۔ ہر جگہ ایک فرعون مسلط ہے۔

جناب فاروق لغاری ہمارے قابل احترام دوست بھی ہیں اور صدر بھی رہے ہیں پاکستان کے مختلف مواقع پہ وزیر اور اسمبلی کے ممبر بھی رہے ہیں ان کے اپنے گاؤں میں چوٹی زیریں میں جب ضیاء الحق نے مارشل لاء لگایا تو وہ علاقہ جس افسر کے پاس تھا وہ الاخوان کے نائب صدر مقبول احمد شاہ گھگہ ہیں' آج وہ زندہ ہیں اور وہ گواہ ہیں کہ پہلی دفعہ چوٹی زیریں میں خطبے میں امام کو انہوں نے حکم دیا کہ خلفائے راشدین کے نام خطبے میں شامل کرو۔ یہ چوٹی زیریں کے سردار کہتے تھے ہمارے نام کا خطبہ ہوگا خلفائے راشدین کا نام نہیں ہوگا۔ جمعہ کے خطبے میں فاروق لغاری صاحب کے اپنے گاؤں میں لغاری خاندان کا نام ہوتا تھا ابوبکر وعمر وعثمان وحیدر رضی اللہ تعالٰی عنہم کی جگہ ان فرعونوں کو آپ نے اسی طرح جاگیروں پہ مسلط کر رکھا ہے اور آج وہ دعوے کر رہے ہیں کہ ہم نے اتنی سیٹیں جیت لیں۔حکومت تو کہتی تھی کہ جو سیاسی جماعتوں کا نام لے گا اسے ڈس کوالیفائی کر دیا جائے گا۔آج کوئی ایک ممبر دکھائیے کہ جس کا مطالبہ سیاسی جماعتیں نہیں کر رہیں کہ یہ ہمارا نمائندہ ہے۔ یہ فراڈ ہے' دھوکا ہے۔ اس جمہوریت کو مکہ مکرمہ لے جائیے تو کون جیتے گا ابوجہل جیتے گا یا محمد رسول اللہ ﷺ۔ یہ کون سی جمہوریت ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان کا بھی ایک ووٹ ہو اور ڈاکو کو چور اور مفرور کا بھی ایک ووٹ ہو۔اسلام بدکاروں کی شہادت قبول نہیں کرتا اسلام ووٹ کا حق صالحین کو دیتا ہے۔ شرفاء کو دیتا ہے۔ اسلامی جمہوریت یہ ہے کہ ایک صالحین کی جماعت ہو جس پر لوگوں کو اعتماد ہو' وہ نامزد کر دیں ایک دو تین چار بندے اور انہیں عامۃ المسلمین پہ پیش کیا جائے۔ ووٹ دینے کا حق اسے حاصل ہو جو شرعی گواہی دینے

**کراچی میں ٹرانسپورٹروں سے روزانہ 2 کروڑ روپیہ رشوت لی جاتی ہے**

کی اہلیت رکھتا ہے۔ سزا یافتہ کو' چوروں کو' بدکاروں کو' جن کی فائلیں پولیس تھانوں میں پڑی ہیں' ان کو ووٹ دینے کا حق نہیں مل سکتا۔ دیانت دار اور شریف لوگوں کو ووٹ کا حق دیا جائے اور جسے وہ امیر چن لیں وہ پورے ملک کا امیر ہو اور باقی حکومت کا سٹرکچر وہ اپنی مرضی سے بنائے تاکہ جہاں کوئی حکومت کا وزیر' گورنر برائی کرے تو اس امیر کا دامن پکڑا جا سکے' اس صدر کو پکڑا جا سکے کہ تمہارا نمائندہ یہ بدمعاشی کر رہا ہے۔جمہوریت نے لوگوں سے کہا ووٹ دو۔ لوگ' ووٹ دوسری صندوقچی میں ڈالتے ہیں نکلتا تیسری صندوقچی سے ہے۔ ووٹ ابھی گنے جا رہے ہوتے ہیں نتائج ٹیلی ویژن سے نشر ہوتے ہیں۔اپنی مرضی کے نتیجے بناتے ہیں' اپنی پسند کے لوگ آگے لاتے ہیں اور اگر شکایت کرو کہ جناب آپ کے وزیر تو لوٹ کر کھا گئے' کہتے ہیں آپ کے نمائندے ہیں' آپ نے ووٹ دیئے تھے' ہمارے تو نہیں ہیں۔ یہ ایک دھوکا ہے اور جمہوریت کا چیمپئن امریکہ جو کچھ وہاں ہوتا ہے اب تک تو چلو اس پر پردہ پڑا رہا۔ میں تو پہلے سے کہتا تھا کہ وہ سب سے بڑا بدمعاش ہے۔اس دفعہ کے صدارتی الیکشن میں تو ہر ایک نے دیکھ لیا کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ وہاں بھی جعلی ووٹ ہی پول کیے جاتے ہیں۔وہاں بھی صندوقچیاں توڑی جاتی ہیں۔ وہاں بھی ووٹوں کے صندوقوں کے صندوق گم کر دیے جاتے ہیں اور جسے مرضی ہوتی ہے اسے جتوا لیا جاتا ہے۔اسلامی جمہوریت یہ ہے کہ شرعاً جو بندہ شہادت دینے کا اہل ہے وہی ووٹ دینے کا بھی اہل ہے اور جو شرعی شہادت کی اہلیت نہیں رکھتا وہ ووٹ دینے کا بھی حق نہیں رکھتا۔

سو وقت ہے حکومت کے پاس اور میں حکومت کے لئے دعا کرتا ہوں اور آپ سب سے درخواست کرتا ہوں' دعا کرو یہ ہمارے بھائی ہیں' ہمیں میں سے ہیں اللہ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور اگر ان کے نصیب میں یہ سعادت نہیں ہے پھر ہمیں وہ جرات عطا کرے کہ ہم ان کو بتا سکیں کہ یہ ریاست اسلامی ہے' انشاء العزیز۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

# باطل کی پشت پناہی

ایک شریف آدمی بھی جس نے کبھی تھانے کچہری کی شکل نہیں دیکھی ہوتی ووٹ دیتے وقت یہ فلاسفی اختیار کرتا ہے کہ اگر اسے تھانہ کچہری جانا پڑے تو اسے کون چھڑا کرلائے گا۔ اسی کی پیش بندی میں وہ بڑے سے بڑے آدمی کو ووٹ دے کر باطل کی پشت پناہی کا مرتکب ہوتا ہے

**خطاب امیر محمد اکرم اعوان**
**دارالعرفان 20-10-2000**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل جاء الحق وزھق الباطل. ان الباطل کان زھوقا

ایک معروف اصطلاح ہے جہد للبقا۔ زندہ رہنے کے لئے' باقی رہنے کے لئے محنت و مشقت کرنا۔ ساری مخلوق اپنی بقا کی جدوجہد کرتی ہے۔ جاندار مچھر سے لیکر انسان تک' چرندے پرندے درندے ہر شے اپنی سلامتی کے لئے' اپنی بقا کے لئے' اپنی حفاظت کے لئے ہر لمحہ ہر آن کوشش کرتی رہتی ہے۔ لیکن بڑی عجیب بات ہے کہ انسان جو مکلف ہے اور باشعور ہے وہ اپنی بقا کے لئے' حکمران اپنی حکومت کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے' سردار اپنی سرداری کو قائم رکھنے کے لئے' تاجر اپنی تجارت کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے' زمیندار ہمیشہ اپنی زمینداری کو قائم رکھنے کے لئے' حتی کہ مزدور اپنی مزدوری کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے اور ملازم اپنی ملازمت کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی بہترین کوششیں کرتا ہے۔ مزاج ہے مخلوق کا جہد للبقا۔ باقی رہنے کے لئے کوشش کرتے ہیں لیکن انسان ایک عام سی مخلوق نہیں ہے بلکہ اللہ کی صنعت کا شاہکار ہے۔ اور بے مثال قسم کی مخلوق ہے جسے خالق نے بنا کر ساری مخلوق میں انسان کو شرف اور بزرگی عطا فرمائی' دنیا کے علوم عطا فرمائے اور دنیا کو استعمال کرنے کے طریقے اور سلیقے سکھائے۔ آخرت کے علوم عطا فرمائے اور آخرت میں سرخرو ہونے کے طریقے بتائے اپنی ذات کے بارے شعور بخشا۔ اپنی محبت بخشی اور آداب محبت تعلیم فرمائے۔ نبی مبعوث فرمائے اور انبیاء علیھم السلام کی عظمت سے آشنا ہونے کی سعادت بخشی۔

انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام نے اللہ کی طرف سے جو پیغام پہنچایا ہمیشہ وہ صداقت کا معیار رہا۔ اس سے بڑھ کر کوئی چیز سچی ثابت نہ ہوسکی۔ سب سے بڑا سچ وہی تھا۔ قرآن حکیم نے جہد للبقا کے حوالے سے ایک سچ ارشاد فرمایا اور وہ ہے جاء الحق و زھق الباطل۔ انہیں بتا دیجئے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! انسانیت کو یہ اطلاع کر دیجئے' سمجھا دیجئے کہ قائم رہنا' باقی رہنا' یہ حق کی صفت ہے اور تباہ ہو جانا' ختم ہو جانا یہ باطل کی خصوصیت ہے۔ اس لئے کہ ان الباطل کان زھوقا باطل ہمیشہ رہ سکتا ہی نہیں۔ یعنی اگر آپ سلامتی چاہتے ہیں تو آپ کو وہ طرز حیات' وہ تہذیب' وہ ایمان' وہ عقیدہ' وہ نظریہ' وہ کردار اختیار کرنا ہوگا جو حق ہے اور اگر آپ باطل کا ساتھ دیں گے تو باطل کیا ہے جو بھی حق نہیں ہے وہ باطل ہے۔ جو بات' جو واقعہ' جو عمل' جو عقیدہ حق نہیں ہے وہ باطل ہے۔

تو فرمایا کہ انسان اپنی ساری شعوری قوتوں کے ساتھ بھی اگر حق سے گریز کرے گا اور باطل کا ساتھ دے گا تو میرے حبیب ﷺ انہیں بتا دیجئے کہ یہ کشتی غرق ہونے والی ہے۔ بقا کی کوشش میں' اپنی حکومت قائم رکھنے کے لئے لوگوں نے اپنے بھائیوں کے' اپنے بیٹوں کے' اپنے خاندان کے سر کاٹے کہ میں حکمران رہوں اور بالآخر خود مر گئے حکومتیں چھن گئیں۔ لوگوں نے دولت مند بننے کے لئے غریبوں کا مال لوٹا' اربوں روپے جمع کئے اور خود جیل میں بیٹھے سڑی ہوئی روٹیاں کھا رہے ہیں۔ حکمرانوں نے دھوکے سے' فریب سے حکومتیں حاصل کیں' طاقت سے چھین کر حاصل کیں بالآخر ختم ہو

www.naqshbandiaowaisiah.com



گئے۔ جن لوگوں نے حق کا ساتھ دیا، اپنی زندگی حق کے سانچے میں ڈھال دی، کسی کے ساتھ دھوکا کر کے کسی پر مسلط ہونے کی کوشش کرنے کی بجائے زندگی بھر حق کا ساتھ دیتے رہے دنیا سے تو وہ بھی چلے گئے لیکن بڑے مزے کی بات یہ ہے کہ وہ احترام حکمرانوں کو زندگی میں نصیب نہ ہو سکا جو اہل حق کی قبور کو حاصل ہے۔ مدتوں سے زیر خاک آسودہ ہیں۔ اب جو صدیوں سے زیر زمین آرام فرما رہے ہیں ان اہل اللہ کو ہم نے دیکھا نہیں ان سے بات نہیں کی، ہم میں یہ استعداد نہیں ہے کہ ہم برزخ میں جھانک سکیں، ان سے بات کر سکیں ہم کیوں ان کا احترام کرتے ہیں، ہم کیوں دل سے ان کی عزت کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اہل حق تھے حق کے ساتھ تھے اور حق کو فنا نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اگر حق کی سربلندی کے لئے کوئی گردن کٹا دیتا ہے تو اللہ کریم فرماتے ہیں

اسے مردہ نہ کہو اس نے تو موت کو بھی شکست دے دی یہ زندہ ہے یعنی اس طرح کی موت اس پر وارد نہیں ہوئی جو عام ہوتی ہے بلکہ اس کا مرنا بھی زندگی کی دلیل ہے اور حق پر جان دینا، مر مٹنا بھی اس زندگی سے کروڑوں درجے بہتر زندگی ہے۔ مدتیں بیت گئیں، صدیاں بیت گئیں زمانے بدل گئے ایجادات نئی آ گئیں انسانی ضروریات بدل گئیں مزاج بدل گئے۔ لیکن اللہ کے ان بندوں کی عظمت میں کوئی فرق نہ آیا جو آج سے صدیوں پہلے حق کے ساتھ تھے آج بھی ان کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ لوگ بادشاہی مقبروں کو عبرت کے لئے دیکھنے جاتے ہیں یا پھر سیاحت کے لئے۔ کسی کے دل میں خوف خدا ہو تو اسے عبرت نصیب ہوتی ہے اور جو انہی کی طرح بے خوف ہیں وہ وہاں بیٹھ کر انجوائے کرتے ہیں سوڈے پیتے ہیں اور گپیں لگاتے ہیں اور پکنک مناتے ہیں لیکن کسی ولی اللہ کی قبر پر کوئی پکنک منانے نہیں جاتا۔ کوئی بدکار بھی جاتا ہے تو کم از کم جتنی دیر وہاں ہوتا ہے وہ اللہ اللہ کرتا ہے۔

اس لئے کتاب حکیم نے یہ نسخہ بتایا کہ میرے حبیب ﷺ اس سے کہہ دیجئے کہ حق رہنے کے لئے ہے۔ حق آتا ہے اور باطل نہ رہنے کے لئے ہے باطل کو جانا پڑتا ہے اس لئے کہ ان الباطل کان زھوقا حق یہ ہے کہ جو حقوق مخلوق کو اللہ نے دیئے ہیں ان تک پہنچائے جائیں۔ حق یہ ہے کہ جو ان حقوق کو چھین رہا ہو اسے اس ظلم سے روکا جائے۔

> **حکمرانوں نے دھوکے سے، فریب سے حکومتیں حاصل کیں، طاقت سے چھین کر حاصل کیں بالآخر ختم ہو گئیں**

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث پاک ہے کہ جو بندہ اپنی قوت بازو سے لوگوں سے ظلم کو دور کر دے وہ مومن ہے۔ لیکن اگر اس درجے کا ایمان نہ ہو تو کم از کم ظالم کو ظالم ضرور کہے اور زبان سے ضرور کہے کہ رک جاؤ باز آجاؤ یہ دوسرے درجے کا ایمان ہے اگر کوئی یہ بھی نہ کر سکے تو کم از کم ظالم کا ساتھ نہ دے اور اسے دل سے اچھا نہ سمجھے اگر اسے دل سے برا بھی نہیں جانتا تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص مومن ہو، یہ ممکن نہیں۔ ایمان کا ایسا کوئی درجہ نہیں۔

بخاری اور مسلم شریف میں اس مضمون کی دو حدیثیں ہیں دونوں کا مفہوم ایک ہے الفاظ جدا ہیں۔ بیان بھی اکثر و بیشتر ہوتی ہیں اور بے شمار لوگ ان سے واقف بھی ہیں۔ لیکن آیئے اگر ہم تجزیہ کریں تو ہمارے حکمرانوں کے پہلے تین چار لوگوں کو آپ چھوڑ دیجئے فوجی حکومت سے شروع کر لیجئے، جنرل ایوب خان صاحب سے شروع کر لیجئے۔ جنرل ایوب خان صاحب سے لے کر جنرل پرویز مشرف تک کسی حکمران کا نام آپ بتا سکتے ہیں جس نے یہ سوچا ہو کہ بالآخر مجھے جانا بھی ہے۔ میرے علم میں نہیں ہے۔ بھٹو صاحب، ان کی صاحب زادی اور میاں نواز شریف یہ تین ایسے کریکٹر ہیں جو سول کے ہیں اور ایوب خان یحییٰ خان ضیاء الحق اور پرویز مشرف یہ ایسے کریکٹر ہیں جو آرمی سے آئے۔ ایوب خان نے اپنی بقا کے لئے بڑے حیلے کیے۔ ایک تو آپ کو یاد ہی ہوگا، بنیادی جمہوریتوں کا ڈھانچہ بنایا پھر ان کے چیئرمین بنائے پھر اسے ایک ایسا الیکٹورل انسٹی ٹیوٹ بنا دیا کہ صدر کو ان چیئرمینوں نے ووٹ دینے ہیں کہ پورے ملک میں سے گنتی کے لوگوں کے ووٹ ہوں اور یہ مجھے ہمیشہ صدر بناتے رہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ایوب خان نے کام بھی کیا۔

ملک میں تعمیری کام بھی ہوئے' ڈیم بنے' سڑکیں بنیں' تعلیم میں کام ہوا۔ جب حق کی اور دین کی باری آئی تو عائلی قوانین کا مسودہ غلام احمد پرویز اور اس کے شاگردوں سے بنوایا۔ جس کے سارے یا بیشتر احکام غیر اسلامی تھے باطل تھے یہ اور مزے کی بات یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے سربراہ نے بھی کہا کہ یہ باطل ہے۔ بریلوی حضرات کی جو قیادت تھی اس نے کہا یہ باطل ہے۔ اہل حدیثوں کی قیادت جو تھی اس نے کہا یہ باطل ہے۔ دیوبندیوں کی جو اس وقت کی چوٹی کی قیادت تھی اس نے کہا یہ باطل ہے اور شیعہ کی جو اس وقت کی چوٹی کی قیادت تھی اس نے کہا یہ باطل ہے۔ سب نے یہ فرمایا یہ باطل ہے لیکن اس باطل کے نفاذ کو روکنے کے لئے میدان میں کوئی نہیں اترا۔ کیا ہماری تاریخ میں کہیں موجود ہے کہ کسی لیڈر شپ نے' کسی قیادت نے کسی نے یہ اقدام بھی کیا ہو جس طرح جماعت اسلامی نے کیا تھا کہ ہم واجپائی کو لاہور میں داخل نہیں ہونے دیں گے تو کیا اس طرح جماعت اسلامی نے یہ بھی کیا تھا کہ عائلی قوانین کو لاگو نہیں ہونے دیں گے۔ ابھی تک لاگو ہیں۔ اور سارے وہ علماء جو کہتے تھے کہ یہ خلاف شریعت ہیں' وہی اس لے رجسٹر بغل میں دبائے پھرتے ہیں اور فیسیں بھی لیتے ہیں' اس کے مطابق کام بھی کر رہے ہیں۔ میاں ایک عورت کو طلاق دے دیتا ہے وہ شرعاً اس پر حرام ہو جاتی ہے لیکن عدالت نہیں مانتی کہ وہ مطلقہ ہے۔ یعنی آپ کے فعل شرعی یا حکم شریعت کی کوئی حیثیت نہیں۔ میاں ایک عورت کو طلاق نہیں دیتا' لیکن عائلی قوانین کے مطابق اگر مجسٹریٹ فیصلہ دے دے کہ تمہیں طلاق ہو گئی ہے تو وہ اور جگہ شادی کر لیتی ہے' اسلام کھڑا منہ دیکھتا رہ جاتا ہے۔

کچھ مجسٹریٹ جو ذرا سمجھ دار ہوتے ہیں اور دین دار ہوتے ہیں وہ کم از کم اتنا کرتے ہیں کہ جسے طلاق دلوانا چاہیں اس کا میاں بھی حاضر ہوتا ہے اسے بلا کر اس سے طلاق کہلوا دیتے ہیں۔ چلو طلاق ہو تو جاتی ہے لیکن مجسٹریٹ کوئی شرعی قاضی تو نہیں ہے۔ یہ تو قانون ہی انگریز کا بنایا ہوا ہے' پینل کوڈ ہی تعزیرات ہند کا ہے اس میں پیوند لگا دیا عائلی قوانین کا۔ وہ میر کا ایک شعر تھا

**ہم نے چوروں کو ووٹ دیئے' بدمعاشوں کی تائید کی' باطل کا ساتھ دیا اور باطل میں سلامتی چاہی**

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ہم ایک ایسی سادہ قوم ہیں کہ ان عائلی قوانین کو باطل قرار دینے کے باوجود اس کو جاری و ساری رکھنے کے لئے اس کے رجسٹر بغل میں دبائے پھرتے ہیں اور اسے ذریعہ معاش بنا لیا ہے۔ ایسی دینی قیادت سے ہم نفاذ اسلام کی توقعات وابستہ کیے بیٹھے ہیں۔ پندرہ خط ڈاک میں ایسے ہوتے ہیں روزانہ کہ جی علماء اتحاد کیوں نہیں کرتے' جی علماء اسلام نافذ کیوں نہیں کراتے۔ یہ تو علماء سے پوچھو اس سارے کا جواب دہ میں کیسے ہو سکتا ہوں۔ میں تو مروجہ معنوں میں کوئی علماء میں شامل نہیں ہوں۔ میں تو مزدوروں کا ساتھی ہوں' مزدور آدمی ہوں' مزدوری کر کے روٹی کھاتا ہوں۔ میں تو کسی مسجد سے الحمدللہ تنخواہ نہیں لیتا' مجھے آپ اس میں کیوں شمار کرتے ہیں۔ لیکن جو حقیقی صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ دین کے معاملے میں ہماری دینی قیادت نے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کیں۔ نہ ایوب کے زمانے میں' نہ یحییٰ خان کے دور میں' نہ بھٹو صاحب کے زمانے میں' نہ ضیاء الحق کے زمانے میں اور نہ بی بی اور بابو کے عہد میں اور نہ آج کر رہی ہیں۔

یہ رب العالمین کا نظام ہے' یحییٰ خان نے کہا ہم ہی ہم رہیں گے نہ رہ سکے۔ بھٹو صاحب نے کہا ادھر ہم ادھر تم نہ "تم" رہے نہ "ہم" رہے۔ بے نظیر نے کوشش کی ہمیشہ میں رہوں وہ نہ رہ سکی۔ پھر میاں صاحب اس کوشش میں لگ گئے کہ میں ہی رہوں نہ میاں صاحب رہے نہ بے نظیر رہی۔ اب جنرل صاحب کہتے ہیں I DONT CARE جو استعفیٰ دینا چاہے منظور کر لوں گا۔ میں کسی کا محتاج ہی نہیں ہوں۔ جنرل صاحب! ایک سر درد بھی شروع ہو گیا تو آپ کو سمجھ لگ جائے گی۔ انسان ہو اور محتاج نہ ہو؟ یہ تو اللہ کی صفت ہے جو کسی کا محتاج نہیں ہے' آپ تو کھانے کے محتاج ہیں' سونے

www.naqshbandiaowaisiah.com



کے محتاج ہیں' صحت کے محتاج ہیں' سننے کے محتاج ہیں' دیکھنے کے محتاج ہیں۔ ایک لمحہ آتا ہے ایک وقت آتا ہے بندے پر کہ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے کسی کی کوئی احتیاج نہیں ہے لیکن یہ بے نیازی صرف اللہ کو زیبا ہے کسی جرنیل کو نہیں۔

ہمارا یہ تجزیہ قیادت کے بارے ہے کہ قیادت نے ہمارے ساتھ وفا نہیں کی لیکن کیا ہم نے دین کے ساتھ وفا کی ہے؟ ہم اگر اپنی 53 سالہ تاریخ پڑھیں تو کسی لیڈر کا' کسی قیادت کا' کسی جماعت کا' کسی فرد کا ہم نے حق کے نفاذ کے لئے ساتھ دیا؟ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ ایوب خان اسلام کے خلاف قانون نافذ کر رہا ہے اس کے باوجود ہم نے اسے ووٹ دیئے۔ ہمیں پتہ تھا بھٹو صاحب کے مزاج کا ہم نے سب سے زیادہ ووٹ انہیں دیئے۔ ایمان کیا ہے کہ قوت بازو سے برائی کو روکے' زبان سے روکے' ورنہ دل سے برا جانے اس کا ساتھ نہ دے۔ اگر یہ بھی نہیں کرتا تو حضور ﷺ فرماتے ہیں اس سے کم تر ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔ آج کے اخبار میں راؤ سکندر اقبال کا بیان میں پڑھ رہا تھا۔ میرے اچھے دوست ہیں وہ پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ بے نظیر پاکستان میں ایسے آئے گی جیسے امام خمینی ایران میں آیا تھا۔ اور وہ غلط نہیں کہتے۔ انہیں لوگوں سے امید ہے کہ یہ جاہل قوم ہے' بے وقوف لوگ ہیں' کل تک اس کے جانے پہ دیگیں پکا رہے تھے' اب اس کے آنے پر ڈنڈے کھائیں گے' مار کھائیں گے' بے عزت ہوں گے' رسوا ہوں گے اور ممکن ہے ان کے کندھوں پر سوار ہو کر وہ پھر ایوان سلطنت میں پہنچ جائے۔ اور یہاں سب کچھ ممکن ہے یہاں یہ بھی مت سوچا کرو کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

مجھے کور کمانڈر راولپنڈی ملے اور ابھی زندہ ہیں ریٹائر ہو چکے ہیں انہی کے گھر

**لوگوں نے دولت مند بننے کیلئے اربوں روپے جمع کئے اور اب جیل میں بیٹھے جلی ہوئی روٹیاں کھا رہے ہیں**

بیٹھے تھے بات ہوئی کہ جب نواز شریف سے فوجیوں نے پہلی دفعہ استعفیٰ لیا تھا تو میں نے پوچھ لیا یار آپ بھی اس ٹیم میں تھے تو کہنے لگے اس بات کو آپ چھوڑیں لیکن میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ میاں نواز شریف آئندہ کبھی اقتدار میں نہیں آ سکتے تو میں نے کہا جنرل صاحب یہ جو پکی اینٹوں کا محل آپ نے بنایا ہے پی پی بے نظیر کا یہ تو دو بارشیں بھی نہیں سہہ سکے گی۔ یہ عمارت تو ساون کے پہلے دنوں میں ہی بیٹھ جائے گی' اسے دو سال گزارنے مشکل ہو جائیں گے اور پھر میاں صاحب آ جائیں گے۔ بعد میں مجھے ملے میں نے کہا سنایئے! کہنے لگے' یار! یہ قوم ہمارے اندازے غلط کر دیتی ہے۔ اس لئے کہ قیادت دین سے ملکی بقا سے قومی مفاد سے اپنے مفاد کو ترجیح دے رہی ہے۔

ہمارے یہاں ووٹ دینے کی فلاسفی یہ ہے کہ میں جرم کروں گا' میں تھانے جاؤں گا اس میں جو میری مدد کرے گا اسے ووٹ دیں گے۔ خواہ ساری زندگی ہم جرم نہ کریں۔ وہ لوگ جنہوں نے زندگی میں کبھی تھانے کا منہ نہیں دیکھا ہوتا ووٹ وہ بھی اسے دیتے ہیں کہ یہ کل تھانے جانا پڑا تو ساتھ جائے گا' میں نے چوری کی تو یہ میری مدد کرے گا' میں نے کسی کی فصل کاٹ لی تو یہ مجھے بچالے گا۔ یعنی ہم اپنے آپ کو پہلے چور اور برا تصور کرتے ہیں اور پھر ووٹ دینے کے لئے اس شخص کو چنتے ہیں جو برائی میں ہمیں تحفظ دے سکے۔ مجھے بتایئے کیا اس سوچ میں کوئی ایمان کا عنصر باقی ہے۔ اگر ہم حدیث نبوی ﷺ کو ایک خانے میں رکھ کر دوسرے خانے میں یہ سوچ رکھیں تو کتنے مسلمان نکلیں گے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک بے وفا بھی ہے اور غدار بھی ہے اور اپنے آپ کے ساتھ بے وفائی کرتا ہے' اپنی جان کے ساتھ ہم غداری کرتے ہیں' خود کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ اللہ نے فرمادیا

جہاں بھی تم حق سے ہٹو گے باطل کا ساتھ دو گے تو یاد رکھو کہ یہ دلدل ہے' جو اس پہ پاؤں رکھے گا وہ خود بھی اس میں دھنس جائے گا۔ نصف صدی سے زیادہ ہو گیا' دو نسلیں ہماری بیت گئیں اب میدان میں تیسری نسل ہے۔ ایک وہ نسل جس نے پاکستان بنایا' اس وقت ہم سکول میں پڑھتے تھے۔ دوسرے ہم لوگ تھے ہم بھی اب میدان سے باہر ہیں۔ اب ہماری اولادیں

www.naqshbandiaowaisiah.com



جوان ہیں اور فیلڈ میں وہ ہیں۔ تین نسلوں سے ہم اپنی بقا کے لئے' اپنی عزت کے لئے' اپنے آرام کے لئے باطل سے چمٹے ہوئے ہیں۔ ہمیں نہ عزت نصیب ہے' نہ آرام نصیب ہے اور نہ بقا کی ضمانت نصیب ہے' دنیا میں سب سے بڑی جگہ مسلمانوں کے لئے یہودیوں کے ماتحت اسرائیل میں ہے۔ لیکن وہاں بھی مساجد میں نماز پڑھنے کے لئے پہرے دار نہیں رکھنا پڑتا' قتل ہوتے ہیں رات دن' یہودی اور مسلمانوں کی لڑائی میں' حکومت کے خلاف احتجاج میں' آزادی فلسطین کی تحریک کا تصادم ہوتا رہتا ہے یہودی حکومت کے ساتھ اور مسلمان قتل ہوتے ہیں' خون بہتا ہے' شہید ہوتے ہیں لیکن آپ نے کبھی کوئی خبر نہیں پڑھی ہوگی کہ وہاں نماز پڑھنے گیا اور اتنے نمازی مارے گئے مسجد میں' کوئی بم دھماکہ نہیں ہے۔ دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ مسلمانوں کا خون بہتا ہے ہندوستان میں۔ فساد بھی ہوتے ہیں کشمیر پہ جابرانہ طور پر ان کی فوج مسلط ہے سارے مظالم توڑ رہی ہے لیکن کشمیر سے لیکر سارے ہندوستان میں کسی مسجد پہ پہرے دار نہیں رکھا جاتا' لوگ نماز آرام سے پڑھتے ہیں۔ جاپان میں' چین میں' امریکہ میں' یورپ میں' افریقہ میں کہیں کافر ملکوں میں بھی یہ تصور نہیں ہے کہ مسجد پہ کوئی بندوق بردار کھڑا ہو تو تب نماز پڑھیں۔ کافر ملکوں میں یہ تصور نہیں ہے اور ہم سلامتی کی تلاش میں وہاں پہنچ گئے کہ اگر بندوقیں اور کلاشنکوف لے کر کھڑے نہ ہوں تو یہاں نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

ہم ساری جدوجہد اپنی بقا کے لئے کرتے رہے نا' اپنے فائدے کے لئے کوشش کرتے رہے' اپنی آبرو اپنی جان' اپنے تحفظ کے لئے ووٹ دیتے رہے' ہمیں ملا کیا؟ ہم نے ووٹ باطل کو دیئے' ہم نے باطل کا ساتھ دیا' ہمارے حصے میں تباہی آئی اور بربادی آئی۔ ہم نے ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا کہ پچھلے دنوں لاہور کتوں کی دوڑ ہو رہی تھی اور جب کتوں کو پانی پلانے کا موقع آیا تو بڑی بڑی خوبصورت لڑکیوں اور بیبیوں نے گود میں اٹھا کر اپنے اپنے کتوں کو بیرونی ممالک سے آیا ہوا بند بوتلوں کا پانی پلایا۔ یعنی امیروں کے

**ہم منافق لوگ ہیں جو دلدل پر کھڑے ہو کر زندہ رہنا چاہتے ہیں**

کتوں کے برابر بھی غریب کی اہمیت نہیں ہے کہ وہ جوہڑ سے پانی پیتا ہے' جس سے خنزیر بھی پیتے ہیں' گیدڑ بھی پیتے ہیں' گدھے بھی پیتے ہیں' اس کے اپنے مویشی اور بھیڑ بکریاں بھی پیتے ہیں اور اب وہ جوہڑ بھی سوکھ چکے ہیں اور وہ مارا مارا پھرتا ہے اور میلوں تک اسے قطرہ پانی کا نہیں ملتا۔

کس کی سزا ہے؟ ہم باطل کا ساتھ دیتے ہیں باطل کو روکنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ہم چیختے ہیں آٹا مہنگا ہو گیا کھانے کو نہیں ملتا' ہم چیختے ہیں ڈاکے پڑتے ہیں' تحفظ کوئی نہیں' عدالت میں بھی قتل ہوتے ہیں' تھانے میں بھی مارے جاتے ہیں' گاڑی میں بھی لوٹ لئے جاتے ہیں' کوئی تحفظ نہیں۔ ذرا سوچیں اس تحفظ کے لئے تو ہم نے باطل کا ساتھ دیا' چوروں کو ووٹ دیئے' بدمعاشوں کی تائید کی' بے ایمانوں کو وزیر اعظم بنایا تو ہم نے سلامتی چاہی باطل میں' ہم نے جینا چاہا دلدل میں کھڑے ہو کر اور وہ ہمیں نگل رہی ہے۔ ایک بہت بڑے ولی اللہ ہوئے ہیں اور بڑی مخلوق کی انہوں نے اصلاح فرمائی ہے حضرت ابن ایاز اپنے زمانے کے مانے ہوئے ڈاکو تھے اور جس علاقے میں رہتے تھے لوگ وہ علاقہ چھوڑ دیتے تھے سفر نہیں کرتے تھے قافلہ کوئی اس راستے سے گزرنا چاہ رہا تھا اور ابن ایاز گھات میں بیٹھا تھا قافلے والے کو پتہ نہیں تھا کہ یہ راستہ کونسا ہے ڈاکو بھی تو جگہ بدلتے رہتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سمیت چھپ کر بیٹھا تھا تو جب قافلہ زد میں آگیا تو سردار تھا تو وہ تو بیٹھا رہا اور ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ کہ ٹوٹ پڑو وہ قافلے پر ٹوٹ پڑے تو اللہ کا ایک بندہ اونٹ پر سوار تھا اس نے جب وہ عالم دیکھا' لٹتے ہوئے لوگوں کو گرتے' چیختے چلاتے' بیبیوں کے زیور چھینے جارہے ہیں بچے رو رہے ہیں' دہائی مچی ہوئی ہے تو انہوں نے قرآن کریم کی یہ آیت اونٹ کی پشت پر بیٹھے بیٹھے پڑھی۔ **الم یان للذین امنوا ان یخشی قلوبھم لذکر اللہ** کیا مسلمانوں پر ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دلوں میں اللہ کا خوف بھی پیدا ہو جائے۔ مسلمان بھی ڈاکے کرتے ہیں۔ تو اس آیۂ کریمہ کا

اثر ان پر ایسا ہوا کہ انہوں نے اٹھ کر اعلان کیا' ڈاکہ رکوا دیا۔ سارے ساتھیوں کو جمع کیا' سارے ڈاکے کا مال ان سے جمع کیا' جس جس کا تھا اسے واپس کرایا اور ساتھیوں سے کہا کہ میں تو تھک گیا ہوں' میرا وہ وقت آ گیا ہے کہ جب میں اللہ کی عظمت کے سامنے جھک جاؤں۔ اگر تمہیں بھی اللہ توفیق دے تو توبہ کر کے میرے ساتھ اللہ اللہ کرو نہ چاہو تو میری طرف سے آزاد ہو۔ اس لمحے کے بعد میری زندگی لوگوں کو ظلم سے بچانے کے لئے وقف ہے۔ ساری زندگی مخلوق کی اصلاح کے لئے وقف کر دی اللہ کے بہت بڑے ولی ہوئے ہیں اور بڑی دیر تک ان کا سلسلہ جاری رہا۔ اب بھی بے شمار سلسلوں میں ان کا نام ہے میرے خیال میں چاروں سلسلوں میں ان کا نام آتا ہے۔

ہم بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں اب ہمیں کوئی یہ ندا دے الم یان للذین امنوا ان تخشی قلوبھم لذکر اللہ کیا ہم پر ابھی وہ زمانہ نہیں آیا کہ ہمارے دلوں میں بھی عظمت الٰہی عشق الٰہی اور اطاعت الٰہی کا دیپ جلے۔ اور لوگو! اگر سلامتی چاہتے ہو ایمان کی اگر سلامتی چاہتے ہو جان کی' مال کی' آبرو کی' اس قوم کی' اس دین کی' اس ملک کی تو اپنے آپ کے ساتھ عہد کرو کہ آپ حق کا ساتھ دیں گے۔ باطل کو اگر روک نہیں سکتے تو کم ازکم باطل کو برا تو سمجھو اس کا ساتھ تو نہ دو۔ ہر آدمی اب وہ تیار کر رہا ہے کہ میں ضلع کا ناظم بن جاؤں۔ یہ کوئی نہیں سوچتا کہ آپ اگر پورے ملک میں اتنی بڑی تبدیلی کرنا چاہتے ہیں تو اسلامی نظام نافذ کیوں نہیں کرتے ہو؟ اب اسرائیل سے لے آئے یہ ضلعوں کی ایڈمنسٹریشن کا نظام۔ ایک حصہ اس کا برطانیہ میں نافذ ہے اور کچھ قوانین وہ ہیں جو فرانس میں ہیں تو فرانس سے برطانیہ سے اور اسرائیل سے لیکر ایک ملغوبہ بنا کر جس کی کسی کو سمجھ بھی نہیں آ رہی' ابھی تک گورنمنٹ آفیسر سے پوچھا جائے تو وہ کہتے ہیں ہمیں خود نہیں پتہ یہ کیا ہوگا کیسے ہوگا۔ لیکن ہم ہیں کہ تیاریاں کیے پھرتے ہیں کہ مجھے ناظم بنا دو' مجھے ناظم بنا دو ناظم بن کر کیا کرو گے' کسی کو انصاف دلا سکو گے؟ انصاف دلانے کے لئے نہیں فرعون بننے کے لئے چاہیے۔ تو میرے بھائی قانون یہ ہے کہ اللہ حکمرانوں کو بھی توبہ کی توفیق دے اور ہمیں حق کا ساتھ دینے کی جرات۔ ہمیں پہلے مرحلے میں فیصلہ کرنا ہے کہ ہم کس کے ساتھ ہیں۔ حق کے یا باطل کے پھر اپنی حیثیت دیکھنی ہے کہ اگر ہم باطل کے ساتھ نہیں ہیں تو کم ازکم باطل کی تائید تو نہ کریں اسے ووٹ تو نہ دیں' اگر اس سے اللہ ایمان زیادہ کر دے تو ہم باطل کو باطل کہہ بھی سکیں۔ اور اصل ایمان یہ ہے کہ ہم باطل کی کلائی مروڑ دیں اور اسے کہیں کہ تم کسی پر ظلم نہیں کر سکو گے۔ یہاں حق کا راج ہوگا اور جو حقوق اللہ نے' اللہ کی کتاب نے' اللہ کے دین نے انسانوں کو دیئے ہیں وہ ہر ایک کو ملنے چاہئیں' وہ مومن ہو یا کافر وہ اچھا ہے یا برا' وہ نیک ہے یا بد' اس کے جو حقوق شریعت اسے دیتی ہے وہ ملنے چاہئیں جو بھی جرم کرتا ہے اس کے ساتھ شریعت کے مطابق انصاف کیا جانا چاہیے۔ اس کا محاسبہ ہونا چاہیے یہ ایک صورت سلامتی کی ہے کہ ہم حق کا دامن تھام لیں' حق کے ساتھ شامل ہو جائیں اور اللہ ہمیں توفیق دے تو حق پر نثار ہو جائیں تاکہ ہم موت کو بھی شکست دیں نہ صرف باطل کو شکست دیں بلکہ زندگی کا تصور ہی بدل جائے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بدر میں جنگ سے پہلے اس دن کی غذا کے طور پر پانچ پانچ کھجوریں تقسیم فرمائیں۔ ایک جاں نثار صحابی نے پانچ کھجوریں ہاتھ میں رکھ کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں بدر میں شہید ہو گیا تو مجھے جنت کا داخلہ نصیب ہوگا؟ فرمایا' بے شک! انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور کہا کھانا وہاں جا کر کھائیں گے یہاں کیا پیٹ کو بے مزہ کرنا ہے۔ جنگ تو ہونے والی ہے ہمیں بچ کر کیا لینا ہے اور اللہ کو ان کی ادا ایسی بھائی کہ شہید بھی ہوئے اور بدر ہی میں دفن بھی ہوئے آج بھی وہیں جلوہ افروز ہیں' کھجوروں سے کون پیٹ بھرے حوض کوثر سے پانی پئیں گے اور جنت کے کھانے کھائیں گے۔ لیکن یہ یقین کی اعتماد کی بات ہے کہ کسی کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر اعتماد بھی اس درجے کا ہو۔

اور میرے بھائی یہ کرنے سے آتا ہے اللہ کریم مجھے آپ کو ہم سب کو تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم باطل کا نہ صرف ساتھ چھوڑیں باطل کا راستہ روکنے کی سعادت نصیب ہو انشاء اللہ العزیز و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

# ہم کہاں کھڑے ہیں

پستی کی انتہا یہ ہے کہ جن کفار سے ہمیں اسلام منوانا تھا ان سے اجازت لیکر اسلام پہ عمل کرنا چاہتے ہیں۔ کسی سے بات بھی کی جائے اسلام کے نظام کی تو ہمارے دوست دانشور اور پڑھے لکھے لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا امریکہ یہ برداشت کرلے گا؟ شاباش ہے بھائی! یعنی بالکل واضح سیدھی بغیر کسی لپٹی کے بات ہوتی ہے کہ آپ یہ جو بات کررہے ہیں یہ امریکہ برداشت کریگا؟

خطاب۔ امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان 99-6-4

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم ○ ھُوَ الّذیٓ ارسل رسُولہٗ بالھُدیٰ و دین الحق لیُظھرہٗ علی الدّین کُلّہٖ و کفیٰ باللّٰہ شھیدا○

وقال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ فی مقام اٰخر. لیُظھرہٗ علی الدّین کُلّہٖ و لو کرہ المشرکون. ولو کرہ الکٰفرون.

اللہ جل شانہٗ نے بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد واضح فرماتے ہوئے دو باتیں اس میں ارشاد فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ معرفت الٰہی کا، اللہ جل شانہٗ کو جاننے اور پہچاننے کا ذریعہ اور سبب، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکت ہے اور کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اللہ کی بارگاہ کو جاتا ہو۔

ایک دفعہ کچھ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بیٹھے تھے اور تورات کے کچھ صفحات انہیں مل گئے ان پہ بات ہورہی تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ورود فرمایا اور پوچھا کیا بات ہورہی ہے تو عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کچھ اوراق ہیں تورات کے اور ان پہ بات ہورہی ہے ان میں جو احکام ہیں یا ان میں جو باتیں ہیں، اللہ کے بارے، تو فرمایا:-

لو کان موسیٰ حییًّا آج اگر خود موسیٰ علیہ السلام زمین پر زندہ موجود ہوتے لما وسعہ الّا اتّباعی تو میرے اتباع کے علاوہ انکے پاس کوئی دوسرا راستہ نہ ہوتا۔ آج خود موسیٰ علیہ السلام بھی ہوتے تو تورات پر عمل کرنے کی انہیں اجازت نہ ہوتی، میرے ارشادات پر میری سنت پر عمل کرتے چہ جائیکہ کہ کوئی دوسرا تورات کو پڑھے۔

یعنی معرفت الٰہی کا واحد اور اکیلا راستہ ہے ذات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ایمان نہ لائے، آپ صلی اللہ علیہ وعلیہ آلہ وسلم کا اتباع اختیار نہ کرے بارگاہ الوہیت کا دروازہ اس پہ وا نہیں ہوتا۔ ھو الّذیٓ ارسل رسُولہٗ۔ اللہ وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے یہ ایک بات آگئی اس میں۔ دوسری بات کس لئے بھیجا؟ اس کا ایک سبب یہ ہے کہ بندوں کو اللہ کی معرفت کیسے نصیب ہو؟ بندے اللہ کی عظمت سے کیسے آشنا ہوں؟ مخلوق خالق کو کیسے پہنچانے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے۔

دوسرا کمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ رکھا۔ بالھُدیٰ و دین الحق. ھُدیٰ کہتے ہیں صحیح طریقے کو، ہدایت کسی بھی کام کے کرنے کا جو صحیح طریقہ ہوتا ہے وہ ھدیٰ ہوتا ہے۔ فرمایا! میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی معرفت، اللہ کے ساتھ ایمان، اللہ کے ساتھ عقیدے سے لیکر لین دین، اخلاقیات، معاملات، سیاسیات تک ہر کام کے کرنے کا صحیح طریقہ دے کر بھیجا ہے، بالھدیٰ۔ اور یہی نہیں کہ وہ طریقہ صرف زندگی گزارنے کا ہو اس کے ساتھ ایمان بھی ہے اور وہی دین ہے۔

و دین الحق۔ دنیوی زندگی کو کس طرح سے بسر کرنا ہے اور کیوں اس طرح بسر کرنا ہے! اس لئے کہ یہ ہمارے مالک کا عطا

www.naqshbandiaowaisiah.com

کردہ سلیقہ اور طریقہ ہے، یہ دین ہے اور یہ اس لئے نہیں کہ اس کا دنیا پہ صرف اعلان کر دیا جائے اور بات ختم نہیں بلکہ لیظھرہ علی الدین کلہ۔ دنیا میں جتنے طریقے رائج ہیں ان پر اسے غالب کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ جو اس پر ایمان لائیں گے، جو اس کو قبول کریں گے ان کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ دنیا سے غلط اور باطل نظاموں کو مٹا کر وہاں اس ہدیٰ کو نافذ کریں۔

و لو کرہ المشرکون۔ بے شک کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار گزرے۔

و لو کرہ الکفرون۔ کفار کو کتنی ہی اس پہ رنجیدگی ہو۔

وکفی باللہ شھیدا۔ تیسری جگہ فرمایا اللہ خود گواہ ہے ایسا ہوگا۔

اب جب ہم تاریخ اسلام کو دیکھتے ہیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں احکام عطا فرمائے، عقائد عطا فرمائے وہاں صرف فلسفہ اور تھیوری عطا نہیں فرمائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ایک ہے تو جس نے مانا اسے محسوس کرا دیا گیا کہ واقعی اللہ ایک ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اسلام ہمیں عطا فرمایا وہ محض فلسفہ یا تھیوری یا محض زبانی بات نہیں ہے بلکہ جس نے مانا اللہ ایک ہے اس نے محسوس بھی کیا کہ اللہ ایک ہے۔ جس نے مانا کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے اسے محسوس کرا دیا گیا کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے، جس نے مانا کہ اللہ شاہ رگ سے قریب ہے اسے وہ شعور اور وہ کیفیات عطا کیں کہ اس نے اللہ کو اپنی رگ جاں سے قریب پایا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مبعوث ہوئے تو پوری دنیا پہ ایک ظالمانہ نظام مسلط تھا۔ جنگل کا قانون تھا طاقت کی حکومت تھی۔ جو طاقتور ہے وہ جو چاہے کرے اور کمزور کی مجبوری ہے کہ اسے برداشت کرے۔ جس میں طاقت ہے اپنی شہنشاہیت بنا لے، جس کو چاہے زندہ رہنے دے، جس کو چاہے قتل کرا دے، جس کو چاہے قید کر دے، جسے چاہے آزاد کر دے۔

نمرود سے جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا پروردگار تو وہ ہے جو زندگی عطا کرتا ہے اور موت دیتا ہے تو اس نے کہا انا احی و امیت۔ یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ اس نے دو سزائے موت کے قیدی جیل سے منگوائے۔ اس نے کہا انہیں سزائے موت ہوئی ہے میں انہیں زندگی دیتا ہوں اور انہیں چھوڑ دیا اور دو راہ گزرتے آدمی پکڑ لئے اور انہیں قتل کرا دیا۔ اس نے کہا میں انہیں موت دیتا ہوں یعنی یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں تو حضرت ابراہیم نے فرمایا میرا رب تو وہ ہے جو سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تجھ میں ہمت ہے تو تو اسے مغرب سے طلوع کر دے الٹا چلا دے۔ فبھت الذی کفر۔ تو اس پہ وہ مبہوت ہو گیا۔

اللہ جل شانہ نے جو احکام عطا فرمائے مخلوق کو دیں تو انہیں محسوس ہوا کہ یہ صرف بات نہیں ہے، اس میں حق ہے۔ ابوجہل نے تنگ آ کر جب اس بوڑھی خاتون حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو جس کا خون اسلام کے لئے سب سے پہلے سرزمین مکہ پہ گرا جو پہلی شہید خاتون ہیں ابوجہل نے تنگ آ کر یہ کہا کہ تم دل سے نہ مانو زبان سے کہہ دو کہ جو تو کہتا ہے میں تیری بات مانتی ہوں۔ دل سے بے شک وہی مانو جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے۔ کم از کم میری آبرو بھی رہ جائے کوئی یہ نہ کہے کہ میں ایک بڑھیا کو بھی اس کی بات سے نہ ہٹا سکا تو انہوں نے جو جواب دیا وہ یہ تھا کہ میری آنکھوں میں خون جم رہا ہے زخموں کا اور تو مجھے نظر نہیں آ رہا لیکن وہ جس سے تو مجھے انکار کروانا چاہتا ہے اسے تو میں دیکھ رہی ہوں تو میں تیرے کہنے پہ اس کا انکار کیسے کر دوں۔

وہ محسوسات عطا فرمائے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ صحابہ کرام نے محسوس کیا رب العالمین کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ نماز اس طرح پڑھی جائے کہ گویا تم رب العالمین کو روبرو دیکھ رہے ہو اور یہ یاد رکھئے یہ قانون ہے کہ جو کام انسان سے ہونا ممکن نہیں ہے اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے مرد کے پیٹ سے بچے کا پیدا ہونا ممکن نہیں ہے کوئی مرد یہ تصور نہیں کر سکتا کہ میں بچہ پیدا کر رہا ہوں جو کام ممکن نہ ہو اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا مطلب ہے کہ نماز یہ ممکن ہے کہ کوئی سجدے کے لئے رکوع کے لئے جھکے اور اسے محسوس ہو کہ میرا پروردگار میرے سامنے ہے، تب مجھے حکم دے رہے ہیں اب یہ کیسے دیکھے گا رب کو اس لئے کہ یہ آنکھیں مخلوق ہیں اور کمزور ہیں اور ان میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ اسے دیکھ سکیں۔ ہاں

آخرت میں یہی آنکھیں اسے دکھائیں گی اس لئے کہ وہ عالم دوسرا ہوگا۔ اور اللہ ارشاد فرماتے گا۔

فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔ آج میں نے تیرے سامنے سے پردے بھی ہٹا دیئے اور تیری نگاہ کو بھی فولادی بنا دیا۔ فبصرک الیوم حدید آج میں نے تیری نگاہ کو فولاد بنا دیا مضبوط کر دیا تو وہاں دیدار بھی عام ہوگا لیکن یہاں ہم آنکھیں تو دیکھ نہیں پاتیں اس کا مطلب ہے کہ محسوسات اور کیفیات دل میں اتنی راسخ ہیں کہ آنکھوں سے دیکھنے سے زیادہ یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ مادی آنکھوں سے دیکھنے سے۔ ایک شخص کو پیٹھ پہ زخم لگتا ہے اس کی اپنی آنکھ تو وہاں دیکھ نہیں پاتی لیکن اس کا درد اسے یقین دلا دیتا ہے کہ پیٹھ پہ گھاؤ ہے۔ ایک شخص کو درد ہوتا ہے اندر کہیں گردے میں ریڑھ کی ہڈی میں، اس کی نگاہ تو وہاں تک نہیں پہنچتی لیکن کیا اسے یقین حاصل نہیں ہوتا کہ مجھے درد ہو رہا ہے۔ اس نے یقین کرا دیا؟ کیفیات نے محسوسات نے۔ وہی یقین جو سب کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرتے ہیں اپنے امتی کو اسے ہر عمل میں یقین نظر آتا ہے۔ اب جب رب العالمین کے سامنے دن میں پانچ دفعہ جاتا ہے اور جب اسے یہ شعور ہو کہ میرا رب میرے سامنے موجود ہے تو فرمایا اگر یہ نہ ہو تو کم از کم درجہ نماز کا یہ ہے۔

الم تکن تراہ فانہ یراک او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ کہ اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو پھر یہ یقین رہے کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ اب جسے فجر کو اٹھ کر سب سے پہلے اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اور اس سے اپنے دن کی ابتداء کرنی ہے۔ دوپہر ہوا تو پھر اللہ کے حضور اپنی درخواستیں، اپنی ضروریات۔ ایک ملاقات اسے نصیب ہو چکی دوپہر کے امور نپٹا کر پھر اس کی پاس کی اور دن ختم ہوتا ہے اس کی حاضری ہو، سورج ڈھلنے سے پہلے پھر اس کی حاضری بارگاہ میں ہوتی آپ اندازہ کر لیں کہ اس کا کتنا پیار ہو جائے گا رب العالمین کے ساتھ، کتنا رشتہ بن جائے گا رب العالمین کے ساتھ، کتنی امیدیں وابستہ ہو جائیں گی۔ رب العالمین کے ساتھ اور وہ کتنا بے خوف ہو جائے گا غیر اللہ سے۔ اللہ کے سوا اسے کسی کا ڈر نہیں رہے گا۔ اور اسے کتنا اعتماد ہو جائے گا اس ذات پر۔ ہمیں کیوں نہیں ہوتا؟ اس لئے کہ ہم صرف الفاظ لیتے ہیں۔ کیفیات حاصل نہیں کرتے، جب تک وہ کیفیات وارد نہ ہوں بات نہیں بنتی۔ آپ کسی دنیاوی علاقے کے تحصیلدار سے کہہ دیں کہ وہ چار پانچ دفعہ دن میں جب چاہے تحصیل سے ہو آئے تو وہ بندہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا، کسی کو بلا کے روک ٹوک وزیر سے ملنے کی بلا روک ٹوک وزیراعظم کے پاس جانے کی چھٹی مل جائے تو وہ ملک میں وزیراعظم سے نیچے کسی کی پرواہ کرے گا؟

تو جو بندہ دن میں پانچ مرتبہ رب العالمین کے حضور پیش ہو اپنی باتیں کرے، دل کی باتیں کرے، اپنے راز اس سے کہے، اس سے مدد بھی چاہے، اس سے ہدایت بھی مانگی، اسے یہ بھی کہے میں کمزور ہوں، مجھے طاقت دی، مجھے راستہ نہیں آتا، مجھے تو بتا، تو میری امداد فرما، تو میرے ساتھ رہ، مجھے گمراہی سے بچا، مجھے نیکی پر چلا۔ پھر وہ کسی اور سے ڈرے گا؟ کسی کی پرواہ کرے گا؟ کوئی دوسری طاقت اسے دنیا میں نظر آئے گی؟ یہی فلسفہ تھا کہ مٹھی بھر صحرا نشین صحرائے عرب سے اٹھے اور روئے زمین پر چھا گئے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت کو خاطر میں نہ لائے۔ کسی نے کہا، ہی! قیصر نے تو ایک ایک گورنر کے پاس ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ فوج ہے۔ مرکز کے پاس جو ہے ان کو ملا میں گے تو اس کی تو فوج ہی پچاس ساٹھ لاکھ بنتی ہے، بے پناہ طاقت ہے اس کے پاس اور تین تین لاکھ فوج ایک ایک میدان میں اتری۔ تین لاکھ کا مقابلہ تیس ہزار مجاہدین نے کیا اور شکست تین لاکھ کو ہوئی۔ اس مقابلے میں کفار نے نہ صرف لوہے کے لباس پہنے ہوئے تھے، زرہ بکتر نہیں، پورا لباس لوہے کا ہوتا تھا، پاؤں سے لیکر سر تک انہوں نے ایک دوسرے کو چین کر دیا تھا، زنجیریں بنائی تھیں اور اس طرح کی ٹک لگ جاتی تھی پورے لشکر کے۔ ٹانگ اور جو بہادر تھے یا جو آج S.S.G میں اس طرح کے جو لوگ تھے ان کا پورا لباس لوہے کا ہوتا تھا اور ایک دوسرے سے چین میں بندھے ہوئے کوئی ایک بھاگ نہیں سکتا تھا۔ یہ تین لاکھ تھے، مقابلے میں مسلمانوں کی فوج تیس ہزار تھی۔ جس وادی میں جنگ ہوئی، چونکہ بھاگ نہیں سکتے تھے اتنے قتل ہوئے کہ کئی سال بعد بھی ہڈیاں

www.naqshbandiaowaisiah.com

جب خاک میں مل گئیں، جب رات آتی تھی تو وہ فاسفورس چمکتا تھا اور پوری وادی چمکا کرتی تھی رات کے اندھیرے میں۔

تو یہ کیسے لڑ گئے اتنی بڑی طاقت کے ساتھ؟ مٹھی بھر مدینے کی ریاست کے لوگ کس طرح میدان میں اتر آئے؟ ان کے پاس کیا تھا؟ نہ وسائل تھے، نہ اسلحہ تھا، نہ زرہ، نہ گھوڑا، نہ سواری۔ وہ محسوسات تھیں کہ رب العالمین ہمارے ساتھ ہے۔ جب رب العالمین ساتھ ہوتا ہے تو پھر کسی سے ڈرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور یہ ذمہ داری ہے کہ "الدین" کو غالب کیا جائے روئے زمین کے تمام نظاموں پر۔ یاد رہے کلمہ پڑھوانے کے لئے، اللہ پر ایمان لانے کے لئے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی ماننے کے لئے، مسلمانوں نے کبھی جہاد نہیں کیا۔ کوئی ایک جہاد بھی نہیں ہوا اس بات پر کہ تم کلمہ پڑھو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے۔ اس کے لئے تبلیغ کا راستہ ہے۔

بلّغ ما انزل الیک من ربک

و ما علینا الا البلاغ و ھدینہ سبیلا اما شاکرا و اما کفورا۔

راستہ بتا دو میرا پیغام پہنچا دو اس کے بعد کوئی ایمان لاتا ہے اس کی مرضی، چھوڑ دو نہیں لانا چاہتا اس کی پسند پہ چھوڑ دو۔

لا اکراہ فی الدین۔ دین زبردستی منوایا نہیں جائے گا تو پھر جہاد کس بات پر ہوا؟ اتنی جنگیں کس بات پر ہوئیں؟ چراسی کے قریب غزوات و سرایہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دس سالہ مدنی حیات مبارکہ میں ملتی ہیں کس لئے؟ وہ نظام جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے اسے دنیا کے تمام نظاموں پر غالب کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ قیصر کے دروازے پر گئے، مسلمان کیا کہتے ہیں؟ کلمہ پڑھ لو تو تم ہمارے بھائی ہو۔ تم جانو، خدا جانے، اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جانے۔ ہماری چھٹی۔ تمہاری اپنی ذمہ داری ہو جائے گی۔ اگر کلمہ نہ پڑھو تو اللہ کی مخلوق پر ظالمانہ نظام مسلط رکھنے کی تمہیں اجازت نہیں دیں گے، یہ ظالمانہ نظام بدل دو اور جو نظام ہم

> **خود سوچو کہ ذلت کی انتہا کہیں کہ مسلمان جس نے دنیا پہ اسلام نافذ کرنا تھا وہ خود کافروں کا بنایا ہوا سودی نظام اختیار کر کے بیٹھ جائے**

دے رہے ہیں یہ لاگو کرو۔ بھئی یہ کیا بات ہے؟ پاگل ہوئے ہو تم لوگ؟ ملک ہمارا، زمین ہماری، لوگ ہماری، رعیت ہماری، حکومت ہماری، ہم شہنشاہ تم کون ہوتے ہو نظام دینے والے؟ انہوں نے کہا اگر یہ بات ہے تو تلوار فیصلہ کرے گی۔ اس بات پر لڑائی ہوئی کہ اللہ کی مخلوق پر کوئی بھی خدا بن کر یا فرعون بن کر نہیں بیٹھے گا، وہی نظام چلے گا جو رب العالمین نے دیا ہے۔ کافر کو بھی زندگی کے وسائل ملنے چاہئیں، اس کی جان مال آبرو کو بھی تحفظ ملنا چاہئے اسے بھی زندگی کے سارے وسائل مہیا ہونے چاہئیں، اس کے بیماروں کا علاج کیا جائے، اسکے بچوں کو تعلیم دی جائے، اسے گھر کی چھت مہیا کی جائے، اس کے بعد وہ رب کو مانتا ہے یا نہیں یہ اس کا اور اس کے رب کا معاملہ ہے۔ پوری تاریخ اسلام میں جتنے جہاد ہوئے ظلم کے خلاف ہوئے اور کافر کو بھی اگر دنیا میں کبھی عدل نصیب ہوا تو اسلام کے زیر نگین آکر ورنہ کافر، کافروں کو بھی انصاف نہیں پہنچا سکے اس لئے کہ کفر ہے ہی ظلم۔ ظلم میں سے انصاف کس کو نصیب ہوگا اور فرمایا۔ و لو کرہ الکفرون۔ و لو کرہ المشرکون۔ اس کا مطلب ہے کہ کافروں کو اور مشرکوں کو یہ بات سخت ناگوار گزرے گی۔ اب اگر مسلمان ان محسوسات سے خالی ہو جائے جو اسلام کا خاصہ ہیں، وہ کیفیات بھی اس کے دل میں نہ رہیں تو پتہ ہے گر کر کہاں جاتا ہے پھر وہ اتنا گر جاتا ہے کہ وہ کافروں سے اجازت چاہتا ہے کہ جی میں اسلام پر عمل کرلوں۔

ببیں تفاوت را از کجا است تا بکجا

فاصلہ دیکھیں کہاں سے فاصلہ کہاں جا پہنچتا ہے کہ مومن پہ فرض ہے کہ وہ کافروں کی ناراضگی، ان کی قوت، ان کی طاقت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے، اللہ پر بھروسہ کر کے دنیا میں نوع انسانی کو ظلم سے نجات دلائے اور اسے عدل پہنچائے، اللہ کا نظام پہنچائے، وہ اللہ کو مانتے ہیں یا نہیں اس کے لئے تبلیغ کرے۔ انہیں قرآن سنائے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنائے لیکن انہیں پکڑ کر کلمہ پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ بنوک شمشیر کسی کو کلمہ پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔ گن پوائنٹ پر آپ انہیں مسلمان نہیں کر سکتے۔ یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے کہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو، اس کے انسانی حقوق اسے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ملنے چاہئیں اور اس بات پہ اللہ فرماتا ہے۔ کافروں کو یہ بات بڑی ناگوار گزرے گی لیکن مومن ایسا کریں گے اور اللہ فرماتا ہے جب مومن اس پہ کمر باندھ لیں گے تو میں گواہ ہوں ایسا ہوگا۔

اب جب ہم سے وہ کیفیات گئیں، نماز ہم پہ بوجھ ہوگئی، اللہ کی اطاعت ایک رسم رہ گئی اور ہم اس سے جی چرانے لگے اور جان چھڑانے لگے تو اسلام کو چھوڑ کر ہم خود کافرانہ نظام کے اسیر ہوگئے یار! سوچو خدا کے لئے، خدا کے لئے خود سوچو کہ ذلت کی انتہا نہیں کہ مسلمان جس نے دنیا پہ اسلام نافذ کرنا تھا وہ خود کافروں کا بنایا ہوا سودی نظام اختیار کر کے بیٹھ جائے۔ اس کا اپنا عدالتی نظام جو اللہ کا دیا ہوا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا ہو، کافروں کا عدالتی نظام اپنا کر بیٹھ جائے۔ تعلیمی، سیاسی، معاشی سٹرکچر کافروں سے ادھار لے اور پھر بھی متفکر ہو کہ کہیں کفار ناراض نہ ہوجائیں۔

بڑے درد سے قرآن کریم کہتا ہے کہ مسلمانو! ابھی تم پر وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل اللہ کے خوف سے لبریز ہوجائیں اور تم کافروں کے خوف سے آزاد ہوجاؤ؟ تم نفس کی غلامی سے، مفادات کی پرستش سے اور غیر اسلامی طاقتوں کے خوف سے آزاد ہوجاؤ اور تمہارے دل اللہ کی عظمت سے بھر جائیں۔ کب آئے گا وہ وقت تم پر، مرنے کے بعد؟ مرنے کے بعد تو دارالعمل ختم ہوجاتا ہے، عمل کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، عمل کا لمحہ تو تب تک ہے جب تک اس دنیا میں آپ جی رہے ہیں۔ وہ تو دارالجزاء ہے۔ مرنے کے بعد عمل نہیں ہوگا وہاں تو جو کچھ یہاں کر چکے ہیں اس کا عدل ہوگا۔

تو پستی کی انتہا یہ ہے کہ جن کفار سے ہمیں اسلام منوانا تھا ان سے اجازت لیکر اسلام پہ عمل کرنا چاہتے ہیں۔ کسی سے بات بھی کی جائے اسلام کے نظام کی تو ہمارے دوست دانشور اور پڑھے لکھے لوگ یہ کہتے ہیں کہ کیا امریکہ یہ برداشت کر لے گا؟ شاباش ہے بھائی! یعنی بالکل واضح سیدھی بغیر کسی لگی کے بات ہوتی ہے کہ آپ یہ جو بات کر رہے ہیں یہ امریکہ برداشت کریگا؟ جس اللہ نے گواہی دی ہے کہ کافر برداشت نہیں کریں گے، امریکہ کیوں برداشت کرے گا وہ تو کافروں کا بھی امام ہے کافروں کو مشرکوں کو ناگوار گزرے گا، وہ خفا ہوں گے اور انہیں ہونا چاہئے۔ کیا ہمیں کلمہ پڑھنے کے لئے، اللہ سے وفا نبھانے کے لئے، اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت کرنے کے لئے بل کلنٹن کے پرمٹ کی ضرورت ہوگی یہ مسلمانوں کی کونسی قسم ہے اور اگر ہم یہ سوچتے ہیں اور ہمارا عمل یہ ظاہر کرتا ہے تو پھر ہمیں سوچنا یہ ہوگا کہ کیا ہم مسلمان ہیں؟ پھر بات یہاں جا اٹکے گی اور اگر یہ سوال ہم لے جائیں رب العالمین کے پاس اور ہم اس سے پوچھنا چاہیں کہ بار الہا کیا تو بھی ہمیں مومن قبول فرماتا ہے؟ وہ کہتا ہے نہیں!

فلا و ربک لا یومنون۔ وہ اپنی ربوبیت کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ تم مومن نہیں ہوسکتے۔ مومن ہونے کی شرط یہ ہے حتی یحکموک فیما شجر بینھم۔ تم اپنے معاملات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے نافذ کریں۔ فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم۔ تب تک مومن نہیں ہوسکتے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جب تک تیرے فیصلے اپنے معاملات میں نافذ نہ کریں اور یہ نہیں کہ مجبوراً مانیں۔ نہیں مجبوراً کا ماننا کوئی ماننا نہیں ہے۔

ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت۔ تیرے فیصلوں کو دل کی گہرائی سے قبول کریں اور دل میں بھی خیال نہ آئے کہ ایسا فیصلہ کیوں ہوا، کیونکہ ہر فیصلہ ایک فریق کے خلاف ہوتا ہے، کوئی بھی دو فریق جب ان میں جھگڑا یا تنازعہ ہوتا ہے تو ہر فیصلہ ایک کے حق میں اور دوسرے کے خلاف ہوتا ہے تو فرمایا جس کے خلاف ہو وہ بھی اتنی ہی دلجمعی سے، اتنی ہی خوشی سے قبول کرے، جتنی خوشی سے وہ کر رہا ہے جس کے حق میں ہوا۔

و یسلموا تسلیما۔ اور (اے نبی) تیرے فیصلے ماننے کا، تسلیم کرنے کا، تجھ پر ایمان لانے کا حق ادا کریں پھر مومن ہیں۔

عجیب بات ہے کہ رب سے بھی ہم نے بگاڑی، بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بے آبرو ہوئے اور کافروں سے بھی ہماری دوستی نہ چل سکی ہم کافروں کو راضی رکھنے کے لئے اپنی بنیاد سے، اپنے ایمان سے، اپنے نظریات سے، خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گئے اور کافر ہیں تو وہ اپنے نظریے پکے ہیں اور ہمیں مسلمان سمجھ کر ہم پر دباؤ بڑھاتے

www.naqshbandiaowaisiah.com

جا رہے ہیں اور اس طرف یہ انداز ہیں محبت کے کہ اچانک صبح اخبار کھولا تو وہ بھارتی پائلٹ جو قید ہوا تھا جنگی قیدی وہ بغیر کسی شرط کے ہم نے چھوڑ دیا، اس لئے کہ بعض ایسے اقدامات کئے جائیں جن سے تعلقات بہتر ہوں یعنی ہمیں اب کفار کی اتنی خوشامد کی ضرورت ہے یہی واقعہ اسوقت ہوا تھا جب بنگلہ دیش بنا تھا۔

تھوڑے بہت جو قیدی پاکستان کے پاس تھے وہ خیر سگالی کے جذبے میں چلے گئے اور جو مسلمان ہندوؤں کے قابو میں آگئے ان کی بقیہ زندگی ان کا بقیہ کیریئر ان کی بقیہ سروس کے امکانات تباہ کرنے کے بعد انہوں نے انہیں بھیجا۔ ان میں سے کونسا آدمی بعد میں اس جگہ اکاموڈیٹ ہو سکا جس جگہ سے وہ قید ہوا تھا۔ لوگوں کے کیریئر تباہ ہوگئے جنہیں جرنیل بننا تھا وہ میجر ریٹائرڈ ہوئے اتنا اس پراسیس کو انہوں نے پرولانگ کیا (لمبا کیا) اور جان بوجھ کر کیا اور انہیں پتہ تھا کہ کتنے قیمتی لوگ قابو آگئے ہیں اور فوج کا کتنا قیمتی حصہ ہمارے پاس ہے انہیں تو ہم ناکارہ کرکے ہی بھیجیں انکا کیریئر تو تباہ ہوجائے۔ جنگی اور لڑاکا طیارے کا ایک پائلٹ پیدل لڑنے والی شاید کئی یونٹوں پر بھاری ہوتا ہے۔ پیدل لڑنے والی یونٹیں کھڑی کرسکتے ہیں لیکن ایک جنگی پائلٹ عین موقع پر آپ تیار نہیں کرسکتے۔ آج ضرورت پڑ جائے، آپ دیہات سے، گاؤں سے، رضاکار تنظیموں سے، سیاسی جماعتوں سے رضاکار لے کر پچاس یونٹیں کھڑی کرسکتے ہیں جو پیدل لڑنے والی فوج کی مدد کریں لیکن سارا ملک کھنگال کر کوئی جنگی پائلٹ آپ پیدا نہیں کرسکتے فوری طور پر وہی ملیں گے دو چار دس پچاس، بڑے عرصے سے جنگی آپ تربیت کرکے لاتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس ان کی اتنی قیمتی رگ آ گئی تھی تو کونسا جذبہ خیر سگالی جاگ اٹھا؟ کیا فائرنگ ختم ہوگئی؟ کیا لوگوں کا قتل عام رک گیا؟ کیا ہندوستان کی فوجوں نے سیز فائر کردیا؟ انہوں نے تو کہا تھا کہ لڑائی جاری رہے گی۔ بندے مر رہے ہیں، گولے برس رہے ہیں، لڑائی ہو رہی ہے، خیر سگالی کس بات کی؟ اور یہ اس ملک کا مقدر نہیں ہمارا ضمیر خراب ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے نا ملک کا مقدر خراب ہے، ملک کا مقدر نہیں خراب، ملک میں رہنے والوں کا ضمیر خراب ہوچکا ہے۔

یہاں عجیب بات ہے شاید مجھے نہیں کہنا چاہئے لیکن شاید اگر میں نہ کہوں گا تو کوئی بھی نہیں کہے گا۔ آپ اندازہ کیجئے جناب ولی خان صاحب نے ساری عمر اس ملک کے نام پر عیش کی، بہت بڑی لیڈرشپ کمائی، انکی اولاد بھی لیڈر بن گئی اور انہیں بادشاہ کا خطاب ملا۔ باچا خان بادشاہ خان کا مخفف ہے۔ باچا خان کو جب موت آئی تو وصیت کی کہ مجھے اس مٹی میں دفن نہ کرنا۔ یعنی جس بندے نے اس مٹی میں دفن ہونا ہی گوارا نہیں کیا اس کو اس ملک کی قیادت کس طرح سے سونپی، کیوں سونپی گئی؟ جنرل موسیٰ خان خچر (Mule) میول ڈرائیور تھے AT (Animal Transport) میں بھرتی ہوئے اینیمل ٹرانسپورٹ میں اور خچر ڈرائیور تھے میول ڈرائیور تھے اس شخص نے بھی محنت کی، اس ملک نے وسائل مہیا کئے اس ملک نے مواقع مہیا کئے تو وہ میول ڈرائیور سے اس فوج کا کمانڈر انچیف بنا پھر وہ مغربی پاکستان کا گورنر بنا اور مرتے وقت تک بلوچستان کا گورنر تھا۔ اس کا انتقال گورنر ہاؤس بلوچستان میں ہوا لیکن اس نے وصیت کی کہ مجھے اس زمین میں دفن نہ کرنا مجھے ایران جاکر دفن کرنا اور وہ لاش بھی سرکاری جہاز پر ایران گئی۔ او جس بندے کو زمین میں دفن ہی نہیں ہونا تھا اسے اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہو؟ جو یہاں اس مٹی میں اپنے مردہ وجود کو رکھنا گوارا نہیں کرتا اس کی وفا اس ملک کے ساتھ کتنی ہوگی؟ کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے؟

ہمارے آج کے حکمرانوں کو اس ملک نے عام کلاس سے لیا یا مزدور کی کلاس سے لیا اور آج وہ بل کلنٹن کے ساتھ، بورس یلسن کے ساتھ، چینی حکمرانوں کے ساتھ، مشرق وسطیٰ کے سلاطین کے ساتھ، دنیا کے شہنشاہوں کے ساتھ، برطانیہ کی ملکہ کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر بیٹھے ہیں، یہ ساری ترقی کس نے دی؟ اس ملک نے۔ اپنا شہر بسایا اس کا نام جاتی عمرہ رکھا، وہ جو ہندوستان میں گاؤں تھا۔ سارا پیسہ تو اس دھرتی کا لگا، وسائل تو سارے اس زمین کے گئے، آپ کو تو یہ ساری عظمت اس زمین نے دی، اب اگر اس ملک کے حکمرانوں کو ہی اس ملک کے ساتھ محبت نہیں، اگر محبت ہوتی تو پھر یہاں نیو لاہور ہی رہنے دیتے شریف سٹی ہی رہنے دیتے، وہ تھوڑا نام تھا، یہ جاتی عمرہ تو ایک پنڈ ہے ہندوستان کا، جاتی عمرہ نے آپ کو دیا کیا تھا؟ وہاں سے تو آپ مزدوری کرنے کے لئے

www.naqshbandiaowaisiah.com

نکلے تھے۔ جاتی عمرے نے تو آپ کو وہ وقت کی روٹی بھی نہیں دی تھی۔ تو کیا اب یہ ایک قادیان کی طرز پر جس طرح قادیانیوں نے اپنے نام پر رکھا اس طرح کا حکمرانوں نے بھی تو پھر اس کا مطلب ہے کہ ملک کے ساتھ ان کا کوئی تعلق، کوئی رشتہ، کوئی دلچسپی ہے نہیں ہے۔ تو پھر ہمارے ہی حوصلے ہیں کہ ہم پر ایسے لوگ حکومت کرتے ہیں اور ہم انہیں برداشت بھی کرتے ہیں اللہ کا نام آئے تو امریکہ کی اجازت چاہئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا نام آئے تو کافر اگر اجازت دیں گے تو کریں گے۔ کافروں کے ساتھ جنگ ہو تو خیر سگالی؟ ادھر سے گولے چل رہے ہیں ادھر خیر سگالی آ رہی ہے۔ ملک کی بات آئے تو پھر ہماری حوصلے اور ہمارے ضمیر ہیں کہ ہم برداشت کئے جا رہے ہیں۔

اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد ہے تمہارا کردار تم پر حکومت کیا کرے گا اس کا مطلب ہے کہ ہمارے اپنے ذاتی کردار اتنے مسخ ہو چکے ہیں کہ اقتدار ایسے لوگوں کے پاس چلا گیا میں کسی کی ذات پر کیچڑ اچھالنے کے حق میں نہیں ہوں لیکن جو میں کہہ رہا ہوں یہ واقعہ ہے۔ یہ کچھ نہیں ہے اور یہ معمولی واقعہ نہیں ہے۔ شاید اسے سارے دانشور معمولی سمجھیں لیکن میرے نزدیک یہ معمولی واقعہ نہیں ہے کہ کسی شخص کو ایک ملک مزدوری سے اٹھا کر حکومت کے ایوانوں تک لے جائے اور دن بھر کی مزدوری کرنے والوں کو کھرب پتی بنا دے اور وہ اپنے گھر کا نام اس ملک کے کسی شہر کسی گاؤں کا رکھنا پسند نہ کریں بلکہ اس ملک کے مخالف اور دشمن ملک کے گاؤں کا نام رکھیں۔ انہیں کتنی دلچسپی ہے اس ملک کے ساتھ؟ بے شک اخبار نویس نہ لکھیں، بے شک دانشور اس پہ بات نہ کریں، بے شک ہمارا قائد اور سیاست دان اس پہ بات نہ کرے لیکن یہ بات حق ہے اور یہ بات پیمانہ ہے کہ کس طرح کے لوگ ایوان ہائے اقتدار میں براجمان ہیں اور وہ اس قوم کو، اس ملک کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔

حضرات گرامی! جمعہ اللہ جل شانہ نے ظہر کی چار رکعتیں دو رکعتوں میں بدل کر عطا کیا ہے۔ ظہر کی نماز کی رکعتیں چار تھیں وہ دو کر دیں اور اس کا ثواب حج کے برابر کر دیا، نماز کی رکعتیں کم ہو گئیں اور ثواب کئی گنا بڑھ گیا۔ کیوں؟ اسلئے کہ اس دن بیٹھ کر عظمت الٰہی کو زیر بحث لاؤ۔ اس دن سارے جمع ہو کر محبت پیامبر صلی اللہ علیہ وسلم پہ بات کرو۔ اس دن سارے جمع ہو کر حق اور باطل پہ بحث کرو اور اس دن سارے جمع ہو کر اپنے لئے کوئی جگہ، اپنے لئے کوئی مقام اور اپنے لئے کوئی حیثیت متعین کرو کہ ہم کون ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہئے، آدھی نماز یہ ہے اور آدھی نماز دو رکعتوں کی صورت میں پڑھ لو۔ اس کا سارا ثواب اس بات کا ہے۔ جس وقت کو ہم نے لڑائی جھگڑائی کے لئے وقف کر دیا اور ایک دوسرے پر فتوے لگانے کے لئے وقف کر دیا ہے اور مزید فسادات بڑھانے کے لئے وقف کر دیا ہے یہ اس لئے وقت نہیں ہے، یہ وقت اس لئے ہے کہ اجتماعی امور پر بات ہو، دنیا پر بات ہو۔ آخرت پر بات ہو، ایمان اور اعتقاد کی بات ہو، عمل اور اس کے نتائج کی بات ہو اور محاسبہ کیا جائے اپنا کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمارا کردار کیا ہے اور اس کے کیا نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ اس سارے تجزیے کے لئے رب کریم نے رکعت کی تعداد آدھی کر دی کہ دو رکعت پڑھ لو اور ثواب نماز سے کئی گنا بڑھا دیا ہے حج کے برابر کر دیا۔

اللہ ہم پر رحم کرے ہم نے اسے بھی رسم میں بدل ڈالا۔ چلو جی جائیں گے جب جماعت کھڑی ہونے والی ہو گی جائیں گی، کھڑے ہو جائیں گے۔ نوے فیصد سے زائد مساجد میں شعر و شاعری اور غزلیں گا کر پڑھ پڑھا کر جمعہ پڑھ لیا، کوئی کسی سے ناراض ہے تو اس پر فتوی لگا دیا، کوئی کسی کے حق میں ہے تو اس کے حق میں تقریر کر دی۔ حالانکہ یہ تو سارا وقت اپنے تعلقات پر نظر کرنے کے لئے تھا کہ میں کہاں ہوں؟ میرا رشتہ میرے رب کے ساتھ کیا ہے؟ میرا تعلق میرے حبیب اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے؟ میرے معاملات کیسے جا رہے ہیں، دنیا میں میرے ذمے کیا تھا اور میں کر کیا رہا ہوں؟

اللہ کریم ہمیں یہ سب سوچنے، فکر کرنے اور صحیح نتائج پر پہنچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور قوتِ عمل عطا فرمائے۔ رب کریم اس ملک کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس پر دین اسلام کی حکومت قائم فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

# گناہ کے اثرات اور علاج

اقتباس از اسرار التنزیل

مرسلہ: عائشہ سطوت' انگلینڈ

## گناہ کا اثر فساد فی الارض

اللہ کریم نے زمین میں ہر طرح کی درستی فرما دی چاند سورج ستارے اور پہاڑ و دریا روئیدگی نباتات و جمادات ایک بہت خوبصورت آرام دہ نظام ساری مخلوق کے لئے بنا دیا پھر اس کی باطنی اصلاح فرمائی اپنے نبی اور کتابیں بھیج کر کہ کسی قسم کا ظلم یا کفر و شرک نہ ہو تو اے لوگو تم نافرمانی کر کے اس میں فساد نہ پھیلاؤ اسے اپنے اور دوسروں کے لئے تکلیف دہ نہ بناؤ۔

## گناہ کا اثر

(1) ایک تو یہ ہے کہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہے جو بجائے خود بہت بڑا جرم ہے۔

(2) دوسرا اثر ماحول اور اشیاء عالم پر مرتب ہوتا ہے اور ان میں فساد یعنی خرابی پیدا ہونے لگتی ہے۔

## خرابی کی نوعیت

### (1) ذاتی خرابی :-

جو چیزیں انسان کے آرام کا باعث تھیں وہ اسے تکلیف پہنچانا شروع کر دیتی ہیں۔ اور یہی کھانا پینا اور روزمرہ استعمال کی اشیاء آرام کی بجائے دکھ کا باعث بن جاتی ہیں اور طرح طرح کے امراض پیدا ہونے لگتے ہیں۔

### (2) معاشرتی یا اجتماعی خرابی اور ماحول پر اثر :-

جب بات اس حد سے بھی بڑھے تو انسان خود دوسرے انسانوں پر ظلم توڑنے لگتا ہے ایک دوسرے کا گلا کاٹ کر خوش ہوتے ہیں آپس میں لڑائی اور تباہی کے درپے ہوتے ہیں ساتھ ہوا پانی مٹی سب مخلوق نقصان پر تل جاتی ہے' طوفان آتے ہیں' زمین پھٹتی ہے' سمندر آبادیوں پر چڑھ دوڑتے ہیں اور یہ سب کچھ انسانی کردار کا فوری نتیجہ ہوتا ہے۔

## (3) ابدی نتائج

### میدان حشر میں خرابی :-

ابدی اور ہمیشہ کے لئے رہنے والے نتائج میدان حشر میں سامنے آئیں گے جو ان تمام امور سے بہت بھیانک ہوں گے۔

**مختصراً :-**

گناہ کو محض ایک لغزش ہی نہ سمجھا جائے اس کے اثرات پہ نگاہ رکھنا ضروری ہے۔

(1) کہ اول تو خود انسان کے عمل میں فساد پیدا ہوتا ہے۔

(2) پھر اس کی کیفیات باطنی میں فساد پیدا ہوتا ہے۔

(3) اور تیسرے درجے پر نظام عالم متاثر ہوتا ہے۔

(4) اس سب کے نتیجہ میں خود اس کی ابدی زندگی غضب الٰہی کا شکار ہو کر رنج و الم کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

اللہ کریم اس سے پناہ دے۔

## علاج

اس کا علاج صرف ایک ہے کہ اللہ کو یاد کرتے رہو۔

(1) اس کی نافرمانی سے ڈرتے ہوئے اور (2) اس کی رحمت پر پوری امید کے ساتھ۔ اصل بات عظمت باری کا احساس ہے جو (1) کثرت ذکر (2) اور صحبت کاملین سے نصیب ہوتا ہے۔

جب دل کو اللہ کی یاد نصیب ہو جائے تو اپنے سب کاموں کی تعمیل کو اولیت دیتا ہے اگرچہ بعض اوقات لغزش بھی صادر ہو جائے مگر کوشش اطاعت ہی کے لئے کرے تو توبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے جو رحمت الٰہی کو پا لیتی ہے۔ لہٰذا اللہ کریم کو پکارتے رہو عجز کے ساتھ خفیہ یعنی دل ہی دل میں اپنے کوتاہیوں کا خوف بھی ہو مگر اس کی رحمت پر امید کامل بھی۔ اس لئے کہ اس کی رحمت محسنین کے ساتھ رہتی ہے۔ محسنین سے مراد وہی لوگ ہیں جنہیں کوئی ذرہ معرفت باری کا نصیب ہوتا ہے اور خلوص دل سے خود کو اللہ کے روبرو زندہ رکھتے یعنی زندگی گزارتے ہیں۔



www.naqshbandiaowaisiah.com

www.naqshbandiaowaisiah.com

# انٹرویو اسامہ بن لادن

اسامہ بن لادن کا نام محتاج تعارف نہیں ہے۔ یہ عرب کے سعودی کھرب پتی مسلمان ہیں جنہیں سعودی عرب نے ملک بدر کر رکھا ہے اور امریکہ نے ان کے اثاثے منجمد کر رکھے ہیں۔ افغانستان کی جنگ میں اسامہ بن لادن کا ایک مثبت کردار رہا ہے۔ ایک وقت تھا جب اسامہ بن لادن امریکہ کے لئے ایک نہایت پسندیدہ شخصیات میں سے تھے۔ لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ امریکہ کے دشمن روس کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔

امریکہ نے اسامہ کی گرفتاری و قتل پر ایک خطیر رقم کا اعلان کر رکھا ہے۔ اس نے خود بھی کئی بار کوشش کر دیکھی ہے پاکستان و دیگر ممالک کو بھی کہا کہ ان کی گرفتاری میں مدد دیں خود بھی ان کے ٹھکانوں پر بم باری کی۔ لیکن ابھی تک اپنے مقصد میں ناکام رہا ہے۔ افغانستان سے بھی اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرنے کو کہا گیا۔ افغانستان ابھی تک ڈٹا ہوا ہے جس پر افغانستان کو عالمی برادری سے تنہا کر دیا گیا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ ان کا "حقہ پانی" بند کر دیا گیا ہے۔ تمام نام نہاد اسلامی ریاستیں اس سلسلہ میں امریکہ کا ساتھ دے رہی ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ پاکستانیوں کے دل مسلمانوں کے دل اسامہ بن لادن کے ساتھ ہیں۔ اس عالم تنہائی میں ضروریات زندگی کو افغانستان تک پہنچنے نہیں دیا جا رہا۔ دوائیاں نہیں پہنچنے دی جا رہیں خوراک نہیں پہنچنے دی جا رہی ایک خود ساختہ قحط سالی پیدا کر دی گئی ہے مسلمانوں کی پتھر دل حکومتیں مغرب کی آلہ کار بنی ہوئی ہیں۔ یہ ایمان کی طاقت ہے کہ افغانستان اپنے موقف پر قائم ہے۔ انشاء اللہ فتح اسلام کی ہوگی۔

28 مئی 1999ء کو اے بی سی نیوز کے نمائندے جان ملر نے اپنے عملہ کے ساتھ افغانستان میں اسامہ بن لادن سے ملاقات کی اور ان سے انٹرویو لیا۔ جان ملر اور ان کے عملہ کو پہاڑوں میں سے پیدل گزار کر اسامہ بن لادن تک پہنچایا گیا جو کہ امریکہ کے نزدیک دنیا کا خطرناک ترین دہشت گرد ہے۔ جان ملر اس بات کا یقین نہ کر سکے کہ انہیں افغانستان کے کس علاقے میں لے جا کر اسامہ سے انٹرویو کروایا گیا اس لئے انہوں نے اس انٹرویو کو عنوان دیا ہے۔ Somewhere Inside Afganistan

**جان ملر:-** مسٹر بن لادن! امریکیوں کے لئے آپ ایک دلچسپ شخصیت ہیں' ایک ایسا آدمی جو دولت اور آسائش کے پس منظر سے ظاہر ہو کر میدان جنگ میں پہنچا ہے۔ بہت سے امریکیوں کے لئے یہ چیز حیران کن ہے۔

**اسامہ:-** الحمد للہ۔ یہ بات کسی ایسے شخص کے لئے سمجھنا بہت مشکل ہے جو "اسلام" کو نہ سمجھتا ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اللہ نے ہمیں پیدا کیا اور مذہب اسلام سے نوازا اور حکم دیا کہ اس کا نام اس کے منکروں پر بلند کرنے کے لئے جہاد کرو۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمیں اپنی تمام تر مالی استطاعت کے باوجود جہاد میں عملی طور پر حصہ لینا چاہئے۔ مغرب اور عرب سیکولر دنیا کے لئے یہ پیغام ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام کی طرف لوگوں کے راغب ہونے کی اصل وجہ لوگوں کے مالی مسائل اور ان کی معاشی بدحالی ہے۔ یہ کہنا دراصل بالکل غلط ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ان لوگوں پر رحمتوں کا نزول ہے کہ وہ لوگ اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

یہ کوئی حیران کن بات نہیں ہے۔ جہاد کے دوران ہزاروں ایسے لوگوں نے اپنے گھر بار کو چھوڑا اور جہاد میں شرکت کی جو مالی طور پر بہت مستحکم تھے۔ ان میں سینکڑوں ایسے ہیں جو افغانستان چیچنیا اور بوسنیا میں مارے گئے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شہادت کے رتبے پر فائز کرے۔

**جان ملر:-** آپ کو دنیا کا سب سے زیادہ مطلوب آدمی گردانا جاتا ہے۔ امریکی حکومت نے آپ کے سر کی اور آپ کی گرفتاری کی بہت بڑی قیمت لگائی ہے۔ آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے اور کیا یہ چیز آپ کے لئے پریشانی کا سبب ہے؟

**اسامہ:-** ہمارے لئے یہ بات قطعاً پریشان کن نہیں ہے کہ امریکہ کیا سوچتا ہے۔ ہمیں فکر ہے تو صرف یہ کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کی۔ امریکی ہر اس شخص پر اپنی مرضی تھوپتے ہیں جو اپنے مذہب پر یقین رکھتا ہے اور جسے اپنے حقوق کا ادراک ہو۔ امریکی ہمارے فلسطینی بچوں کو دہشت گرد قرار

www.naqshbandiaowaisiah.com



دیتے ہیں۔ وہ بچے جن کے پاس کوئی ہتھیار نہیں اور جو ابھی سن بلوغت کو بھی نہیں پہنچے۔ اس کے برعکس وہ (امریکہ) ایک ایسے ملک کا دفاع کرتے ہیں جس کے پاس اپنا تمام تر جنگی سازوسامان ہے اوران معصوم فلسطینی بچوں کا مستقبل تباہ کرنے کی پالیسی پر کاربند ہے۔ صرف اس لئے وہ ایک یہودی ملک ہے۔

ہم بحیثیت مسلمان تقدیر پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ ساری دنیا بھی مل کر ہمیں اس وقت تک نہیں مار سکتی جب تک ہماری زندگی لکھی گئی ہے۔ ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہمارے اثاثے منجمد کردیئے جائیں یا لوگوں کو اس عظیم کام میں شرکت سے روکا جائے۔ کیونکہ ہم صرف اور صرف اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

جان ملر:- آپ نے کہا ہے کہ اگر امریکن اتنے ہی بہادر ہیں تو وہ آئیں اور مجھے گرفتار کرلیں۔ آپ کے خیال میں امریکہ اس سلسلہ میں کچھ کرسکتا ہے؟

اسامہ:- پچھلی دہائی امریکی حکومت کے زوال اور امریکی فوجیوں کی کمزوریوں کی داستان سناتی ہے۔ امریکی فوج کسی بھی جنگ کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ چیز ثابت ہوچکی بلکہ بیروت میں امریکی فوج محض دودھماکوں کے بعد بھاگ کھڑے ہوئے اور اس کے علاوہ صومالیہ میں بھی امریکی صرف 24 گھنٹے کے اندر بھاگ نکلے۔ ہم بہرحال ہر قسم کی صورت حال کے لئے تیار ہیں۔ ہم صرف اور صرف اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں۔

جان ملر:- آپ نے مسلمانوں کے لئے فتویٰ دیا ہے کہ جہاں بھی جب بھی کوئی امریکی نظر آئے اسے ماردیا جائے۔ کیا یہ فتویٰ تمام امریکیوں کے لئے ہے' یا امریکی فوجیوں کے لئے یا کہ ان امریکیوں کے لئے جو سعودی عرب میں ہیں۔

اسامہ:- جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ہمارا مذہب ہمیں حکم دیتا ہے کہ مسلمان سرزمین کو منکروں سے پاک کیا جائے خاص طور پر جزائر عرب جہاں کعبۃ اللہ ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد امریکیوں نے بہت تشدد کا مظاہرہ کیا خاص طور پر اسلامی دنیا پر۔ مجھے حیرت ہے کہ یہ سوال ایک امریکی کی طرف سے پوچھا جارہا ہے۔ ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے اوراس ردعمل کے طور پر ہمیں امریکیوں کو ایسی سزادینی چاہئے کہ وہ مسلمانوں' مسلمانوں کے بچوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے [illegible] تاریخ بتاتی ہے کہ امریکی سول اور فوجی آبادی حتیٰ کہ عورتوں اور بچوں میں بھی تمیز نہیں کرتے۔ دوسری جنگ کے دوران امریکہ نے ناگاساکی پر ایٹم گرایا۔ کیا بم فوجیوں اور سول آبادی میں تمیز کرسکتا ہے۔ کیا بم بچوں اور عورتوں میں تمیز کرسکتا ہے۔ دراصل امریکہ کا کوئی مذہب نہیں ہے جو اسے لوگوں کے بے جا قتل عام سے روک سکے۔

**یہودیوں اور عیسائیوں کو "حرمین شریفین" سونپنے والے سعودی خاندان کا حال بھی ایرانی شاہی خاندان سے مختلف نہیں ہوگا**

فلسطینیوں کے ساتھ امریکہ کا رویہ شرمناک ہے۔ صبرا اور شتیلہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کی اجتماعی سازش میں مسلمانوں کے گھروں کو بچوں سمیت بلڈوز کیا گیا۔ اسی طرح عراق پر عائد پابندیوں کے نتیجے میں 10 لاکھ سے زائد بچے اب تک مرچکے ہیں اور یہ سب کچھ محض امریکی مفادات کے نام پر کیا گیا۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا چور اور دہشت گرد خود امریکہ ہی ہے۔ اوراس کی دہشت گردی سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے یہ کہ اس کے ساتھ دہشت گردی سے ہی نپٹا جائے۔

ہمارے لئے فتویٰ میں وردی والے فوجیوں میں عام سویلین میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ یہ سبھی لوگ ہمارا نشانہ ہیں۔ وہ تمام لوگ جنہوں نے مسلمانوں کے قتل عام میں حصہ لیا۔ مقدس مقامات کی بے حرمتی کی اور یہودیوں کو مسلمان سرزمین میں آبادکاری میں مدد کی۔

جان ملر:- رمزی یوسف آپ کا پیروکار تھا؟ کیا آپ اسے جانتے ہیں؟ کیا وہ آپ کو یاد ہے؟

اسامہ:- ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دھماکہ کے بعد سب مسلمان اسے جانتے ہیں اور وہ ایک مشہور مسلمان شخصیت بن گیا ہے۔ میں اسے صرف بحیثیت ایک مسلمان

کے جانتا ہوں جس نے اسلام کو امریکی دہشت گردی سے بچایا۔اس نے یہ اقدام امریکیوں کو یہ احساس دلانے کے لئے کیا کہ ان کی حکومت یہودیوں اور اسرائیل کے مفاد کے لئے مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہی ہے۔امریکی دیکھیں گے کہ مسلمان نوجوانوں میں سے بہت سے رمزی یوسف پیدا ہوں گے۔

جان ملر:- کیا یہ صحیح ہے کہ رمزی یوسف کو جس گیسٹ ہاؤس سے گرفتار کیا گیا اس کا کرایہ آپ ادا کرتے تھے؟

اسامہ:- خبروں کے ذریعے جو اطلاع ہم تک پہنچی اسے پاکستان میں ایک ہوٹل سے گرفتار کیا گیا تھا۔

جان ملر:- ولی خان امین شیخ جسے منیلا میں گرفتار کیا گیا۔امریکی حکومت یقین رکھتی ہے کہ وہ آپ کے لئے کام کر رہا تھا۔اور آپ ہی اس کی مالی اعانت کر رہے تھے۔اس نے منیلا میں ٹریننگ کیمپ قائم کئے ہوئے تھے اور صدر کلنٹن کے دورہ منیلا کے دوران ان کا قتل ولی خان کے منصوبہ میں شامل تھا۔

اسامہ:- ولی خان ایک مسلمان نوجوان ہے اور افغانستان میں اسے ''شیر'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ہم اچھے دوست تھے اور روسیوں کے خلاف بہت سے محاذوں پر اکٹھے لڑتے رہے ہیں۔حتیٰ کہ روسیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی اور اللہ نے انہیں واپس بھیج دیا۔آپ نے کہا کہ وہ میرے لئے کام کرتا ہے۔میں آپ کو ایک بار پھر بتاتا چلوں کہ ہمارے ہاں کوئی کسی کے لئے کام نہیں کرتا۔ہم سب صرف اللہ کے لئے کام کرتے ہیں اور اللہ ہی اس کا انعام دیتا ہے۔باقی جہاں تک آپ نے صدر کلنٹن پر قاتلانہ حملے کا ذکر کیا ہے تو یہ بات میرے علم میں نہیں تھی لیکن یہ بات بالکل حیران کن نہیں ہے۔جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ ہر عمل کا ردعمل ہوتا ہے۔صدر کلنٹن ان لوگوں سے کیا توقع کرتے ہیں جن کی ماؤں اور بہنوں کو انہوں نے دہشت گردی کا نشانہ بنایا۔اس لئے یہ بات بالکل حیران کن نہیں ہے۔

**امریکی اس وقت تک سعودی عرب سے نہیں جائیں گے جب تک ان کو کفن اور تابوت نہیں بھجوائے جاتے**

جان ملر:- امریکی حکام ابھی تک اس کی تحقیق کر رہے ہیں کہ آپ نے ریاض اور الخبر میں امریکی فوجی اڈوں پر حملے کروائے۔

اسامہ:- جب سعودی حکومت نے امریکی حکومت کو خوش کرنے کے لئے شیخ سلمان بن فہد ال اودع اور سفاد بن عبدالرحمن ال اولی وغیرہ کو جیل میں ڈالا تو ہم نے لوگوں کو تیار کیا اور ہمارے علماء نے فتاویٰ جاری کئے کہ دشمن کو اس مقدس سرزمین سے نکال باہر کیا جائے۔ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس بات کو سنا اور مسلم امہ کا سر فخر سے بلند کر دیا۔اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو شہادت کے رتبے سے نوازے۔ہمارے لئے یہ نوجوان عظیم ہیرو ہیں جنہوں نے رسول پاک ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کی۔

جان ملر:- امریکہ میں آپ کو ایک دہشت گرد رہنما کے طور پر دیکھا جاتا ہے جب کہ آپ کے پیروکار آپ کو ہیرو مانتے ہیں۔آپ خود اپنے آپ کو کیسا دیکھتے ہیں۔

اسامہ:- جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ امریکی کیا سوچتے ہیں۔ہم خود کو اور اپنے مسلمان بھائیوں کو صرف ایک اللہ کے ماننے والوں کے طور پر جانتے ہیں۔وہ اللہ جس نے ہمیں پیدا کیا کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کی کتابوں اور اس کے انبیاء کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور جہاد بھی اک عبادت ہے۔اللہ کا نام بلند کرنے اور مسلم سرزمین سے امریکیوں کو نکال باہر کرنے کے لئے جہاد۔۔۔

جان ملر:- کسی کو اس بات کا یقین نہیں تھا کہ افغانستان میں مجاہدین روسیوں کو شکست دے دیں گے اور یہ بات ہر ایک کے لئے حیران کن تھی۔آپ مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کو آپ اس حوالے سے کس طرح دیکھتے ہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com



اسامہ:- نیٹو (NATO) نے یورپ اور امریکہ کو روس سے بچانے کے لئے اپنے جنگی سامان کی جدید کاری کی مد میں 455 بلین امریکی ڈالر خرچ کر ڈالے۔ جبکہ افغانستان میں اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی خواہ وہ افغانستان سے تھے یا کسی اور مسلم ملک سے' مدد فرمائی اور ہم روس کے خلاف ڈٹ گئے۔ حتیٰ کہ اس کا نام صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ ہم اللہ کی طرف سے فتح و نصرت پر یقین رکھتے ہیں۔ اور امریکیوں اور یہودیوں کے خلاف فتح کا اللہ کے نبی نے یوں وعدہ فرمایا ہے' اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں کے خلاف جنگ نہیں کرتے اور پھر یہودی خوف کے مارے درختوں اور پتھروں کے پیچھے چھپ جائیں گے۔ تو درخت اور پتھر پکاریں گے' اے مسلمان میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے آؤ اور اسے مار ڈالو۔ سوائے الغرگاد کے درخت کے جو کہ ایک یہودی درخت ہے۔'' امریکیوں کے خلاف فتح کا ہمیں یقین ہے۔ یہ جنگ روسیوں کے خلاف جنگ کی نسبت بڑی جنگ ہو گی۔ امریکہ بہت احمقانہ غلطی کر چکا ہے کہ اس نے مسلمانوں کے قبلہ پر حملہ کیا ہے۔ بہر حال اس کا رد عمل مسلمان علماء اور جوانوں کی طرف سے بہت حوصلہ افزا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ امریکہ جب اپنے بیٹوں کی لاشیں اٹھا کر ہماری سرزمین سے لوٹے گا تو وہ رہا سہا بھی متحدہ نہیں رہے گا بلکہ اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

جان ملر:- آپ سعودی شاہی خاندان کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ خاص طور پر امریکہ اور امریکی افواج کے ساتھ ان کے روابط کے بارے میں؟

**جب امریکہ اپنے بیٹوں کی لاشیں اٹھا کر ہماری سرزمین سے لوٹے گا اس وقت وہ رستہانے متحدہ نہیں رہے گا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہوگا**

اسامہ:- آپ کے اس سوال کا جواب تاریخ دیتی ہے۔ کوئی حکومت جس نے اپنے لوگوں کے مفادات کو بیچ ڈالا ہو اور ایسے اعمال کئے ہوں جن کی وجہ سے وہ امت مسلمہ سے خارج ہو جائے۔ کبھی کامیاب نہیں ہو سکی۔

سعودی شاہی خاندان کا حال بھی ایرانی شاہی خاندان جیسا ہوگا۔ ہماری پیشین گوئی ہے کہ ریاض کا لیڈر اور وہ جو اس کے ساتھ شامل ہیں اور جنہوں نے امریکی شناخت والے یہودیوں اور عیسائیوں کو حرمین شریفین سونپ دیا ہے برباد ہوں گے یہ لوگ شاہ ایران کی طرح منتشر و تباہ ہوں گے کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے محترم سرزمین پر جائیدادیں اور تیل کی ایسی دولت دی جو اس سے پہلے دیکھی نہ سنی گئی لیکن اس کے باوجود یہ گناہ کرتے ہیں اور اللہ کی نعمت کا احترام نہیں کرتے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ایک عورت جہنم میں ایک بلی کی وجہ سے جائے گی کیونکہ اس نے اسے خوراک نہ دی اور خوراک تلاش کرنے کے راستے بند کر دیئے۔ پھر ہم ان کے بارے میں کیا کہیں گے جو عراق کے لاکھوں مسلمانوں کی ناکہ بندی کے لئے آمادہ ہوئے اور اس کے لئے توضیحات پیش کرتے ہیں؟ یہ لوگ یقیناً تباہ و برباد ہوں گے۔

جان ملر:- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ سعودی حکومت امریکیوں کو رکھنا چاہتی ہے؟

اسامہ:- اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ امریکی حکومت کے کہنے پر آئے ہیں اور ان کا لالچ اور جارحیت برقرار ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حکومت آپ کو رکھنا یا بھیجنا چاہتی ہے۔ آپ اس وقت جائیں گے جب آپ کو نوجوان کفن اور تابوت بھیجیں گے اور آپ اس میں امریکی سویلین اور فوجیوں کی نعشیں لے کر جائیں گے۔ پھر آپ کو جانا پڑے گا۔ مسلم امہ اور مسلم دنیا کو آزادی دلانے کی جانب بڑھ رہی ہے اللہ نے چاہا تو فتح ہماری ہوگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

# تنظیم الاخوان کے

# امیر محمد اکرم اعوان

# کے بیانات

## اخبارات کی روشنی میں

16 مئی تا 20 جون 2001ء

روزنامہ انصاف 28 مئی 2001ء

روزنامہ
ایمان والو! اللہ کی خاطر انصاف کی گواہی دینے کیلئے اٹھ کھڑے ہو (قرآن)
انصاف
لاہور
چیف ایڈیٹر: جنید سلیم

## ریموٹ کنٹرول غلامی سے بہتر ہے کہ ملک کو امریکی ریاست ڈیکلیر کر دیا جائے' اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہا ہے کہ پاکستان کا بجٹ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی ڈکٹیشن کی بنا کر امریکہ کی ''معاشی غلامی'' کا تسلسل ہی برقرار رکھنا ہے تو اس ریموٹ کنٹرول غلامی سے بہتر ہے کہ پاکستان کو براہ راست امریکی ریاست ڈیکلیر کر کے اسے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا حصہ بنا دیا جائے۔ اگر غیرت ایمانی اور قومی حمیت کے تحت ہم نے اپنے فیصلے خود نہیں کرنے تو پھر اپنے آپ کو مسلمان اور پاکستانی کہلانے کی کیا ضرورت ہے۔ تنظیم الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ چودہ کروڑ کلمہ گو پاکستانیوں کو عالمی مالیاتی اداروں کی صورت میں یہودی' عیسائی ساہوکاروں کے پاس گروی رکھ دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی ساہوکاروں سے قرضوں کی بھیک مانگنے کی شرمناک پالیسی ختم کر کے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے لئے حکمرانوں سمیت پوری قوم سادہ طرز زندگی اختیار کرے۔ اگر حکمرانوں نے اپنی عیش عشرت کے لئے غریب عوام کا خون ہی چوسنا ہے تو یہ کام گزشتہ حکومتیں بھی کر رہی تھیں۔ مرید کے سے نمائندہ خصوصی کے مطابق مولانا امیر محمد اکرم اعوان نے دارالعرفان منارہ میں دو روزہ تربیتی اجتماع کے موقع پر الاخوان کی تنظیم نو کرتے ہوئے ملک بھر کے صوبائی اور ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ سطح کی باڈیز توڑنے کا اعلان کیا اور اس موقع پر لیفٹیننٹ کرنل (ر) عبدالقیوم کو الاخوان کا مرکزی سیکرٹری جنرل مقرر کیا جبکہ ایک سات رکنی مشاورتی کونسل کا اعلان کیا جس میں بریگیڈیئر (ر) محمد اکرم' بریگیڈیئر (ر) محمد حنیف' کرنل (ر) محمد بشیر' کرنل (ر) محمد سرور' میجر (ر) مقبول احمد شاہ' میجر (ر) امان شاہ اور لیفٹیننٹ کرنل (ر) عبدالقیوم کو شامل کیا گیا ہے۔

روزنامہ جنگ 28 مئی 2001ء

# سودی نظام ختم نہ کیا تو حکمران عذابِ الٰہی کا شکار ہو جائیں گے' اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ پاکستان کا بجٹ آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی ڈکٹیشن پر بنا کر امریکہ کی ''معاشی غلامی'' کا تسلسل ہی برقرار رکھنا ہے تو اس غلامی سے بہتر ہے کہ پاکستان کو براہ راست امریکی ریاست ڈیکلیئر کر کے اسے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا حصہ بنا دیا جائے' اگر حکمرانوں نے یکم جون سے سودی نظام ختم کرنے کے وعدے سے انحراف کیا تو اللہ کے عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے دارالعرفان منارہ میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکمرانوں نے اپنی عیش و عشرت کے لئے غریب عوام کا خون ہی چوسنا ہے تو یہ کام گزشتہ حکومتیں بھی کر رہی تھیں۔ سودی معیشت اور ظالمانہ ٹیکسوں کا نظام ختم کر کے غریب عوام کا خون ہی چوسنا ہے تو یہ کام گزشتہ حکومتیں بھی کر رہی تھیں۔ سودی معیشت اور ظالمانہ ٹیکسوں کا نظام ختم کر کیا سلامی فلاحی مالیاتی نظام نافذ کیا جائے' شرعی محاصل کی وصولی سے دس کھرب روپے سالانہ جمع کر کے ہم قرضوں کی لعنت سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

روزنامہ نوائے وقت 8 جون 2001ء

# اکرم اعوان تنظیم الاخوان کے دوبارہ مرکزی امیر منتخب

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان پاکستان کے عہدیداروں کی آئینی مدت ختم ہونے پر الاخوان کی مرکزی مجلس شوریٰ صوبائی و ضلعی عہدیداروں اور زون کمانڈرز کے مشترکہ اجلاس میں اتفاق رائے سے امیر محمد اکرم اعوان کو دوبارہ تنظیم الاخوان پاکستان کا مرکزی سربراہ (امیر) منتخب کر لیا گیا ہے۔ اجلاس میں تنظیم کے آئین میں ترمیم کے ذریعے الاخوان کی صدارت کا عہدہ ختم کر کے سابقہ صدر کرنل (ر) عبدالقیوم کو تنظیم الاخوان کے سیکرٹری جنرل کی ذمہ داری تفویض کی گئی ہے سابقہ قائم مقام سیکرٹری جنرل آفتاب اقبال کو سبکدوش کر دیا گیا ہے جبکہ ملک محمد ثاقب اشرف بدستور مرکزی سیکرٹری اطلاعات کی حیثیت سے اور مظفر حسین خان بطور مرکزی سیکرٹری مالیات اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں گے۔ امیر محمد اکرم اعوان نے الاخوان کی اشاعتی امور کی نگرانی کے لئے ایک پانچ رکنی کمیٹی قائم کرنے کا اعلان بھی کیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

روزنامہ خبریں 15 جون 2001ء

# یو بی ایل کی اپیل منظور' سپریم کورٹ کا فیصلہ معطل' سودی نظام ایک سال کیلئے برقرار

## اسلامی معاشی نظام ضرور نافذ ہوگا' معاملہ سرد خانے میں نہیں جائے گا کوئی غلط فہمی میں نہ رہے' سپریم کورٹ

## جون 2002ء میں غیر سودی نظام نافذ کر دیا جائے' شریعت اپیلٹ بنچ کا حکم

## سودی نظام کے خاتمے کے لئے 20 سال دیئے گئے اب آپ کہتے ہیں مزید وقت دیا جائے' حکومت اتنا تو بتائے کہ اس پر اب تک کیا کام کیا گیا' عدالت

## حکومت معاشی نظام نافذ کرنے میں سنجیدہ ہے' 22 اجلاس ہو چکے' 12 قوانین کا جائزہ لینا باقی ہے' 2005ء تک مہلت دی جائے' اٹارنی جنرل

## فیصلہ معطل کیا جائے' راجہ اکرم۔ نہیں ہو سکتا' اسماعیل قریشی۔ بدنیتی کی وجہ سے نظام نافذ نہیں ہو رہا' مولانا سلیم۔ اٹارنی جنرل کی یقین دہانی کے بعد حکومت پر شک نہیں' عدالت

اسلام آباد (خصوصی نامہ نگار) سپریم کورٹ نے سود کے خاتمہ سے متعلق اپنے فیصلے کو معطل کر دیا ہے اور حکومت کو ہدایت کی ہے کہ جون 2002ء تک اسلامی معاشی نظام کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔ سپریم کورٹ کے جسٹس جناب شیخ ریاض احمد کی سربراہی میں جسٹس جناب منیر اے شیخ' جسٹس جناب دیدار حسین شاہ اور جسٹس جناب مولانا تقی عثمانی پر مشتمل چار رکنی بنچ نے یو بی ایل کی نظرثانی کی اپیل کی سماعت کرتے ہوئے یہ حکم جاری کیا۔ عدالت نے کہا کہ اٹارنی جنرل کی یقین دہانی کے بعد عدالت کو حکومت کی نیت پر شک نہیں ہے' اس لئے ایک سال کے اندر اندر اسلامی معاشی نظام کے لئے قوانین کی تشکیل کی جائے۔ جسٹس جناب مولانا

www.naqshbandiaowaisiah.com



تقی عثمانی نے کہا کہ حکومت عملی طور پر بھی اپنی نیک نیتی کا اظہار کرے۔ واضح رہے کہ سپریم کورٹ نے اپریل 1999ء میں 2001ء کے نئے مالی سال سے بلا سود بینکاری اور اسلامی معاشی نظام کے نفاذ کا حکم دیا تھا لیکن حکومت اس مدت میں قوانین کی تشکیل نہ کر سکی۔ گزشتہ روز سماعت کے دوران راجہ اکرم ایڈووکیٹ نے دلائل کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ بلاسود بینکاری کو فی الحال روکنے کے لئے ہم نے مختلف استدعائیں کی ہیں۔ اول عدالت کا فیصلہ سود کے زمرے میں نہیں آتا' دوم بینکوں کا اس وقت جو لین دین ہے وہ بری طرح متاثر ہوگا' اس لئے فیصلے کو معطل کیا جائے۔ جسٹس جناب شیخ ریاض نے کہا کہ ربا سے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد حکومت نے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟ راجہ اکرم نے کہا کہ تفصیل کے ساتھ تو اٹارنی جنرل ہی بتا سکتے ہیں لیکن حکومت نے اس سلسلے میں کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ جسٹس جناب دیدار حسین شاہ نے کہا کہ آپ بتائیں کہ بلاسود بینکاری کے نظام کے لئے بیوروکریسی نے کیا کیا ہے؟ جسٹس جناب مولانا تقی عثمانی نے اس موقع پر ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد جتنے بھی آئین بنے ان میں اس بات کا مینڈیٹ دیا گیا کہ پاکستان کا معاشی نظام رفتہ رفتہ اسلامی معاشی نظام کے تابع کر دیا جائے گا۔ سب کو معلوم تھا کہ اس کے لئے کچھ مدت درکار ہے۔ 1980ء میں جاری قوانین پر اطمینان کیا گیا لیکن دس سال کی مدت دی گئی کہ 1990ء تک اسلامی معاشی نظام نافذ کیا جائے گا۔ بعد ازاں فیڈرل شریعت کورٹ نے اسلامی معاشی نظام کے حق میں فیصلہ دے دیا اور 1992ء میں اپیلیں سپریم کورٹ میں آ گئیں اور 8 سال تک التواء میں پڑی رہیں۔ اپریل 1999ء میں فیصلہ دیا گیا تو ایک بار پھر بلاسود معاشی نظام لانے کیلئے ڈیڑھ سال کی مدت دی گئی۔ اس طرح تاریخ بتاتی ہے کہ تقریباً 20 سال دیئے جا چکے ہیں' اب آپ کہتے ہیں کہ سپریم کورٹ اپنے حکم کو معطل کر کے مزید وقت دے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ ہے کہ وہ اس طرح اس معاملے کو سرد خانے میں ڈال دیگا تو وہ کسی غلط فہمی میں نہ رہے' اسلامی معاشی نظام ضرور نافذ ہوگا۔ سوچنے کی بات ہے کہ کیا صرف یو بی ایل بینک متاثرہ ہے جبکہ دیگر بینک کام کر رہے ہیں اور کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا اور حکومت نے بھی ذاتی طور پر درخواست نہیں دی ہے۔ حکومت اتنا تو بتائے کہ اس نے اب تک کام کتنا کیا ہے۔ جو کام کرنا ہے اس میں سنجیدگی ضروری ہے' ہمیشہ کے لئے اسے سرد خانے میں ڈال دیا جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔ راجہ اکرم ایڈووکیٹ نے کہا کہ قیام پاکستان کے وقت کہا گیا تھا کہ اس ملک کو اسلام کا گہوارہ بنا دیا جائے گا اور ان علماء سے پوچھیں جنہوں نے قوم کو فرقوں میں ڈال دیا۔ اب بھی اس ملک کے لوگ ایک مخصوص ابالی سے خوفزدہ ہیں۔ جسٹس جناب دیدار حسین نے کہا کہ یہ غیر متعلقہ باتیں ہیں۔ آپ بتائیں عملی کام کیا ہوا ہے۔ اٹارنی جنرل عزیز اے منشی نے کہا کہ حکومت اسلامی معاشی نظام نافذ کرنے میں سنجیدہ ہے اس حوالے سے 22 اجلاس ہو چکے ہیں اور متعلقہ کمیشن کا آخری اجلاس حال ہی میں 7 جون کو ہوا ہے۔ حکومت علماء اور سکالرز کے مشورے سے قوانین تشکیل دے رہی ہے' 12 قوانین کا جائزہ لیا جانا ابھی باقی ہے اور وزارت خزانہ کا اس بارے میں کہنا ہے کہ ہم 2005ء تک اسلامی معاشی نظام نافذ کر سکیں گے کیونکہ ہمارے سامنے اس کا کوئی ماڈل نہیں ہے۔ مختلف اسلامی ملکوں میں مختلف نظام معیشت رائج ہیں۔ جسٹس جناب شیخ ریاض احمد نے کہا کہ ہمیں اسلامی معاشی نظام کے نفاذ بارے یقین دہانی چاہئے۔ جسٹس جناب منیر اے شیخ نے کہا کہ ان قوانین کو تشکیل کے ساتھ ساتھ نافذ کیا جا سکتا ہے۔ عزیز اے منشی نے کہا کہ ہم نیک نیتی سے یقین دہانی کرا رہے ہیں اور جس طرح عدالت کہے گی' ہم اسی طرح کریں گے۔ اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے کہا کہ کوئی بھی حکم جاری کرنے اور اس اپیل کی سماعت کے لئے 5 ججوں پر مشتمل بنچ کا ہونا ضروری ہے لیکن یہ بنچ مکمل نہیں ہے۔ جسٹس جناب مولانا تقی عثمانی پر ہمیں فخر ہے۔ جسٹس جناب شیخ ریاض احمد نے کہا کہ آپ اپنی بات کریں۔ اسماعیل قریشی نے کہا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو معطل نہیں کیا جا سکتا۔ جسٹس جناب منیر اے شیخ نے کہا کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور اگر کوئی قانون ہی موجود نہ ہو تو پھر نظام چلانے کے لئے کوئی تو راستہ چاہئے۔ آپ اسلام کے نام پر زیادہ نہ بولیں' اسلام سب کا ہے۔ اسماعیل قریشی نے کہا کہ جب قصاص دیت کا قانون نافذ کیا جانے لگا تو کچھ نے کہا کہ اس سے قتل و غارت ہوگی لیکن یہ قانون نافذ کر دیا گیا۔ جسٹس جناب منیر اے شیخ نے کہا کہ کیا قتل و غارت رکی۔ وہ تو اب بھی جاری ہے۔ قانون کوئی بھی برا نہیں ہوتا' مسئلہ صرف ان پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ اسماعیل قریشی نے نکتہ اٹھایا کہ یو بی ایل عدالت میں نہیں آ سکتا۔ جسٹس جناب منیر اے شیخ نے کہا کہ ہم فیصلہ دے چکے ہیں کہ ہر شہری اور ہر مسلمان عدالت میں آ سکتا ہے۔ اسماعیل قریشی نے اپنے موقف پر اصرار کیا تو عدالت نے کہا کہ آپ کس حیثیت سے عدالت میں آئے ہیں۔ اسماعیل قریشی نے کہا کہ اسلامی معاشی نظام ہر شہری کی ضرورت ہے۔ عدالت نے کہا کہ اسی طرح یو بی ایل کی طرف سے درخواست دی گئی ہے۔ اسلامی معاشی نظام کے نفاذ پر حکومت سمیت سب کا اتفاق ہے اس لئے مسلمان ہونے کی حیثیت سے کسی پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ اسماعیل قریشی نے کہا کہ میری استدعا ہے کہ فیصلے پر عملدرآمد کر دیا جائے اور مزید وقت نہ دیا جائے۔ جمعیت علماء پاکستان کے مرحوم سربراہ مولانا عبدالستار خان نیازی کی طرف سے مولانا سلیم اللہ خان نے کہا کہ اس مسئلہ کو 20 سال گزر چکے ہیں اور حکومت کے لئے اسلامی نظام کو نافذ کرنا مشکل بھی نہیں ہے لیکن بدنیتی کی وجہ سے ایسا نہیں ہو پا رہا ہے اور جہاں تک ملکی معیشت کا تعلق ہے تو وہ پہلے ہی تباہ ہو چکی ہے اور اس وقت بجٹ کا 60 فیصد سود کی ادائیگی پر خرچ ہو جاتا ہے۔ حکومت جب تک نیت صاف نہیں کرے گی تو اس کا نفاذ نہیں ہوگا۔ خضر حیات ایڈووکیٹ نے کہا کہ اس معاملے کو جان بوجھ کر کھٹائی میں ڈالا جا رہا ہے۔ ان سے عدالت گارنٹی لے کہ یہ کب تک اس کو نافذ کریں گے۔ ایک شہری عبدالرؤف ملک نے کہا کہ پہلے بھی ہمارے ساتھ حکومت ہاتھ کرتی آئی ہے اور اب پھر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ خدا کے نظام کو نافذ کرنے کی یقین دہانی ضروری ہے۔ جسٹس مولانا تقی عثمانی نے کہا کہ ہمارا کام قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہے۔ اسلامی معاشی نظام کے بارے میں ہم نے فیصلہ دیا تو اصولاً اس پر اب تک عملدرآمد ہو جانا چاہئے تھا۔ اب اگر ہم آپ کو مزید وقت دیں گے تو نظریہ ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کو ریلیف ملے گا۔ جہاں تک 2005ء تک نفاذ کا تعلق ہے تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت اس کو لمبی مدت کے لئے التواء میں رکھنا چاہتی ہے۔ اٹارنی جنرل نے کہا کہ ایسی بات نہیں ہے۔ ہم نظریہ ضرورت کی روشنی میں ہی وقت مانگ رہے ہیں۔ تمام بینکوں کا نظام موجودہ نظام پر چل رہا ہے اس لئے ضرورت کو مدنظر رکھ کر ہم نے وقت مانگا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ڈیلی یارن 17 جون 2001ء

سپریم کورٹ کے حکومت کو ایک سال کی مزید مہلت دینے پر "ڈیلی یارن" میں ایک اداریہ شائع ہوا جو پیش قارئین ہے

Daily YARN Faisalabad
چیف ایڈیٹر محمد اسلم
ڈیلی یارن
فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

## سپریم کورٹ کے فیصلے سے قوم کو مایوسی ہوئی

حکومت ایک دفعہ پھر غیر سودی نظام کو موخر کرانے میں کامیاب ہوگئی۔ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بنچ نے حکومت کو مزید ایک سال کی مہلت دے دی ہے۔ اس طرح قوم کی یہ توقع کہ یکم جولائی 2001ء سے غیر سودی مالیاتی نظام نافذ ہو جائے گا' پوری نہیں ہو سکی۔ حکومت' عدالت کو کوئی ایسے قوانین جو انہوں نے پچھلے ڈیڑھ برس کے عرصہ میں عدالت کے فیصلہ پر عمل درآمد کرنے کے سلسلہ میں بنائے یا نافذ کئے ہوں' نہ دکھا سکی اور نہ ہی عدالت نے حکومت سے کوئی ایسی یقین دہانی حاصل کی کہ حکومت 2002ء تک ضرور ہی انٹرسٹ فری اکانومی کا نظام نافذ کر دے گی۔ ایسے میں حکومت کو مزید ایک سال کی مہلت دینے سے قوم کو بہت مایوسی ہوئی۔ ارباب اقتدار کو قیام پاکستان کے ساتھ ہی قوانین کو اسلامائیز کرنا شروع کر دینا چاہئے تھا لیکن افسوس ہے کہ کسی حکومت نے بھی اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ 1973ء کے آئین میں ملکی قانون کو اسلامی بنانے کی پابندی کو بھی حکومتوں نے درخور اعتناء نہ سمجھا۔ 1980ء میں کہا گیا کہ شرعی عدالت فی الحال مالیاتی قوانین کو نہ چھیڑے اور اس طرح دس سال کی مدت حاصل کی گئی۔ 1992ء میں جب سود حرام قرار دیا گیا تو پھر اس کے خلاف رٹ کر دی گئی۔ اس طرح نہ تو ان 19 سالوں کے دوران کوئی پیش رفت ہوئی اور نہ ہی موجودہ حکومت کے 1-1/2 سال کے عرصہ میں سودی نظام کو ختم کرنے کی جانب کوئی قدم اٹھایا گیا۔ جس سے حکومتوں کی اسلامائزیشن میں دلچسپی اور سنجیدگی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ سپریم کورٹ میں اٹارنی جنرل عزیز اے منشی کا یہ کہنا کہ "دنیا میں کوئی ایسا اسلامی مالیاتی نظام نافذ نہیں اور ہمارے پاس کوئی ماڈل نہیں۔ جس کی تقلید کر سکیں" ایک طرح سے سپریم کورٹ کے حکم پر عملدرآمد سے انکار کرنے کے مترادف ہے۔ تعجب ہے کہ جنہیں دوسروں کے لئے خود نمونہ بننا تھا' ایک مثال قائم کرنا تھی' وہ اوروں کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ وہ جنہیں رہبر بننا تھا تقلید مغرب میں عافیت محسوس کر رہے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ سپریم کورٹ کی طرف سے دی گئی ایک سال کی مہلت کو ضائع نہ کرے بلکہ بہتر ہوگا کہ اس ضمن میں اب تک جو قانون سازی کر چکی ہے اسے فوری طور پر نافذ کر دے اور آئندہ ایک سال کے دوران جیسے جیسے غیر سودی قوانین مرتب ہوتے جائیں' ان پر ساتھ ہی ساتھ عملدرآمد شروع کر دیا جائے تاکہ جون 2002ء تک مکمل طور پر اسلامی مالیاتی نظام رائج ہو سکے۔

---

روزنامہ انصاف 18 جون 2001ء

روزنامہ
انصاف
لاہور

## حکومت اور عدلیہ سود ختم نہیں کرتی تو عوام کر دیں' اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ عدالتوں میں بیٹھ کر سودی نظام کی مہلت دینے والے جج اور حکمران ایک دن زیر زمین دفن ہو جائیں گے۔ حکومت اور عدالت سودی نظام ختم نہیں کرتی تو اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والے عوام ہی سودی لین دین ختم کر دیں۔ اس امر کا اظہار انہوں نے الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ سودی نظام کے خاتمہ کے لئے وزارت مذہبی امور اور اسلامی نظریاتی کونسل کی کاوشیں تو قابل تحسین ہیں مگر سود خوروں نے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے کہنے پر سودی نظام برقرار رکھنے کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع کر لیا۔ انہوں نے کہا کہ غیر ملکی سود خور اداروں کے ایجنٹ ہم پر مسلط ہیں۔ وہ ہمیں سودی شکنجے سے نہیں نکلنے دیتے۔ فیصلہ کرنے والوں اور پالیسی سازوں کی سوچ یہ ہے کہ مغرب نہ روٹھے۔ آئی ایم ایف نہ روٹھے۔ ورلڈ بینک نہ روٹھے لیکن اللہ ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں کو بھی اللہ کی عدالت میں جواب دینا پڑے گا۔ موجودہ حکومت نے اپنی جان چھڑائی ہے کہ غیر سودی نظام کا فیصلہ آئندہ سال آنے والی حکومت کے ذمہ ہی پڑے گا۔ انہوں نے کہا کہ باقی فیصلے بھی آنے والی حکومت پر چھوڑ دیئے جائیں۔

---

Monday, June 18, 2001

THE NEWS

## Awan flays Riba extension

Lahore: Tanzeem-Al-Akhwan amir Muhammad Akram Awan, Sunday said the Judges who extended the date for the abolishment of Riba system, would be held accountable in the court of Allah, Addressing the gathering at Dar-ul-Irfan Manara Al-Akhwan, he said the efforts of Ministry for Religious Affairs and Islamic Ideological Council to abolish interest system, were laudable. But the rulers, backed up by the IMF and World Bank, succeeded in getting the decision in their favour, added.

www.naqshbandiaowaisiah.com

Daily YARN Faisalabad
چیف ایڈیٹر محمد اسلم
ڈیلی یارن فیصل آباد
Ph & Fax: 668819

ڈیلی یارن 18 جون 2001ء

# عوام سودی لین دین کا بائیکاٹ کر دیں

## امیر محمد اکرم اعوان کا منارہ میں خطاب

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ عدالتوں میں بیٹھ کر سودی نظام کی مہلت دینے والے جج اور حکمران ایک دن زیر زمین دفن ہو جائیں گے انہیں اللہ کی عدالت میں اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ جاری رکھنے کا جواب دینا پڑے گا۔ سودی لین دین کرنے والے کلمہ گو مسلمان بھی جوابدہ ہوں گے حکومت اور عدالت سودی نظام ختم نہیں کرتی تو اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والے عوام ہی سودی لین دین ختم کر دیں۔ اس امر کا اظہار انہوں نے الاخوان کے روحانی مرکز دار العرفان منارہ میں ایک ا ع سے خطاب کرتے ہوئے کیا امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ سودی نظام کے خاتمہ کے لئے وزارت مذہبی امور اور اسلامی نظریاتی کونسل کی کاوشیں تو قابل تحسین ہیں مگر سود خوروں نے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے کہنے پر سودی نظام برقرار رکھنے کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع کر لیا۔ سپریم کورٹ نے پہلے تو سود کو اللہ کے خلاف جنگ قرار دیتے ہوئے برملا یہ کہا کہ سود کی ممانعت کے بارے کسی فیصلہ پر عملدرآمد کو نہیں روکا جا سکتا۔ لیکن بعد میں اسی سپریم کورٹ نے سودی نظام جاری رکھنے کے لئے ایک سال کی مہلت دیدی۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ غیر ملکی سود خود اداروں کے ایجنٹ ہم پر مسلط ہیں وہ ہمیں سودی شکنجے سے نہیں نکلنے دیتے اور ہماری عدلیہ کے پاس بھی انگریز کا بنا ہوا وہ نظام ہے جو اس نے غلام قوم کے لئے بنایا تھا انگریز کے دور میں ان محکوم عدالتوں میں غلامانہ نظام کے تحت برصغیر میں مقیم کسی انگریز کا مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا تھا کتنا بڑا ظلم ہے کہ جو عدالتیں انگریز کا مقدمہ نہیں سن سکتی تھیں غلامانہ نظام میں جکڑی ہوئی وہ محکوم عدالتیں آج اسلام کا مقدمہ سن رہی ہیں۔ قرآن کا مقدمہ سن رہی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے احکامات کا مقدمہ سن رہی ہیں۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ فیصلہ کرنے والوں اور پالیسی سازوں کی سوچ یہ ہے کہ مغرب نہ روٹھے۔ آئی ایم ایف نہ روٹھے' ورلڈ بنک نہ روٹھے لیکن اللہ ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ انہوں نے کہا کہ چیف ایگزیکٹو کو بھی اللہ کی عدالت میں جواب دینا پڑے گا کہ چودہ کروڑ پاکستانیوں کو اسلام کی برکات سے کیوں محروم رکھا گیا؟ ججوں سے بھی ان کے فیصلے بارے پوچھا جائے گا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ سپریم کورٹ نے غیر سودی نظام کے نفاذ کو ایک سال کے لئے موخر کر دیا ہے سال تو گزر ہی جائے گا۔ البتہ یہ سال اس بات کا امتحان ضرور ہوگا کہ اللہ کی رضا کے لئے کتنے لوگ از خود سودی لین دین ختم کر دیتے ہیں امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ سودی نظام کے حق میں ایک سال کے لئے مہلت لے کر موجودہ حکومت نے اپنی جان چھڑائی ہے کہ غیر سودی نظام کا فیصلہ آئندہ سال آنے والی حکومت کے ذمہ ہی پڑے گا انہوں نے کہا کہ اگر یہ فیصلہ آنے والی حکومت پر چھوڑنا ہے تو باقی فیصلے بھی آنے والی حکومت پر چھوڑ دیئے جائیں۔ تنظیم الاخوان کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام میں سے کوئی بھی سود کے حق میں نہیں ہے تو سب دینی حلقے سودی نظام کے خلاف ڈٹ کیوں نہیں جاتے؟ انہوں نے تمام دینی جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ سودی نظام کے خاتمہ کے لئے متحد ہو جائیں۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے سب روزناموں سے زیادہ
THE DAILY JANG LAHORE
روزنامہ جنگ لاہور
بانی میر خلیل الرحمٰن

روزنامہ جنگ 18 جون 2001ء

# سودی نظام کی مہلت دینے والوں کو اللہ کی عدالت میں جوابدہ ہونا پڑے گا' اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ سودی نظام کی مہلت دینے والوں کو اللہ کی عدالت میں اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ جاری رکھنے کا جواب دینا پڑے گا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے الاخوان کے روحانی مرکز دار العرفان منارہ میں ایک ا ع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ سودی نظام کے خاتمہ کے لئے وزارت مذہبی امور اور اسلامی نظریاتی کونسل کی کاوشیں قابل تحسین ہیں مگر سود خوروں نے سپریم کورٹ سے رجوع کر لیا۔

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

روزنامہ پاکستان 18 جون 2001ء

روزنامہ پاکستان

# سودی نظام کی مہلت دینے والے جج ایک دن دفن ہو جائیں گے' اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ عدالتوں میں بیٹھ کر سودی نظام کی مہلت دینے والے جج اور حکمران ایک دن زیر زمین دفن ہو جائیں گے۔ انہیں اللہ کی عدالت میں اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ جاری رکھنے کا جواب دینا پڑے گا۔ سودی لین دین کرنے والے کلمہ گو مسلمان بھی جوابدہ ہوں گے۔ حکومت اور عدالت سودی نظام ختم نہیں کرتی تو اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والے عوام ہی سودی لین دین ختم کر دیں۔ اس امر کا اظہار انہوں نے الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ غیر ملکی سودخور اداروں کے ایجنٹ ہم پر مسلط ہیں وہ ہمیں سودی شکنجے سے نہیں نکلنے دیتے اور ہماری عدلیہ کے پاس بھی انگریز کا بنا ہوا وہ نظام ہے جو اس نے غلام قوم کے لئے بنایا تھا۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ فیصلہ کرنے والوں اور پالیسی سازوں کی سوچ یہ ہے کہ مغرب نہ روٹھے' آئی ایم ایف نہ روٹھے' ورلڈ بینک نہ روٹھے لیکن اللہ ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ انہوں نے کہا کہ چیف ایگزیکٹو کو بھی اللہ کی عدالت میں جواب دینا پڑے گا کہ چودہ کروڑ پاکستانیوں کو اسلام کی برکات سے کیوں محروم رکھا گیا؟ ججوں سے بھی ان کے فیصلے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

☆☆☆☆☆☆

روزنامہ صحافت 18 جون 2001ء

روزنامہ
صحافت

# سودی نظام میں مہلت دینے والے خدا سے جنگ کر رہے ہیں' اکرم اعوان

لاہور (پ ر) تنظیم الاخوان اور مجلس اکابرین ملت کے امیر محمد اکرم اعوان نے کہا ہے کہ عدالتوں میں بیٹھ کر سودی نظام کی مہلت دینے والے جج اور حکمران ایک دن زیر زمین دفن ہو جائیں گے۔ انہیں اللہ کی عدالت میں اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ جاری رکھنے کا جواب دینا پڑے گا۔ [illegible] کرنے والے کلمہ گو مسلمان بھی جوابدہ ہوں گے حکومت [illegible] عدالت سودی نظام ختم نہیں کرتی اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والے عوام ہی سودی لین دین ختم کر دیں۔ اس امر کا اظہار انہوں نے الاخوان کے روحانی مرکز دارالعرفان منارہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ سودی نظام کے خاتمہ کے لئے وزارت مذہبی امور اور اسلامی نظریاتی کونسل کی کاوشیں تو قابل تحسین ہیں مگر سودخوروں نے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے کہنے پر سودی نظام برقرار رکھنے کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع کر لیا۔ سپریم کورٹ نے پہلے تو سود کو اللہ کے خلاف جنگ قرار دیتے ہوئے برملا یہ کہا کہ سود کی ممانعت کے بارے کسی فیصلہ پر عملدرآمد کو نہیں روکا جا سکتا لیکن بعد میں اسی سپریم کورٹ نے سودی نظام جاری رکھنے کے لئے ایک سال کی مہلت دے دی۔ امیر محمد اکرم اعوان نے کہا کہ فیصلہ کرنے والوں اور پالیسی سازوں کی سوچ یہ ہے کہ مغرب نہ روٹھے آئی ایم ایف نہ روٹھے ورلڈ بنک نہ روٹھے لیکن اللہ ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے انہوں نے کہا کہ چیف ایگزیکٹو کو بھی اللہ کی عدالت میں جواب دینا پڑے گا کہ چودہ کروڑ پاکستانیوں کو اسلام کی برکات سے کیوں محروم رکھا گیا؟ ججوں سے بھی ان کے فیصلے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# حق کی آواز

سیف الرحمٰن سیفی وان بھچراں

آج حضرت جیؒ بہت یاد آرہے ہیں۔ حضرت جیؒ ہم سب کے رہنما، سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے بانی، انسانیت کے محسن اور پوری نسل کے مربی۔ ایک ایسی ہمہ گیر شخصیت کے مالک کہ ان کی شخصیت و کردار، ان کے اعمال صالحہ کی جلوہ آرائی اور خدمات کی وسعت کے ہر پہلو پر الگ الگ کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ ان کے کردار پر کوئی انگشت نمائی کی جرات نہیں کر سکا۔ وہ ایک غیرت مند، خوددار اور بلند مرتبہ عالم دین، مجتہد اور صوفی بزرگ تھے اگرچہ دنیا نے وہ سب کچھ ان کے قدموں میں ڈھیر کر دینا چاہا تھا جس کے لئے کوئی آرزو کرتا لیکن انہوں نے مال و زر اور جاہ و منصب پر ایک نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالی۔ وہ ایک ایسے عالم اور ولی کامل تھے جنہوں نے تصوف کے ہتھیار سے جہل و فساد کے ظلم کو پاش پاش کر دیا۔ ان کی جدوجہد کا مقصد و مرکز اسلام کی نصرت، مخلوق خدا کی اصلاح، تزکیہ باطن، قرآن وسنت کا عملی نمونہ اور مسلمانوں کا اتحاد تھا۔ جن گتھیوں اور پیچیدگیوں کو سلجھانے میں بڑے بڑے عالم بھی عاجز نظر آتے تھے آپ نے نہایت سادہ، لطیف اور دلچسپ انداز میں حل کر دیئے۔ انہوں نے تمام عمر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کی اور اس کے نظام کی حکمرانی کے لئے جدوجہد کی۔ مخلوق خدا کے عقائد درست کیئے خود بھی حلال کھایا اور اپنی اولاد کو بھی حلال کھلایا ان کا ریاضت و مجاہدہ اور خلوت و مشاہدہ بیان سے باہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے انہیں قرب عبدیت کا منصب عطا فرمایا جو کہ ولایت کی انتہا ہے۔

یہ اللہ کریم کا سب سے بڑا احسان ہے کہ آنکھ کھولتے ہی ہم نے اپنے آپ کو حضرت جیؒ کے قدموں میں پایا ان کے ہاتھوں میں کھیلنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر اتنا بڑا احسان کہ اتنا طاقتور سلسلہ عطا فرمایا جس کے لئے بڑے بڑے صوفیاء حسرت کرتے رہے اور جس کے مشائخ کی ہمہ وقت توجہ نہ صرف تمام سلسلہ پر رہتی ہے بلکہ دوسرے سلاسل بھی انہی سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ ہمارے تمام اعمال صالحہ کی بنیاد اور گناہوں سے بچنے کا ذریعہ یہی مشائخ ہیں ورنہ ہم تو اس الحادی دور میں ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔ بانی سلسلہ نے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی ہے جس میں کوئی روح ایسی نہیں ہے جو تڑپتی نہ ہو، ایک آنکھ بھی ایسی نہیں جو روتی نہ ہو اور ہر شخص اپنے خدا اور رسول ﷺ کو راضی کرنے اور منانے کے لئے شیخ کے قدموں میں بیٹھا ہوا ہے۔ یہ جماعت جس میں سکون اور وقار میں ڈوبے ہوئے لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی پیشانی سے نور صاف عیاں ہے اور آج یہ لوگ اپنے موجودہ شیخ حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ عالی کے قدموں میں تسکین کا ساماں لئے بیٹھے ہیں جنہوں نے اپنے شیخ کے مشن کو نہ صرف سنبھالا بلکہ بطریق احسن پورا کر کے دکھا رہے ہیں۔ اس مشن کے سلسلہ میں حضرت جی مدظلہ عالی نے جہاں مخلوق خدا کی اصلاح اور تزکیہ کے لئے اپنے شب و روز ایک کر دیئے وہاں دربار نبوی ﷺ کے حکم کے مطابق ایک تنظیم الاخوان کی بھی بنیاد رکھی جو اس باطل نظام کے خاتمہ اور مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔

آج صرف مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ عالی کی ہستی ایسی ہے جو اپنی آواز سے بولتے ہیں۔ حضرت جی مدظلہ عالی اسلام کی راہ کے وہ مہم جو ہیں جو ظلم کی تاریک رات میں انسانوں کے دلوں اور دماغوں کو روشنی دے کر عمل کی جستجو میں نکلے ہیں۔ عرصہ سے مسلمانوں میں پائی جانے والی مایوس فضا میں امید کی نئی کرن بن کر ابھرے ہیں۔ حضرت جی مدظلہ عالی چاہتے ہیں کہ ارض اسلام میں سے ظلم و ناانصافی کا خاتمہ کر کے مخلوق خدا کو ایک وحدت کے رشتے میں پرو دیا جائے اور یہ کہ ہماری قیادت سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر نظام اسلامی پر توجہ دے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# من الظلمٰت الی النور

محمد اکرم اویسی گجرات

بچپن گزرا۔ میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اور جنوری 1966ء کو پاکستان آرمی میں بھرتی ہوئے۔ بس زندگی گزر رہی تھی۔ نماز بس پڑھ لی تو پڑھ لی ورنہ کوئی فکر نہیں۔ لیکن ایک بات تھی کہ میرا دین کے بارے ایک خاص انداز فکر تھا اور میرے دل کے اندر دور کہیں کونے کھدرے میں ایک خواہش ایک طلب تھی یا مجھے غیر شعوری طور پر ایک ایسے مربی کی تلاش تھی جو دل کی دنیا کو الٹ پلٹ کر رکھ دے۔ لیکن جہاں بھی گئے دنیا ہی بنانے والے ملے اور دل نے ایک لمحے کے اندر ان کو Reject کر دیا۔

نیند میری کمزوری رہی ہے۔ سستی اور فوج دونوں متضاد چیزیں ہیں لیکن بھرتی ہی نماز کی ڈیوٹی ہی کچھ ایسی تھی۔ فوج میں اکثریت نمازی ہوتی ہے لیکن مجھ جیسے بھی کم نہیں ہوتے۔

ہمارے خاندان میں کوئی عالم فاضل تو نہیں گزرا۔ لیکن والد صاحب سے سنا ہے کہ میرے بزرگ بڑے زاہد و تقوی کے مالک تھے۔ ہل چلانے کے لئے جب بیلوں کو باہر لے جاتے تھے تو لوٹا اور مصلی ان کے ساتھ ہوتا تھا۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تسلسل جو خاندان میں ذکر کا تھا اس کو اللہ کریم نے ہماری طرف منتقل کیا۔

زندگی کے ماہ و سال یونہی گزرتے رہے۔ آخر کار رحمت الٰہی جوش میں آئی اور بندہ کی پوسٹنگ ٹریننگ سنٹر کوہاٹ ہوئی۔ یہیں سے بندہ کی زندگی کا رخ تبدیل ہوا۔

یہ ستمبر 1986ء کی بات ہے کہ میں کسی سرکاری کام کے سلسلے میں پنڈی گیا۔ کام سے فارغ ہوا تو خیال آیا کہ چلو رات ہی گزارنی ہے بجائے دوستوں کے پاس گزارنے کے بھائی کرنل مسعود صاحب کے پاس گزارتے ہیں۔ فون پر بات کی تو انہوں نے ضرور آنے کی تاکید کی۔ نماز عصر اور مغرب ادا کی تو میں نے راستے میں خود ہی پوچھا کہ یہ جو آپ ذکر کرتے ہیں اس کے متعلق تو بتائیں۔ جواباً کہا کہ گھر جا کر کرتے ہیں۔ (یہ بات میں آج بھی کہتا ہوں کہ احباب دعوت ذکر کے معاملے میں ہچکچاتے ہیں۔ یار یہ حق ہے اور حق کو دھڑلے سے بیان کیا جانا چاہئے) ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر طریقہ ذکر سکھایا اور پہلی دفعہ وہاں بیٹھ کر ذکر کیا۔ اسی طرح تہجد اور تہجد کے بعد ذکر کیا۔

پھر میں واپس کوہاٹ چلا گیا۔ میری کیفیت یہ تھی کہ میں واپسی پر ریل کار میں لیٹا ذکر کر رہا تھا اور میں عجیب قسم کی لذت محسوس کر رہا تھا۔

وہاں مجھے حلقہ ذکر کے متعلق تو خبر نہ تھی، دوسرے ذمہ داری بھی تھی جس کی وجہ سے رابطہ ذرا مشکل تھا۔ لیکن اللہ بڑا کریم ہے اس نے سارے ہی معاملے آسان فرما دیئے۔ میں اکیلا ہی بڑی پابندی کے ساتھ ذکر کر رہا تھا۔ مجھے عجیب قسم کے انکشافات ہو رہے تھے۔ ایک تو نماز پنجگانہ قائم ہو گئی، دوسرے تہجد کی توفیق اللہ کریم نے عطا فرمائی۔ ایک دن میں کلاس لے رہا تھا۔ آفس اردلی نے آ کر بتایا کہ آپ کا فون ہے۔ میں نے کلاس چھوڑ کر فون اٹینڈ کیا۔ دوسری طرف میجر قادری صاحب تھے تعارف کے بعد فرمایا کہ جب پڑھائی ختم ہو تو میرے دفتر آ جاؤ۔ اس طرح اللہ کریم نے مجھے پالش کرنے کے لئے قادری صاحب جیسی ہستی عطا کی۔

پھر روزانہ پروگرام ترتیب دیا جاتا کہ کس کس مسجد میں ذکر اور دعوت ذکر کے لئے جانا ہے قادری صاحب اور میں عصر تا عشا دو سال یہی معمول رہا اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ریکروٹ جو یہاں سے فارغ ہو کر ملک کی مختلف چھاؤنیوں میں جاتا تھا اس کو ذکر کے متعلق

www.naqshbandiaowaisiah.com



معلومات نہ ہو یا اس نے ذکر نہ کیا ہو۔

میں نے ابھی تک باقاعدہ بیعت نہیں کی تھی۔ اکتوبر 1986ء میں پہلی بار باقاعدہ تربیتی پروگرام کا آغاز ہوا جس میں شرکت کے لئے میں پہلی دفعہ دارالعرفان آیا۔ ابھی میں پیل موڑ پر منارہ آنے کے لئے کھڑا تھا کہ ایک لڑکے نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کہاں جانا ہے۔ میں نے اس کو بتایا کہ میں نے دارالعرفان منارہ جانا ہے تو اس نے جو بات مجھے بتائی وہ میرے اوسان خطا کرنے کے لئے کافی تھی۔ اس نے بتایا کہ مولانا اکرم صاحب کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور گاڑی 60 فٹ نیچے پہاڑی میں گر گئی ہے۔

میں جونہی دارالعرفان پہنچا تو دیکھا کہ وہاں کا ماحول کچھ افسردہ سا تھا جس کا سبب مجھے معلوم ہو چکا تھا۔ چند ساتھیوں سے ملاقات ہوئی تو ان سے تفصیلات معلوم کیں۔

عصر اور مغرب کے درمیان اچانک کسی نے بتایا کہ حضرت تشریف لائے ہیں۔ میں بھی مسجد سے باہر ان سے ملاقات کے لئے نکلا۔ میں اس ہستی کو بڑے قریب سے دیکھنا چاہتا تھا جس کے بتائے ہوئے طریقہ ذکر نے میری دنیا پلٹ کر رکھ دی تھی۔

شام کا معمول اور عشاء کی نماز کے بعد تمام لوگ لیٹ گئے۔ پھر تہجد کے نوافل ہم پڑھ چکے تو باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی۔ کسی نے کہا کہ حضرت تشریف لائے ہیں۔ یہ بات مجھے بتانے کے لئے کافی تھی کہ ایک شخص جو زخموں سے چور ہے وہ رات اڑھائی بجے ذکر کے لئے 4 کلومیٹر دور سے آیا ہے۔

میں دارالعرفان میں 7 دن رہا۔ تربیتی کورس بھی کیا اور حضرت جی کے دست اقدس پر ان کے دفتر میں بیعت بھی کی۔

دو سال قادری صاحب کی معیت میں پلک جھپکنے میں گزر گئے۔ مجھے تو اس وقت احساس ہوا جب رات 9 بجے قادری صاحب سے الوداع ہوا۔ میں زندگی میں کسی کو الوداع کرتے وقت کبھی نہیں رویا۔ نہ جانے کیا ہو گیا تھا مجھے اس طرح محسوس ہوتا تھا کہ کوئی عزیز ترین ہستی مجھ سے جدا ہو گئی ہے۔

ان کی غیر موجودگی میں بھی میں اور دوسرے احباب جو میرے ساتھ وہاں موجود تھے اسی تگ و دو سے کام کرتے رہے۔ ماہ و سال اسی طرح گزرتے رہے۔ 1990ء میں پنشن پر گھر آیا۔ گاؤں اور قرب و جوار میں دعوت ذکر کے لئے پروگرام ہوتے رہے۔

1993ء میں الاخوان بنی تو حاجی فرید صاحب نے حکم دیا کہ آپ ضلعی صدر کے فرائض انجام دیں گے۔

کہاں مسجد میں لوگوں کو دعوت ذکر دینا اور کہا عوام الناس کو یہ بتانا کہ اسلام ہماری ضرورت ہے اور نفاذ اسلام کے لئے کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

تنظیم الاخوان ضلع گجرات کا صدر ہونا تو میرے لئے باعث افتخار ہے ہی لیکن یہ منصب اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ جہاں تک ضلع گجرات کی سرحدیں ہیں وہاں تک کے چپہ چپہ قریہ قریہ تک الاخوان کے پیغام کو پہنچانا میری ذمہ داری میں شامل ہے۔ اس سلسلے میں 1994ء میں دو مقامات پر حضرت مدظلہ العالی کے دو جلسے کروائے گئے۔ احباب نے اپنی پوری توانائیاں الاخوان کے پیغام کو ضلع گجرات کے گوشے گوشے تک پہنچانے میں صرف کیں۔

اس کے باوجود مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ جس طرح میں چاہتا تھا یا چاہتا ہوں وہ نہیں ہو پایا۔ احباب پھر ایک نئے جذبے اور ولولے کے ساتھ اس کاوش میں لگے ہوئے ہیں کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ ضلع گجرات کا کوئی گاؤں ایسا نہیں ہے جہاں الاخوان کا پیغام نہ پہنچا ہو۔ اور ضلع گجرات کی کوئی یونین کونسل ایسی نہیں جہاں حلقہ ذکر نہ ہو۔

اس ٹارگٹ کو حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے اور عوام تک یہ بات پہنچا دینا اور ان کو یہ پہچان کرا دینا کہ وہ کون لوگ ہوں گے جو نفاذ اسلام کے لئے اپنی جانیں نچھاور کریں گے۔ تا کہ لوگوں کو مہر نبوت والے پرچم تلے جمع ہونے میں آسانی ہو۔ ابھی وقت ہے ہوم ورک کر لیا جائے۔ حالات اور مشکلات اپنی جگہ موجود ہیں۔

وہ بڑا خوش نصیب ہوگا جو اس قافلے میں شامل ہوگا۔ لوگو! آگے بڑھو اور ان کا دامن تھام لو۔

اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں روشنی کی ضرورت ہے۔ لوگوں کے دلوں کو اللہ کے نور

www.naqshbandiaowaisiah.com



سے روشن کرو۔ یہ نور اللہ نے تمہارے شیخ کے ذریعے تمہیں تمہاری اوقات سے زیادہ دیا ہے۔ اس کو بانٹو۔ اس کے لئے باہر نکلو۔ اور بے دریغ لٹاؤ کہ یہ لٹانے سے بڑھتا ہے۔

میں جب بھی اور جس وقت بھی کسی محفل میں اٹھتا بیٹھتا ہوں۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کی جائے اور اللہ کریم اس کے لئے آسانیاں پیدا فرماتے ہیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمارے محبوب شیخ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ اور تمام احباب کو استقامت نصیب فرمائے اور تمام احباب کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور ہمارے محبوب شیخ کا سایہ ہمارے سروں پر تا دیر قائم رکھے (آمین)۔ بس یہ آخری خواہش ہے کہ نفاذ اسلام کے سلسلے میں بدن کے پرخچے اڑیں اور اللہ کریم کے روبرو اسی حال میں پیش ہوں اور آقائے نامدار حضرت محمد ﷺ سے یہ عرض کر سکیں کہ آپ ﷺ کے دین کی خاطر ہم نے اپنی جان بھی ہار دی۔

ہمیں جنت نہیں آپ ﷺ کی معیت درکار ہے۔

اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے (آمین)

مہر نبوت علم بنا کر دنیا پر لہرائیں گے
دیکھنا یہ سیماب تم اک دن آخر ہم کر جائیں گے

# قارئین متوجہ ہوں

۱۔ ''المرشد'' کے ماہانہ، سالانہ اور تاحیات نرخ تبدیل ہو گئے ہیں۔ جس کی تفصیل رسالہ کے شروع میں دے دی گئی ہے۔

۲۔ شمارہ ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں پوسٹ کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں اگلے ماہ کی پہلی تاریخ تک بذریعہ خط شکایت بھجوائیں۔ اس کے بعد ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۳۔ ایڈریس کی تبدیلی کی صورت میں اپنا خریداری نمبر یا نئے ایڈریس کے ساتھ پرانا ایڈریس ضرور لکھیں۔

۴۔ سالانہ خریداری کی فیس ختم ہونے کی صورت میں شمارے کے لفافے پر لکھے ہوئے ایڈریس کے نیچے مہر لگی ہوتی ہے، یہ ضرور چیک کر لیں۔

۵۔ ہر شمارہ کے لفافہ پر لکھے ہوئے ایڈریس کے اوپر تجدید لکھی ہوئی ہوتی ہے کہ شمارہ کب تک جاری رہے گا۔ چیک کر لیں کہیں آپ کی سالانہ فیس ختم تو نہیں ہوگئی۔

۶۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ جس پر فریسندہ کا ایڈریس لکھا ہو، ساتھ بھیجیں

۷۔ ''المرشد'' کے اجرا کے لئے، دیر سے ملنے یا نہ ملنے کی صورت میں درج ذیل ایڈریس پر خط لکھیں۔

ماہنامہ ''المرشد'' اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ۔ ٹاؤن شپ، لاہور۔

۸۔ حضرت جی (امیر محمد اکرم اعوان) سے رابطہ کیلئے درج ذیل ایڈریس پر خط لکھیں۔

دارالعرفان۔ منارہ، ضلع چکوال۔

۹۔ اشاعتی امور کے لئے درج ذیل پتہ استعمال کریں۔

ماہنامہ ''المرشد'' اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ۔ فیصل آباد۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

# عید میلاد النبی ﷺ کا حقیقی فلسفہ

محمد اکرم اعوان ' امیر تنظیم الاخوان

آج 12 ربیع الاول کا مقدس دن ہے اور پورے ملک میں خاص طور پر سرکاری سطح پر اس دن کو جشن میلاد النبی ﷺ کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ پورے ملک میں میلاد النبی ﷺ کمیٹیاں' استقبالیہ' جلوس' ریلیاں اور بڑے بڑے اجتماعات کا پورے زور وشور سے اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے' جہاں تک حکومت کا تعلق ہے' تو حکومت اس قسم کے کام کی مکمل سرپرستی کرنا ضروری سمجھتی ہے' کیونکہ اس طرح سے حکومت عوام کی توجہ ریاستی امور سے ہٹانے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ جمہوری ادوار میں وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ سمیت دیگر سرکاری عہدیدار بھی اس میں شامل ہوتے ہیں' کیونکہ یہ ان کی ذاتی وسیاسی مجبوری ہوتی ہے۔ حیرت تو ان علماء پر ہوتی ہے' جنہوں نے بعثت آقائے نامدار ﷺ سے لوگوں کی توجہ پھیر دی۔

آپ ﷺ کی بعثت کا واحد مقصد یہ ہے کہ اللہ سے کٹی ہوئی مخلوق کو پھر اللہ سے واصل کر دیا جائے۔ اللہ کے بندوں کو اللہ کی معرفت کے شعور سے آگاہ کیا جائے۔ لیکن یہاں تو لوگوں نے بعثت کا نام ہی الٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ اگر بات صرف اور صرف میلاد پر کی جائے تو ابولہب نے بھی آپ ﷺ کی آمد کی خوشی منائی تھی اور اپنی ایک لونڈی آزاد کی تھی۔

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر تو کافروں کو بھی کوئی اعتراض نہ تھا۔ لیکن جہاں تک مادی برکات کا تعلق ہے' تو آپ ﷺ رحمت للعالمین ہیں۔ کائنات کی ہر شے وہ انسان ہو یا حیوان' شجر ہو یا حجر' آب و ہوا ہو یا بادل' آسمانوں پر ہو یا زمین پر' جن ہو یا فرشتہ' کوئی بھی کسی طرح کی مخلوق بھی العالمین میں شامل ہے' کیونکہ اللہ کے سوا سب کچھ العالمین ہے۔ آپ ﷺ کی رحمت مجسم ہے اور تمام العالمین کے لئے ہے۔

اب یہ فرد کی اپنی استعداد ہے کہ وہ آپ ﷺ کی رحمت سے کیا استفادہ حاصل کرتا ہے۔ درخت کی توفیق اپنی ہے' پتھر کی اپنی ہے' سورج کی اپنی جگہ ہے' ستاروں کا اپنا مقام ہے' فرشتوں کی اپنی حیثیت ہے۔ اسی طرح کافر کی اپنی استعداد ہے۔ اس نے نور ایمان سے انکار کر دیا لیکن پھر بھی اس کے پاس حیات ہے' صحت ہے' مال ہے' اولاد ہے' اقتدار ہے۔ الغرض لاتعداد نعمتوں سے وہ مستفید ہو رہا ہے۔ تو یہ سارے پہلو رحمت الٰہی کے ہیں' جسے وہ اپنے لئے عذاب بنا رہا ہے اور یہی اس کی نااہلی ہے۔

آپ ﷺ پیدا ہوئے تو رحمت اللعالمین تھے' آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو رحمت اللعالمین تھے اور جب تک العالمین ہے' تب تک آپ ﷺ رحمت اللعالمین ہیں۔ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ العالمین میں کافر اور مومن کا امتیاز نہیں رکھا گیا' کیونکہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو کافروں کو آپ ﷺ کی پیدائش سے بہت سے مادی فائدے حاصل ہوئے۔ آپ ﷺ اپنی دایہ کے کمزور اور لاغر اونٹ پر سوار تھے' لیکن اس کمزور اونٹ نے بڑے بڑے طاقتور اونٹوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ان کے گھر میں جتنی بھی سوکھی بکریاں تھیں' انہوں نے اتنا دودھ دیا کہ بھینسوں کو مات دے دی۔ ان کی فصلوں میں اتنی برکات آ گئیں' جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اس وقت وہ ایمان لائے تھے' نہ آپ ﷺ نے دعوت دی تھی اور نہ ہی آپ ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔

اصل بات یہ ہے کہ اگر مومن بھی آپ ﷺ کی انہی برکات پر اپنی قناعت کر لے تو پھر مومن اور کافر کا فرق کیا رہ جاتا ہے؟ اصل حقیقت یہ ہے کہ مومن کا رشتہ بعثت سے ہے۔ آپ ﷺ جب مبعوث ہوئے تو کافروں نے آپ ﷺ کی برکات کے باوجود بھی آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کیا تو یوں وہ رحمت ان کے لئے عذاب کا باعث بن

www.naqshbandiaowaisiah.com



تی۔ اس لئے کہ اس کی جواب طلبی ہوگی کہ آپ ﷺ کی رحمتیں تو سمیٹتے رہے، لیکن اس کا اقرار کیوں نہ کیا؟

اصل بات یہ ہے کہ جس شخص نے آپ ﷺ کی بعثت کا اقرار کیا، اس کے لئے رحمتیں الگ ہیں، اس کے لئے برکات کے درجے مختلف ہیں اور اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے، تو وہ مومن بنا، اس کے بعد اس نے اپنی زندگی آپ ﷺ کے قدموں میں بیچ دی اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا اقرار کرنے کے بعد اپنی آرزو ختم، اپنا ارادہ ختم اور بندہ اب صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مطیع و فرمانبردار ہے۔

بات یہ ہے کہ جشن کا تعلق نبی کریم ﷺ کی ذات سے نہیں ہوتا۔ جشن تو میلوں ٹھیلوں جیسی چیز کو کہتے ہیں، جہاں کوئی گاتا ہے، کوئی ناچتا ہے۔ جس کے جی میں جو آئے وہی کرتا ہے۔ کوئی دکان لگالیتا ہے، کوئی تھیٹر اور موت کا گولہ۔ جشن کے میلوں میں لوگ سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں۔ اہل مغرب اپنے جشنوں میں جنسیات تک شامل کر لیتے ہیں۔ لیکن مشاہدے میں آیا ہے کہ اہل مغرب جنسیات سر عام کرتے ہیں، تو اہل مشرق پس دیوار کرتے ہیں۔

آج ہم جشن کو آپ ﷺ کی ذات اقدس سے منسوب کر لیتے ہیں، جو خود ایک گستاخی ہے۔ کہاں آپ ﷺ کے نام نامی کا تقدس اور کہاں یہ میلے ٹھیلے۔ کہاں آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ اور کہاں وہ ٹریکٹر ٹرالیوں پر ہندوستانی فحش گانوں کی طرز پر نعتیہ کلام اور ہلڑ بازی۔

اب تو نئے نئے طریقوں سے میلاد کے نام پر پیسے بٹورے جاتے ہیں، لوگوں کے راستے روکے جاتے ہیں، چادریں پھیلا پھیلا کر اور ڈنڈے دکھا دکھا کر گاڑی کے شیشے توڑ دینے کی دھمکیاں دے دے کر زبردستی رقمیں بٹوری جاتی ہیں۔ خود دیانت داری سے سوچئے کہ کیا آپ ﷺ کے نام نامی کے ساتھ ایسی خرافات زیب دیتی ہیں؟ کیا یہی تقاضائے اسلام ہے؟

جشن تو پہلے بھی منائے جاتے رہے ہیں، مکے میں بھی جشن منائے جاتے تھے، مکہ میں میلے لگتے تھے، رونقیں لگتی تھیں، بازار سجتے تھے، دور دور سے لوگ خرید و فروخت کے لئے آتے تھے، موسیقی اور ڈانس ہوا کرتے تھے۔ لیکن صحابہ کرام کی زندگیوں میں کہیں بھی ہمیں اس طرح کے جشن میلاد النبی ﷺ کی کوئی مثال نہیں ملتی، جس طرح ہم کر رہے ہیں۔

ملک کے کروڑوں عوام کچے مکانوں اور جھگیوں میں رہتے ہیں، لیکن گلیوں اور راستوں کی سجاوٹ پر لاکھوں روپے خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ کون سی محبت ہے نبی کریم ﷺ سے؟ ملک کے کروڑوں بچے تعلیم کے لئے کاغذ کے ایک ایک ورقے کو ترس رہے ہیں اور جشن میلاد النبی ﷺ پر لاکھوں روپے کی جھنڈیاں خرید لیتے ہیں، گلیاں بند کر دیتے ہیں، کسی بیمار کو اگر گلی سے گزرنا ہے تو گلی کا راستہ کھلنے کا انتظار کرے۔ لاکھوں روپے کی نیازیاں اور کپ تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ فحش ہندوستانی گانوں پر نعتوں کی طرز بنالینا کون سا دین ہے؟ کیا آپ ﷺ کی شان اور نام ان گھٹیا اور فحش گانوں کی طرز سے منسوب کر دینا حب رسول اللہ ﷺ ہے؟

حقیقت تو یہ ہے کہ بڑی بڑی شخصیات حضور ﷺ کے سامنے سانس نہیں لے سکتیں، اونچی آواز میں بات نہیں کر سکتیں، تو پھر ہم کس کھیت کی مولی ہیں۔ ایک صحابیؓ آپ ﷺ سے کچھ مسئلہ پوچھنے کے لئے آئے۔ چونکہ آپ ﷺ آرام فرما رہے تھے، اس لئے انہیں انتظار کرنا پڑا وہ اپنے جانوروں کا ریوڑ چھوڑ کر آئے تھے، اس لئے ذرا جلدی مسئلے کا حل دریافت کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور آپ ﷺ نے کسی سے کوئی بات وغیرہ کی تو ان صحابیؓ تک آپ ﷺ کی آواز پہنچی۔ انہوں نے وہیں دیوار کے پار سے آپ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ حضور ﷺ مجھے جانا ہے کیونکہ میں اپنا ریوڑ چھوڑ کر آیا ہوں، اس لئے جلدی سے مسئلے کا حل بتا دیجئے۔ اسی وقت اللہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھوں وحی نازل فرمائی اور سورۃ الحجرات میں یہ حکم نازل فرمایا کہ ''ان میں عقل نہیں کہ آپ ﷺ کو کس طرح مخاطب کرنا ہے۔'' حالانکہ وہ صحابیؓ تھے اور انہوں نے دین کی بات پوچھنی تھی۔

ہمارے لئے وجہ امتیاز اور وجہ افتخار بعثت اعلیٰ ہے اور بعثت کی بات کرو تو اس میں جشن نہیں آئے گا۔ اس میں تو آپ کو باادب ہو کر آپ ﷺ کا پیغام سننا اور سنانا پڑے گا اور آپ ﷺ کے اسالیب اور تعلیمات کو پڑھنا اور ان پر عمل کرنا پڑے گا۔ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا بات اس کی ہوگی؟ کیا جائز ہے کیا ناجائز ہے بات اس کی ہوگی، عظمت الٰہی کیا ہے، توحید باری کیا ہے، معرفت رب کس کو کہتے ہیں، اسلام کیا ہے اور کیا نہیں ہے۔ بات اس کی ہوگی۔ اس پر تو پھر جشن نہیں منایا جائے گا۔ یہ تو بڑی سنجیدہ محفل ہوگی۔ بڑی بابرکت محفل ہوگی۔

ہمیں لوگوں کو آپ ﷺ کی محبت، اتباع اور آپ ﷺ سے عشق کی حد تک راستہ دکھانا پڑے گا۔ حضور ﷺ کو اپنا محبوب ماننا پڑے گا اور یہ سمجھ لیں کہ محبت اور سرتابی کبھی اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ محبت کرنے والا تو اپنے محبوب کے چہرے پر دیکھتا رہتا ہے کہ اس کا محبوب کس بات پر خوش ہوتا ہے اور کس بات پر ناراض ہوتا ہے۔

اب آپ خود حضور ﷺ سے اپنی محبت کا معیار دیکھ سکتے ہیں؟ صحابہ کرامؓ آپ ﷺ سے عشق کی حد تک محبت کرتے تھے۔ انہوں نے مشرکین کی اذیتوں کو سہا، بدر واحد میں زخم کھائے، جب انہیں کہہ دیا گیا کہ اس بارگاہ اقدس میں آواز بلند نہ کرنا ورنہ یہ ساری ہجرت، شہادتیں، جہاد، نوافل اور عبادات تمہارے منہ پر ماردوں گا، تو میری اور آپ کی حیثیت کیا ہے۔ ہم نے کیا کیا ہے، ہم سے کیا ہوسکتا ہے؟ ہم کون ہیں ہماری حیثیت کیا ہے؟

جشن عید میلاد النبی ﷺ کے حقیقی فلسفے کو سمجھیں اور حضور ﷺ سے سچی محبت کریں اور پھر دیکھیں کہ آپ کو اتنی خوشیاں اور اتنی مسرتیں اور دلی سکون حاصل ہوگا کہ آپ کا ہر لمحہ اور ہر دن حضور ﷺ کی ولادت کا دن محسوس ہوگا۔ اگر آپ حضور ﷺ سے محض دنیاوی دکھاوے کے لئے اور محض اپنے مفادات کی خاطر محبت کرتے ہیں تو سوچ لیں کہ ایسا کرنا آپ ﷺ کی رحمت سے محروم کر دیتا ہے، اور جو آپ ﷺ کی رحمت سے محروم ہوگیا، تو پھر اس کی دنیا بھی گئی اور آخرت بھی۔ اللہ ہمیں حضور ﷺ کا سچا عاشق بنائے اور آپ ﷺ کی رحمتیں دونوں جہانوں میں ہم پر قائم و دائم رکھے۔ آمین ثم آمین !!

بشکریہ روزنامہ ''خبریں''

☆☆☆☆☆☆

## ہے شہادت جان دے کے زندگی پانے کا نام

ہے شریعت دل سے اعمال اپنانے کا نام — ہے طریقت قلب اطہر سے جلا پانے کا نام
دل سے رکھ دے کھرچ کے سب تعلق غیر کے — ہے اطاعت رب کے در پہ دل جھکا دینے کا نام
بانٹتے ہیں وہ خزانے جو کئے رب نے عطا — ہے رسالت نعمتیں خالق کی لٹوانے کا نام
بندہ بے دام ہے محبوب کے در کا اسیر — ہے محبت وادی الفت میں کھو جانے کا نام
موت کہتے ہیں جسے وہ ہے حیات جاوداں — ہے شہادت جان دے کے زندگی پانے کا نام
فتح ہے تیرا مقدر کمر ہمت باندھ لے — ہے عزیمت عزم و ہمت کام میں لانے کا نام
درگزر کرنا خطا سے آپ ﷺ کی سنت ہے یہ — ہے شجاعت غیض وغصہ ضبط میں لانے کا نام
جو ہے مجبوری تماشا اہل مغرب کی ہے چال — ہے سیاست بات کر کے پھر مکر جانے کا نام
نام جس کا بو الحکم تھا دراصل ابوجہل تھا — ہے جہالت جہل کی باتوں پہ اڑ جانے کا نام
جو کسی کا حق دبائے ہے شقی القلب وہ — ہے شقاوت خلق پہ ظلم وستم ڈھانے کا نام
نعت لکھنا بھی اویسی ہے یہ خوش بختی تیری — ہے عقیدت ان کے دین پہ تیرے جم جانے کا نام

عبدالرزاق اویسی انجینئر ۔۔۔۔۔۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

# صلح و اصلاح میں ہے ملت بیضا کی فلاح

عبدالعزیز خالد

مولانا مفتی محمد شفیع ؒ راوی ہیں (البلاغ کراچی۔ مفتی اعظم نمبر) حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسنؒ) فرمایا کرتے تھے کہ: ''تقلید شخصی کوئی شرعی حکم نہیں ہے بلکہ ایک انتظامی فتویٰ ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ چاروں ائمہ مجتہدین برحق ہیں اور ہر ایک کے پاس اپنے موقف کے لئے وزنی دلائل موجود ہیں لیکن اگر ہر شخص کو یہ کھلی چھٹی دے دی جائے کہ وہ جب جس امام کے مسلک کو چاہے اختیار کرلے تو ہر ایک شخص اپنی آسانی کی خاطر آج ایک مسلک پر عمل کرے گا۔ کل دوسرے مسلک پر تو اس طرح اتباع خداوندی کی بجائے، اتباع نفس کا دروازہ کھل جائے گا!''

علامہ جاوید احمد غامدی اپنی تصنیف ''پس چہ باید کرد'' (دارالاشراق۔لاہور) میں دینی مدارس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ان کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ تقلید کے اصول پر قائم ہوئے ہیں۔ ان میں یہ بات پہلے دن سے طے کر دی جاتی ہے کہ حنفی ہمیشہ حنفی رہے گا اور اہل حدیث کو ہر حال میں اہل حدیث ہی رہنا ہے' اپنے دائرے سے باہر کے کسی صاحب علم کی کسی تحقیق اور رائے کے بارے میں یہ تصور بھی ان کے ہاں ممنوعات میں سے ہے کہ وہ صحیح ہو سکتی ہے۔ مذہب ابوحنیفہؒ کا کوئی پیروائمہ محدثین کے کسی مسلک کو اور ائمہ محدثین کے طریقے پر عمل کرنے والا کوئی شخص مذہب ابو حنیفہؒ کے کسی نقطۂ نظر کو کبھی ترجیح دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ہر جماعت مصر ہے کہ اس کا مذہب ہر اعتبار سے اوفق بالقرآن والسنۃ ہے اور اس پر اب کسی نظر ثانی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی شخص ان مدارس میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ اس کے اکابر کی کوئی رائے اور تحقیق کسی بھی مسئلے کے بارے میں غلط ہو سکتی ہے۔ اس اصول پر ان مدارس سے پڑھ کر نکلنے والوں کی استقامت (؟) سے جو بگاڑ ہمارے معاشرے میں پیدا ہوا ہے وہ کسی صاحب نظر سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ ہم صبح و شام دیکھتے ہیں کہ فرقہ بندی کا ناسور اس ملت کے جسم میں جاری اور اختلاف ہمیشہ اتفاق پر بھاری ہوتا ہے۔ منبر ہمہ وقت غضب سے کانپتا اور محراب ہمیشہ ترش ابرو ہوتی ہے۔

مسجدوں کی حدود ملکوں کی سرحدیں بن گئی ہیں اور ان میں رہنے والے ایک دوسرے سے کوئی تعلق قائم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ فقہی تعصبات دین کی عصبیت پر غالب آ گئے ہیں اور یہ لوگ ان کی حفاظت کے لئے اب بغیر کسی تردد کے ہر باطل کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ فقہ اسلامی کی تدوین اور اس ملک میں اس کے نفاذ کی ہر کوشش بالعموم انہی تعصبات کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے۔ اس طرح کے مواقع پر یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ محض مکاتب فکر نہیں اقوام و ملل ہیں جو اپنے اپنے مفادات کی حمایت میں ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو گئے ہیں۔ یہ بگاڑ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس زمانے میں جبکہ نفاذ دین کی باتیں کچھ زیادہ ہونے لگی ہیں' بہت نمایاں ہو گیا ہے۔

ان میں سے جو کچھ وسعت نظر کے مدعی ہیں۔ ان کا حال بھی یہ ہے کہ وہ اگر شخص واحد کی تقلید پر اصرار نہیں کرتے تو اس بات پر بہرحال مصر ہیں کہ قرآن و سنت پر براہ راست غور و تدبر کا دروازہ چوتھی صدی ہجری کے بعد بند ہو چکا ہے۔ ان کے نزدیک اب قیامت تک کسی شخص کو اسے کھولنے کی جسارت نہیں کرنی چاہئے 'علم ان کی رائے میں جمع اقوال ہی کا نام ہے اور تحقیق یہ اسے ہی کہتے ہیں کہ کسی مدعا کو ثابت کرنے کے لئے اگلوں میں سے دس بیس کی آراء بطور حوالہ نقل کر دی جائیں۔ کسی آیت کی تاویل اور کسی حدیث کی شرح میں کوئی نئی تحقیق اگر کوئی شخص پیش کر دے تو اسے مردود قرار دے دینے میں یہ لمحے بھر کا توقف بھی گوارا نہیں

کرتے۔ بڑی سے بڑی غلطی پر بھی یہ محض اس وجہ سے مصر ہو جاتے ہیں کہ پہلوں میں سے کسی کو اس سے کوئی اختلاف نہیں رہا۔ یہ چیز ان کے ہاں کوئی معمولی اہمیت نہیں رکھتی یہ اسے ایمان و عقیدہ کے طور پر اختیار کئے ہوئے ہیں!"

یہ صورتحال کوئی آج کی نہیں بلکہ زمانہ ہائے دراز سے اہل جبہ دستار کا یہی نہجار ہے۔ ان کی اسی سلبی' بے لچک اور "لامساس۔ (97:20)" روش نے امت مسلمہ پر فیضان و عرفان کے ابواب رحمت تیغا کر رکھے ہیں۔ مولانا رومؒ نے اسی تفرقہ پردازی و خانہ براندازی پر ہر صاحب ابلاغ و ارشاد کو یاد دلایا تھا۔

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

زندگی کی ہماہمی کا راز "پیوستن" میں ہے "گسستن" میں نہیں "بستگی" میں ہے "شکستگی" میں نہیں "اپنایت" میں ہے "غیریت" میں نہیں اگر چہ مطلوب و مثالی صورتحال یہی ہے کہ یہ مذہبی فرقے ایک ملی وحدت میں ضم ہو کر اس عارفانہ شعر کی دلکشا تصویر بن جائیں:

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

قرآن کریم بھی خدا کے محبوب بندوں کی نشانی یہی بتاتا ہے "الذین یحاربون فی سبیل اللہ صفا کالھم بنیان مرصوص (4:61) کہ وہ اللہ کی راہ میں پرے جما کر ایسے لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی دیوار ہوں' یہاں "قتال فی سبیل اللہ" اپنے وسیع ترین معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس میں ہر وہ جدوجہد شامل ہے جو روئے زمین پر ایک منصفانہ' مساویانہ' ظلم و استحصال سے پاک اور مودت و موالات پر مبنی نظام کے قیام کے لئے کی جائے۔ یہ جدوجہد ظاہر ہے تمام احزاب و طبقات کی کامل یکجہتی اور ہم آہنگی ہی سے بار آور ہو سکتی ہے۔ عناد و بدگمانی کی فضاء میں منڈھے نہیں چڑھ سکتی۔ اس سے پہلے یہ ارشاد ہوا تھا

**سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقوں میں نہ بٹو مگر کیا کیجئے کہ حاضر و موجود زمینی حقیقتیں "اتفاقی" نہیں بلکہ "اختراقی" ہیں' مجتمع' نہیں "متفرق" ہیں**

"واعتصوا بحبل اللہ جیعا ولا تفرقو (103:3) سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور متفرق نہ ہو و (تفرقے میں نہ پڑو' فرقوں میں نہ بٹو)" مگر کیا کیجئے کہ حاضر و موجود زمینی حقیقتیں "اتفاقی" نہیں بلکہ "افتراقی" ہیں۔ "مجتمع" نہیں "متفرق" ہیں اور ہمیں سر دست انہی سے بحث ہے۔ ہدایت کے طاہر و طیب' ازلی و ابدی سرچشمے قرآن اور احادیث ہیں (وہ احادیث جن کی صحت مسلمہ ہے اور جن کے راوی درایت اور جرح و تعدیل کی چھلنی سے کامیابی سے گزر چکے ہیں) قرون اولی میں جن چیدہ و چنیدہ اہل تدبر و تفکر نے جو کسبا و قدرتا "تفقہ فی الدین" کی صلاحیت سے بہرہ یاب تھے انہوں نے اپنے زمانے کو در پیش مسائل کا استنباط اور احکام و قوانین کا استخراج کیا۔ ان کو قدر دان و احسان مند اہل نظر نے فقیہوں' مجتہدوں اور اماموں کے لقب سے پکارا۔

عہد رسالت کے بعد متاسفانہ امت مسلمہ دو بڑے گروہوں میں بٹ گئی۔ اہل تسنن اور اہل تشیع' اس وقت اہل تسنن کے چار بڑے فقہی مکتب ہیں۔ حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی۔ ویسے فقہی مکاتب تو بہت تھے مگر امتداد وقت سے ان کی تعداد خود بخود آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی۔ ان میں سے کچھ تو اپنے اجتہادات کو مرتب و مدون نہ کر سکے اور کچھ بوجوہ مرجع ارادت نہ بن سکے اور قبول عام کی نعمت غیر مترقبہ سے محروم رہے۔ کچھ پھول سہروں اور گلدستوں کے لئے کھلتے ہیں اور کچھ جنازوں اور مزاروں کے لئے ...... اپنا اپنا مقدر ہے۔

اہل تشیع کے سواد اعظم کا مسلک شیعہ امامیہ (اثناء عشریہ) یا مذہب جعفری ہے۔ فقہ جعفریہ' جس کا مرکز و مدار ہے۔

اہل سنت کے رائج الوقت چار مذاہب کے بانیوں نے کبھی منزہ عن الخطاء ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ تو برملا اور باصرار کہتے رہے کہ ہم بھی عام انسان ہیں۔ ہماری رائے صائب بھی ہو سکتی ہے اور محتمل خطاء بھی۔ وہ تاکیداً و تکراراً افراد ملت کو اپنی غلامانہ تقلید سے منع

کرتے تھے کہ کہیں ان کے اعمال بھی ان کے پلڑے میں نہ ڈال دیئے جائیں اور وہ حشر کے روز یہ دہائی نہ دے اٹھیں "ربنا انا اطعنا ساوتنا و کبراء نا فاضلونا السبیلا ۔ربنا آتھم ضعفین من العذاب (68,67:33) اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا (اور ان کے پیچھے چلے) تو انہوں نے ہمیں راستے سے بھٹکا دیا۔اے ہمارے پروردگار! ان کو دگنا عذاب دے!"

امام مالکؒ بن انس (فقہ مالکی کے بانی) کا رویہ اس کی نمائندہ مثال ہے۔خلیفہ ابو جعفر منصور 148ھ (765ء) میں ادائے حج کے لئے آیا تو اس نے امام صاحب سے اپنی عقیدت کی بناء پر پوچھا کہ وہ کیا عامۃ الناس کو ان کی تقلید پر آمادہ کرنے کے لئے کوئی سرکاری اقدام کرے؟ امام مالکؒ نے منکسرانہ کہا: "ہر فرقے کے اپنے اپنے پیش رو اور امام ہیں اس لئے اگر امیر المومنین لوگوں کی چناؤ کی آزادی میں مخل نہ ہوں اور انہیں اپنے ضمیر کے مطابق فیصلے کرنے دیں تو بہتر ہو!" اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید کی اس تجویز پر کہ "موطاء" کو کعبے میں آویزاں کر دیا جائے اور تمام مسلمانوں سے کہا جائے کہ وہ اسے کتاب آئین کا درجہ دے کر اپنا دستور حیات ٹھہرائیں تو امام مالکؒ کا صلح کل، دور اندیشانہ اور مفاہمت آمیز جواب وہی تھا جو انہوں نے اس کے پیش رو کو دیا تھا۔

چاروں (بلکہ پانچوں) اماماں عالی مقام قانون الٰہی کی اپنے فہم وفکر کی روشنی میں تعبیر وتفسیر کرتے اور اپنے اپنے طور پر اسلامی قواعد و قضایا کی توضیح وتلویح کرتے ہیں۔ یہ سب ایک ہی خرمن کے خوشہ ربا ہیں۔ ایک ہی پیڑ کی ڈالیاں، ایک ہی شاخ کے پھول ہیں۔ ان کے مسالک اہل معنی کی نگاہ میں باہم نقیض ومحارب نہیں لیکن بدقسمتی سے "ہماری قسمت میں صرف تقسیم اور تفریق کے ہندسے آئے ہیں، جمع اور ضرب والے نہیں۔ہم اختلاف کو بلا سوچے سمجھے فوراً مخالفت سمجھ لیتے ہیں اور فرق کو تضاد قرار دے دیتے ہیں!" اور یوں اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں چن کر دوسروں پر کلوخ اندازی شروع کر دیتے ہیں!

**کوئی شخص یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ اس کے اکابرین کی کوئی رائے اور تحقیق غلط بھی ہو سکتی ہے**

ایک قانون کی بہت سی تشریحیں ہوتی ہیں۔ایک خواب کی بہت سی تعبیریں ہوتی ہیں۔ایک متن کی بہت سی تفسیریں ہوتی ہیں اور اپنی اپنی حد میں معقول، قرین قیاس اور مقرون بصواب ہوتی ہیں۔حقیقت کبھی یک رخی نہیں ہوتی۔جتنی نگاہیں اتنے جلوے، ہر صاحب دعویٰ قضیے کے اسی پہلو کو اجاگر کرتا اور اس کی تصویب پر اپنا زور نطق وبیاں صرف کرتا ہے جو اس کے مفید مطلب ہو۔جو اس کے نقطۂ نگاہ کی موید و مصدق ہو۔ایک قانون کی جو بھی تعبیر ایک داد خواہ کے حق میں جاتی ہو وہ اس کا سہارا لے سکتا ہے۔ یہ تکثیریت Pluralism اور انتخابیت (Eclecticism تخیر وتمیز) کا عمل ہے جس سے معاشرہ فروغ گیر اور نمو پذیر ہوتا ہے۔کثیر الابعادی، کشادگی اور بے تعصبی زندگی کو طاقت و توانائی عطا کرتی ہے۔تعدد وتنوع سے اسے توسیع وتوسع اور نئی بصیرت ومعنویت ملتی ہے۔ لکیر کا فقیر بند معاشرہ، منجمد سوچ اور جامد فکر کا معاشرہ ہوتا ہے۔

معقولیت اور رفاہیت کا تقاضا یہی ہے کہ اخذ واستفادہ کے دروازے کھلے رہنے چاہئیں اور فکر وخیال کی خوشہ چینی پر کوئی بندش نہیں ہونی چاہیے۔شہد کی مکھی ایک پھول پر اکتفا نہیں کرتی بلکہ رنگ رنگ کے پھولوں کا رس چوستی اور اپنے محال میں ذخیرہ کرتی ہے۔اس کی اسی وسیع المشربی سے "یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس (69:16) اس کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں اس میں لوگوں کے لئے سامان شفاء ہے!" ایسے ہی اگر ایک شخص کسی مخصوص فقہی مسلک کا پیرو ہے تو اس پر یہ بیجا پابندی نہیں ہونی چاہئے کہ تا زندگی وہ ہر مسئلے میں اسی مسلک کی پیروی کرے اور اگر کسی دوسرے مسلک کا نقطۂ نظر اسے زیادہ باصواب، سودمند اور معقول و متوازن نظر آتا ہو تو اسے پسندیدگی کے باوجود قبول نہ کر سکے۔یہ مسالک ومکاتب فقط شریعت پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی شخصی، فقہی

www.naqshbandiaowaisiah.com



تشریحیں ہیں یعنی ذہن انسانی کی رسائی و نارسائی کی تصویریں، جمہور امت کی آسانی، افادے اور رہنمائی کے لئے۔ ان میں باہم منازعات و محاربات کے نہیں بلکہ ارتباط و یگانگت کے رشتے ہونے چاہئیں۔ ان میں کھلا ڈھلا لین دین اور میل ملاپ ہونا چاہئے۔ کسی بھی مسلک کے پیرو کو حسب دلخواہ کسی دوسرے مسلک، مقلد (سنی و شیعہ) یا غیر مقلد (اہل حدیث، اہل قرآن) سے رجوع کرنے، اس سے متمتع اور مستفید ہونے کا پورا پورا حق ہونا چاہئے، اپنے مسلک سے دستبردار ہوئے بغیر اور اپنے امام کی امامت سے براءت کا اظہار کئے بغیر: اس کا رجزیہ ہونا چاہئے:

سقراط ہے عزیز، مگر حق عزیز تر
فلاطوں محترم ہے سچ ہے لیکن محترم تر

ایک طائر چمن زاد کی طرح وہ کہہ سکتا ہے:

کبھی شاخ و سبزہ و برگ پر کبھی غنچہ و گل و خار پر
میں چمن میں چاہے جہاں رہوں مرا حق ہے فصل بہار پر

حسن پرست حسن کا عاشق ہوتا ہے جہاں بھی جس رنگ میں بھی نظر آئے۔ تلون مزاجی اور ہرجائی پن کا طعنہ دینے والوں کو اس کا حاضر جواب یہ ہوتا ہے:

گو حسین تازہ ہے ہر لحظہ مقصود نظر
حسن سے مضبوط پیمان وفا رکھتا ہوں میں

حضور سرور ﷺ کائنات کے یہ ارشادات اس کے موقف کو موثق کرتے ہیں:

1- (الدین یسر ولا عسر) دین تنگی نہیں آسانی ہے۔
2- (خیر دینکم ایسرہ) ہے دین تمہارا وہی جو سہل ترین ہے۔
3- (یسروا ولا تعسروا) دشواریاں نہیں کرو پیدا سہولتیں
4- (بشروا ولا تنفروا) تنفر کے نہیں دل بستگی کے طور اپناؤ

یہ سب فرقے اسلام کے دائرے کے اندر کے فرقے ہیں، اللہ تعالیٰ تو یہاں تک کہتا ہے: "قل یا اهل الکتاب تعالوا الیٰ کلمة سواء بیننا و بینکم (64:3) کہہ! اے اہل کتاب! جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں (مشترک، تسلیم شدہ) ہے اس کی طرف آؤ! یعنی وہ دوسرے مذہب والوں کی طرف بلا تکلف دست تعاون بڑھانے کا اذن دیتا ہے، اختلافات کو نظر انداز کر کے مفاہمت و مصالحت پر زور دینے کے لئے کہتا ہے تاکہ کاروان رشد و ہدایت آگے بڑھتا رہے اور اصلاح بین الناس میں ذاتی اور حزبی مفادات و مصالح حائل نہ ہوں۔ ہمارے لئے یہ حکم خداوندی مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی روشنی میں ہمیں اپنے ذہنوں کو کھولنا اور سب مسلکوں کو اسلامی مسلک سمجھتے ہوئے ان سے حسب ضرورت، حسب موقع اور حسب خواہش بے روک ٹوک استفادے کی داغ بیل ڈالنی چاہئے کہ: "خیمہ ہائے ماجدا، دلہا یکیست" کسی امام یا غیر امام سے رجوع کرنے اور اس کے استنباط و اجتہاد سے استناد و استشہاد کے لئے کسی سالک کو اپنے مسلک کی تبدیلی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اپنے طریقے پر قائم رہتے ہوئے بغیر کسی ذہنی تحفظ کے وہ حسب منشاء اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ایک سچے جویائے علم و فن کا شیوہ ہمیشہ "متمتع زہر گوشہ یافتن" ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد مبین کی روشنی میں "اصحابی کالنجوم بایھما اقتدیتم اھتدیتم ...... میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، ان میں سے جس کا چاہو اتباع کرو، جس کو چاہو خضر راہ بناؤ" (جس کا جو قول و فعل بھی دل کو لگے اسے اپنا لو۔ ایک جگہ رک کر نہیں بلکہ چل پھر کر رنگ محفل دیکھو تا کہ طبیعت میں دراکی، معاملہ فہمی، مردم شناسی اور جہاں بینی پیدا ہو) اور یہ کہ جہاں سے بھی خیر و حکمت کی کوئی بات ملے اسے بے دریغ، بلا تامل لے لو یہ دیکھے بغیر کہ اسے کہنے والا کون ہے (انظر الیٰ ما قال ولا تنظر الیٰ من قال ..... کیا کہا دیکھ۔ مت دیکھ کس نے کہا : حضرت علیؓ) اور کون سے برتن سے نکلی ہے!

بخشے ہے جلوہ ء گل ذوق تماشا غالب
چشم کو چاہئے ہر رنگ میں وا ہو جانا!

**لکیر کا فقیر بند معاشرہ، منجمد سوچ اور جامد فکر کا معاشرہ ہوتا ہے**

www.naqshbandiaowaisiah.com

# آدھی ملاقات

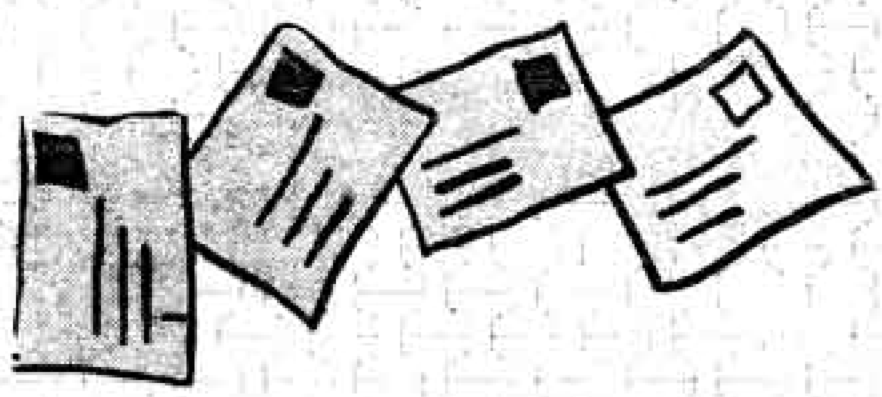

O...... حضرت جی کو محمد سلیم راولپنڈی کا ایک خط بھیجا گیا تھا جس میں کسی عامل نے شوگر کے مرض کے لئے بہت سے اوراد و وظائف کے علاوہ بہت سی چیزوں سے پرہیز بھی ایک پرمغز پمفلٹ کی صورت میں دیئے تھے انہی میں پیپسی کولا بھی شامل تھی۔ حضرت جی کا جواب موصول ہوگیا ہے۔ محمد سلیم صاحب نوٹ فرمالیں۔ کہ حضرت جی نے فرمایا ہے:۔

''آجکل پیپسی میں کیمیکلی بنائی ہوئی چیپس ہوتی ہے۔ اور دیگر بھی بیشتر چیزوں کا حال یہی ہے۔ اگر بچا جا سکے تو بہت بہتر ہے۔ اللہ توفیق دے جتنا کچھ پڑھنے کا انہوں نے بتایا ہے اس سے بہت بہتر ہے کہ قرآن کریم مسلسل پڑھا جائے۔ اگر ترجمہ پڑھیں تو اور اچھا ہے''

O...... سہیل عمران خاں نے لاہور سے تجویز کیا ہے کہ جس طرح ذات برادریوں کے لوگ اپنے مستحق افراد کو سپورٹ کرتے ہیں اسی طرح سلسلہ عالیہ اور تنظیم الاخوان کو بھی ایسا بندوبست کرنا چاہئے۔ انہوں نے اسی جذبہ کے پیش نظر پیش کش کی ہے کہ اگر کوئی ساتھی پریس کا کام جانتا ہو تو میرے پاس ایک چھوٹا سا پرنٹنگ پریس ہے میں انہیں اس میں ایڈجسٹ کرلوں گا۔

O...... بیگم افتخار احمد شیخ نے لاہور سے لکھا ہے کہ ان کا ماہ مارچ کا شمارہ ان کے پڑھنے سے پہلے ہی کوئی مہمان لے کر چلتے بنے۔ اگر ہو سکے تو اس کی ایک کاپی بھیج دیں۔

محترمہ! کاپی آپ کو بھیج دی گئی تھی امید ہے مل چکی ہوگی۔

O...... نذیر احمد نے واہ کینٹ سے لکھا ہے کہ ماہ اپریل کا شمارہ ان تک نہیں پہنچ سکا۔

ان کا خط ہم نے لاہور ہیڈ آفس بھیج دیا تھا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ رسالہ کی ترسیل کے ضمن میں ہیڈ آفس لاہور سے رجوع کیا کریں۔

O...... ایک محترمہ جو 30 سال سے کینیڈا میں مقیم ہیں نے حضرت جی سے بیعت ہونے سے متعلق لکھا ہے کہ کس طرح خواب میں ان کی جانب راہنمائی کی گئی۔ خط میں انہوں نے اپنا نام نہیں لکھا۔

O...... العروج انٹرنیشنل ٹریول سروس ٹوبہ ٹیک سنگھ کی وساطت سے ایک صاحب نے المرشد کے ماہ مئی کے اداریہ پر اعتراض فرمایا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اہل دیوبند پر خواہ مخواہ تنقید کی گئی ہے۔

انہیں ہم نے تفصیل سے خط لکھ دیا ہے امید ہے وہ ہماری گزارشات سے مطمئن ہوگئے ہوں گے۔ دراصل یہ مولانا فضل الرحمٰن کے سیاسی کردار پر تنقید تھی جو دیوبند مکتبہ فکر کے نام کو استعمال کررہے ہیں اور اپنے آپ کو ان کا نمائندہ سمجھتے ہیں۔ جبکہ روشنی پھیلانے والے دیوبند مکتبہ فکر کے اکابرین سے مولانا کو کیا نسبت ہوسکتی ہے۔

O...... خادم حسین صاحب کامرہ ضلع اٹک نے جنوری 2000ء کا المرشد طلب فرمایا تھا اور ماہناموں کی جلد بندی میں درپیش مسئلہ سے متعلق پوچھا تھا اور رہ نورد شوق میں کچھ صفحات کی غلطیوں کی نشاندہی فرمائی تھی۔

انہیں تفصیلاً جواب دیا جا چکا ہے۔ اور ان کا خط لاہور ہیڈ آفس بھجوا دیا گیا ہے تاکہ رہ نورد شوق کی آئندہ کی اشاعت میں متذکرہ اغلاط کو دور کیا جاسکے۔

O...... محترمہ عرفانہ عفی نے بوچھال' چکوال سے ایک مضمون بعنوان ''دعاؤں کے اثرے'' بھجوایا ہے۔

مضمون بھجوانے کا بہت شکریہ۔ امید ہے آئندہ آپ اس سے بہتر مضامین بھیجیں گی۔

O...... سہیل عمران خان صاحب نے لاہور سے ایک مضمون ''پریشانیاں اور ان کا حل'' بھیجا ہے۔

مضمون بھجوانے کا بہت شکریہ۔ امید ہے آئندہ اس سے بہتر مضامین بھیجیں گے۔

O...... غازی محمد افسر اویسی نے منارہ چکوال سے اپنی والدہ ماجدہ کی فوتیدگی کی اطلاع دی ہے۔

ہم سب ان کی والدہ کی مغفرت کے لئے دعاگو ہیں اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر اور حوصلہ سے اس غم سے گزرنے کی توفیق دے۔

O...... نثار احمد صاحب نے ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ملک ظفر اقبال ایڈووکیٹ کے ہم زلف کی وفات کی اطلاع

www.naqshbandiaowaisiah.com



دی ہے۔

ادارہ' اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کی دعا کرتا ہے اور پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

O...... جناب میجر حافظ غلام قادری صاحب نے ماہنامہ کے لئے راولپنڈی سے بہت اچھی تجاویز ارسال فرمائی ہیں۔

ان تجاویز پر عمل کرنے کے سلسلہ میں لائحہ عمل سے انہیں آگاہ کر دیا گیا ہے۔

O...... فائزہ ہاشمی نے جو ہائی سکول کی طالبہ ہیں نے ڈیرہ اسماعیل خاں صوبہ سرحد سے تجویز کیا ہے کہ المرشد میں آجکل کی خواتین کے متعلق نہیں لکھا جا رہا۔ ان کے لئے مضامین لکھیں تا کہ وہ خوف خدا کریں اور موجودہ رائج فیشن کو چھوڑ دیں۔ علاوہ ازیں ہر شمارہ میں عورتوں سے متعلق ایک مضمون شائع کر دیا کریں۔

بی بی! اللہ تعالیٰ نے جہاں زینتوں کو اپنانے کا حکم دیا ہے وہیں اس پہ کچھ قدغنیں بھی لگا دی ہیں کہ ان زینتوں کو کس کس سے پوشیدہ رکھنا ہے اور کس کے سامنے ظاہر کرنا ہے۔ فرمان رب کریم ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں کے لئے جو زیب و زینت کی چیزیں پیدا کی ہیں انہیں کون حرام قرار دے سکتا ہے۔ 7/32۔ اسی طرح فرمایا کہ ہم نے تمہارے لئے لباس بنایا ہے جو تمہاری ستر پوشی کرتا ہے اور زینت و آرائش کا موجب ہے۔ 7/26۔ چند احکام ہیں جو عورتوں کے لئے مخصوص ہیں ورنہ سارا دین عورتوں اور مردوں پر یکساں طور پر لاگو ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم نے بنی نوع انساں کو یکساں طور پر عزت کے قابل بنایا ہے 17/70 تو عزت کا معیار بڑے چھوٹے ہونے پر' عورت مرد ہونے پر' امیر غریب ہونے کی بنا پر نہیں ہے۔ بلکہ فرمایا' تم میں سب سے زیادہ عزت کا مستحق وہ ہے جو سب سے زیادہ قوانین خداوندی کی پابندی کرتا ہے 49/13۔ اس لئے اپنی وضع قطع خراب رکھنا' شکل وصورت بدنما بنائے رکھنا اچھی بات نہیں لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ انسان ہر وقت بننے سنورنے میں لگا رہے اور فیشن کی دھن اس کے اعصاب پر سوار رہے کہ ہر چیز کی خوبصورتی توازن میں ہے۔

O...... مولوی محمد یامین شورو نے ٹنڈو الہ یار سے "اداریہ" کی تعریف کی ہے اور خواہش ظاہر کی ہے کہ اس میں امیر تنظیم کا مکمل تبصرہ شائع ہونا چاہیئے تھا۔ مزید یہ کہ تبلیغی جماعت عوام کو رہبانیت کی طرف لے جا رہی ہے ان کے بارے میں بھی لکھیے۔

انہیں تفصیلاً لکھ دیا گیا تھا کہ ہمارا مقصد کسی جماعت پر تنقید برائے تنقید نہیں ہے بلکہ ہم سب کا بڑا احترام کرتے ہیں اور ان کی توجہ نفاذ اسلام کی طرف مبذول کراتے رہتے ہیں کیونکہ اسلام صرف عبادات کا دین نہیں ہے یہ ایک نظام ہے جسے ہر شعبہء زندگی میں نافذ ہونا چاہیئے۔ عبادات سے ہٹ کر دوسرے شعبے بھی اس بات کے متقاضی ہیں کہ ان میں بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات نافذ ہوں تا کہ ہم صحیح معنوں میں ایک مسلم معاشرہ تشکیل دے سکیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

O...... سیف الرحمن سیف نے واں بھچراں سے ایک مضمون "حق کی آواز" بھیجا ہے۔

مضمون کا کچھ حصہ ہم موجودہ شمارہ میں شائع کر رہے ہیں۔

O...... محمد احمد غزالی مرغوب صاحب نے ماہنامہ کی تعریف کی ہے اور رسالہ منگوانے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

ماہنامہ کی ترسیل کا کام لاہور آفس کے ذمہ ہے۔ ہم نے انہیں ان کے خط کی کاپی بھجوا دی ہے تا کہ وہ مرغوب صاحب سے رابطہ کر سکیں۔

O...... عبدالرزاق اویسی انجینئر۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اپنا خوبصورت کلام بھیجا ہے کوشش کریں گے کہ اسی شمارے میں شائع ہو سکے۔

O...... محترمہ عابدہ صاحبہ نے مرید کے سے ایک خط بھیجا ہے جو حضرت جیؒ کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا

ہم اپنے قارئین کو اکثر بتاتے رہتے ہیں کہ آپ جن کو خطوط لکھنا چاہیں انہی کے ایڈریس پر بھجوائیں۔ اشتہار بھی شائع کرتے ہیں جس میں تمام تفاصیل درج ہوتی ہیں کہ کون سے مسائل کے لئے کس کو خط لکھنا ہے اور کس پتہ پر بھیجنا ہے مگر عام طور پر قارئین ایسا نہیں کرتے جس سے ان کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ ہم تو خیر بیٹھے ہی آپ سب کی خدمت کے لئے ہیں۔ اس سے بہر حال ایک تصور یہ بھی ملتا ہے کہ قارئین ماہنامہ کو پڑھتے نہیں ہیں۔ کیا میں نے ٹھیک کہا ناں۔

☆☆☆☆☆☆